UNIVERSAL
LIBRARY

OU-234565

UNIVERSAL
LIBRARY

تنزیل من حکیم العزیز بن فضلہا المتکلم بہا کتاب مستطاب مشہور بنسخہ … الحمد للہ که درین زمان که بتوفیقات ازلی و تائیدات لم یزلی رساله نافعه از تالیف احسن المناظرین و افضل المتکلمین مولانا

السید محمد احسن امروہوی دامت برکاتہم و فیضہم علی رؤس المسترشدین مسمی به

مصباح الادله

لدفع الادلة الاذله

بجواب رساله ادله کامله که مولوی محمد قاسم صاحب بنام محمود حسن طالب العلم دیوبندی نموده

فرموده اند در سنه ۱۲۹۹ ہجری در مطبع فیض عام … طبع رسید امید که ناظرین با انصاف از ابتدا

در حمایت این کتاب مستطاب سنجیده از اول تا آخر ملاحظه فرمایند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہم اننا نثنی نحوک بتمجیدک و نتوجہ الیک قائلا لبیک وسعدیک و نصلی علی رسولک الحبیب الذی ہو رحمۃ للعالمین من لدیک و نجاہد نفوسنا فی طاعتک بتوسل اقتدا اصحابہ المکرمین و نرکب الصراط المستقیم الذی ہو مسلک آلہ المطہرین۔

اما بعد احقر زمن سید محمد احسن امروہوی وارد حال کلکتہ بخدمت سائر ارباب بصائر گذارش کرتا ہی کہ اہل علم ذوی الانصاف دور از اعتساف پر یہ امر بیدا و ہویدا ہی کہ تمام علوم شرعیہ و دلائل سمعیہ کا پیشوا و مقتدا حدیث امام الرسل علیہ سید الانس والجان ہی اور کل روایات فرعیہ و احکام فقہیہ بمنزلہ جسم اور حدیث اونکا دل وجان فروعات فقہیہ وہی معتبر و مختار ہونگی جو اصول حدیث سی مشید و پائدار ہونگی عبادات مین بہی حدیث شریف ہی اصل الاصول ہی اور معاملات مین بہی سنت نبی کریم سند مقبول اگر اسرار و کشفیات صوفیہ کرام مین تو اونکا سند بہی احادیث خیر الانام مین کسی طرح کی حالات ہون یا کیسی ہی مکاشفات اگر مخالف سنت سنیہ ہین تو خیالات ہین اور آفات حتی کہ وجوہ تفاسیر معانی قرآن مجید خلاف سنت غیر مقبول کہ من قال فی القرآن برایہ فلیتبوأ مقعدہ من النار۔ حدیث واجب القبول ہی عقائد اسلام بہی وہی کامل العیار ہین جو اس نقاد کامل کی یہان سرہ وجید بی ردو انکار ہین ورنہ محض مردود و مطرود

بار پروردگار ہین فذلک مرام حدیث نبی علیہ السلام ہی اصل الاصول جملہ عقائد
واحکام ہی اور سنت سنیہ ہی مرکز دائرۂ حلال وحرام ولنعم ما قیل **نظم** کیا جسی کہون
حدیث پیمبر ہی۔ دُر دانۂ درج مصطفے ہی۔ صوفی عالم حکیم دینی۔ کرتی کرہی اوسکی
ہمیشہ چاہی۔ بابا کی یہانسی کون لایا۔ جسنی پایا یہین سی پایا۔ یہہ نا ہرہ محمدی ہی
گنجینۂ راز احمدی ہی۔ مشعل افروز راہ سنت۔ برہم زن بیخ وشاخ بدعت۔
ہوتی ہوئی مصطفے کی گفتار۔ مست دیکہہ کسیکا قول وکردار۔ جب اصل ملی تو نقل
کیا ہی۔ یہان وہم خطا کا دخل کیا ہی۔ اب زیادہ تو مجہسی کرنہ کل کل۔ خورشید
کے آگی کیا ہی مشعل۔ بالفرض فلان تہا مرد کامل۔ اوسنی تہا کیا کہانسی حاصل۔
وہ بہی اسی در کا اک گدا تہا۔ گو غوث وامام ومقتدا تہا۔ ملفوظ بہت ہین تو نہ دیکہہ
ملفوظ محمدی کو اب لی۔ ناحق تجہی اور کچہہ ہوس ہی۔ قرآن حدیث تجہکو بس ہی۔
حق ہوگا حدیث خوان ہی خرم۔ ارشاد رسول فخر عالم۔ امام ابوبکر بن ابی داود
السجستانی نی فرمایا ہی **نظم** تمسک بحبل اللہ واتبع الہدی۔ ولا تک بدعیا لعلک تفلح
ولذ بکتاب اللہ والسنن التی۔ اتت عن رسول اللہ تنج وتربح۔ ودع آراء الرجال و
قولہم۔ فقول رسول اللہ ازکی واشرح۔ ولا تک فی قوم تلہو بدینہم۔ فتطعن فی اہل
الحدیث وتقدح۔ وایضا لنعم ما قیل **نظم** علم الحدیث وسیلۃ مقبولۃ۔ عند النبی الہاشمی
محمد۔ فاشغل بہ اوقاتک البیض التی۔ ملکتہا تشرف بذاک وتسعد۔ یہین وجہ ہی
جہابذہ علمای امہ وثقات مجتہدین وائمہ ہمہ تن حدیث کی تنقیح وتحقیق مین مشغول
ومصروف رہی اور اسی شاہد رعنا کی توشیح وتزئین مین مشغوف ۵ ہرکہ
شد محرم دل درحرم یار بماند۔ وانکہ اینکار ندانست در انکار بماند۔ ناسخ کو منسوخ
سی جدا کیا اور سند کامل کو ناقص سی علیحدہ راوی ثقہ کو بہ تحقیق حقیق
راوی ضعیف سی ممتاز کیا اور درمیان احادیث متعارضہ کے تلفیق وتطبیق کی

وجوہ توفیق کو ابراز کیا مجروح و معلول کی تجریح و تعلیل کی اور عدل و ثقہ کی
و تعدیل علم اسماء الرجال مین بڑی بڑی کتابین تصنیف کین غرائب احادیث
و قرآن مجید مین کتب ضخیمہ تالیف ہر امر متعلقہ علم حدیث شریف مین بہت جد کی
اور سعی کہ قدمین اثر عملین انتہی غرضکہ اب کوئی حیلہ کسیکا عمل بالحدیث کرنیمین
پیش نہین جا سکتا اور اتباع سنت کی نسبت کوئی عذر معقول خیال مین نہین
آسکتا لیکن معہذا بعض صاحبان خام خیال ابتک بہی خیالی پلاو پکائی جاتی
ہین اور عذر بدتر از گناہ پیش لائی جاتی ہین خوئی بد را بہانہ بسیار اور کچہ
نہین بن پڑتا تو بمقابلہ احادیث صحیحہ کے احادیث غیر صحیحہ ہی لی آتی ہین
یا بمقابلہ حدیث متفق علیہ کے غیر متفق علیہ حالانکہ یہ بات محض خلاف اصول
مقررہ محدثین ہی اور جب علمای اعلام جوابہائی دندان شکن عذرات نامعقول
کی دیتی ہین تو ان حضرات سی جواب تو کچہ بن نہین آسکتا علمای محققین کو
لامذہب وغیرہ کہنی لگتی ہین یا آپس مین کہسر پہسر کرکی حکام وقت کی پاس
شکایت لیجاتی ہین کہ فلان شخص وہابی ہی اور فلان غازی صد افسوس کہ
اہل حق تو انکو قال اللہ اور قال الرسول کی طرف بلاتی ہین اور یہ حضرات
اہل حق کو حکام کی پاس بلواتی ہین سہ ببین تفاوت رہ از کجاست
تا بکجا الحاصل اس عرصہ مین ایک رسالہ مسمی بادلہ کاملہ برعکس نہند نام
زنگی کافور کہ فی الحقیقت ادلہ اذلہ ہی احقر کی پاس مشفقی منشی محمد جعفر خانصاحب
وغیرہ نی ہندوستان سی مرسل فرمایا اور بذریعہ عطوفت نامہ موکد ہوئی کہ اگر
صواب ہو تو تصدیق و تصویب کیا جاوی ورنہ رد و تکذیب اگرچہ ہیچمدان کو
بسبب شغل درس تدریس کی ونیز دیگر کارہای دنیوی کی فرصت نہ تہی اور نیز
مسائل عشرہ مندرجہ رسالہ علمای اعلام نی اس تلویح و توضیح سی واضح کیے ہین کہ

مین ہوجائی دم زدن باقی نہین رکہی لیکن چونکہ مولف رسالہ نی بغرض ہدایت
وہی عوام کی ہی لہذا بپاس خاطر عاطر بعض احباب علی الخصوص پیرجی خدابخش
صاحب ساکن مجیب آباد وارد حال دیرہ دون بنا بر دفع مغالطات مقلدین
مجیبون رد وجواب مین شروع کرتا ہون ۵ اگرچہ عشق مین آفت ہی
بلا ہی ہی پر برا ہی نہین کچہہ نہ کچہہ بہلا ہی ہی ۵ وباللہ التوفیق وبیدہ
ازمۃ التحقیق **قولہ** اس چہوٹی منہ پر بڑی بات الی آخرہ **اقول** اہل علم
وذوی الانصاف پر واضح ہی کہ سائل نی ثبوت مین دس مسائل کی نصوص شریعہ
حدیث یا آیہ سی طلب کی ہین فقط ودگر ہیچ جیسا کہ مجیب نے خود تحریر کیا ہی اب
مین دریافت کرتا ہون کہ اگر کوئی اہل علم ولو سلمنا کہ طالب علم ہی کسی مسئلہ
مین علمائی وقت سی دربارہ ثبوت کسی مسئلہ کے دلیل طلب کری تو آیا علما کو
اوسکا جواب یہی دینا چاہیی کہ چہوٹا منہ بڑی بات چنین وچنان وکیت وذیت
ولعل ولیت کلا مجیب کو لازم تہا کہ مسائل متنازعہ فیہا مین دلائل مثبت پیش
کرتا اور ثبوت مسائل کا جسطرح اوسکی نزدیک حق ہوتا حدیث یا آیہ سی دیتا
جیسا کہ سائل نی طلب کیا تہا لیکن ملاحظہ دفعات سی ظاہر ہی ان شاء اللہ
بخوبی ظاہر ہوگا کہ کسی دفعہ مین کوئی حدیث مثبت مطلوب مقصود نہ لایا اور نہ
کسی آیہ مستلزم دعوی کو بتایا یون تو ہر شخص کہہ سکتا ہی کہ تم امام شافعی وامام مالک
وامام احمد وسائر محدثین ومجتہدین قائلین سنیت رفع یدین پر مثلا کیون قناعت
کرتی ہو بلند پروازی کی لئی ہنوز گنجایش بہت تہی صحابہ ورسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم الی آخر ما قلتم اور مسائل سینے دس رد یہ کی طرح اسوقت
بہی ہوگی کہ جب آپ بسبب طمع جاہ وحب زخارف دنیوی کے طریقہ
اہل الحدیث اختیار نہین کرتے اور کہی جاتے ہو کہ ہماری پاس بہی

احادیث صحیحہ متفق علیہا موجود ہین بقول شخصی کہ بچہ در شکم و نامش مظفر
بسبب فرط تمنا طلب حدیث طمع مال دنیوی دیگر حدیث مانگتا ہی کہ شاید آپ سی
طمع سی جو حدیثین مخفی کر رکہی ہین ظاہر کردین ؎ مدار از فلک چرخ داہی بہ نیک
بد وزد شرہ دیدہ ہوشمند ۰ لیکن آپ نی اب بہی لیت و لعل کیا اور کوئی حدیث
صحیح مثبت دعوی نہ لائی جناب من اگر آپکی پاس احادیث صحیحہ مثبتہ مطلوب
نہین ہین تو ہماری دلائل پیش کردہ تسلیم کرو ورنہ پہر آپ ہونگی اور ہم ہونگے
ہمارا ہاتہ ہوگا اور آپکا دامن روز جزا خدا و رسول خدا ہونگی اور یہ مقدمہ مغیں
ہوگا زیادہ کیا عرض کیجیی **قولہ** جناب من ابتک ہم الی آخرہ **اقول**
نی نی بے تعصبی سی نہین بلکہ عصمت بی بی از بیچادری ورنہ ؎ گربہ مسکین
اگر پر داشتی ۰ تخم کنجشک از جہان بر داشتی ۰ شاباش خاموش رہی تو ایسی
اور بولی تو ایسی سکت الفا و نطق خلفا اور حدیث طلب کرنیسی آپ کیون
کہسیاتی ہین آپکو کوئی نہین چہیڑیگا دلجمعی رکہیی اور جب صدائی برخاست
کا مضمون واقع ہوا ہی تب اشتہار جاری کیا ہوگا **قولہ** اس فتنہ انگیزی پر
الی آخرہ **اقول** شاباش فساد کرو آپ تہمت لگاؤ طالبین حدیث پر و اذا قیل
لہم لا تفسدوا فی الارض قالوا انما نحن مصلحون الا انہم ہم المفسدون ولکن لا
یشعرون **قولہ** اسلیئے الی آخرہ **اقول** یہ تو گیدڑ بہبکی ہی اگر مرد میدان
ہو تو شہرون کی نیستان مین آجاؤ بسم اللہ این گو و این میدان لیکن
نزاع لفظی و بی سود کرنا تو ہم کو بہی پسند نہین جیسا کہ آپ نی اس جواب
مین برتا ہے **قولہ** آپ اور دستی ہر دعوی پر الخ **اقول** بڑے
افسوس کی بات ہی کہ مولف رسالہ نی نہ کتب حدیث کو دیکہا ہی اور نہ
شروح کتب حدیث کو ملاحظہ کیا جو دعاوی اہل حق کی دلائل سی مملو ہین

با معنی ہوتا ہی کہ جو رسائل مختصرہ علمای اعلام نی درباب مسائل متنازع
فیہ جو ... طبع و بینہ تالیف فرمائی ہین اونکا بہی مطالعہ نہین کیا ورنہ یہ قول
کیون کہتا (کہ بروی انصاف و قواعد مناظرہ اول آپکو لازم تہا کہ اپنی مطالب
کو بطور مشار الیہ ثابت فرماتی الخ) جناب سامی ان مسائل کی اثبات سی
تو ہمکو کب کا فراغ ہو چکا ہی اور رسائل مستقلہ اکثر ما نحن فیہ مین مطبوع ہو کر
کالشمس فی نصف النہار مشہور اور مطبوع طبائع علمای محققین ہو چکی
ہین لیکن کیا کیجیے آپ نی تو آنکہین اور نیز کان بند کر لیے ہین ؏
آنکہین اگر مند ہی تو پہر دن بہی رات ہی ؛ اسمین قصور کیا ہی بہلا آفتاب کا ؛
جعلوا اصابعہم فی آذانہم واستغشوا ثیابہم واصروا واستکبروا استکبارا -
اب ارادہ تصنیف تالیف کا فرماتی ہو آئندا ملا ٹوٹی سیت **قولہ** مگر بوجوہ چند
در چند الی آخرہ **اقول** آپ سنے ناحق اپنی اوقات کا خون کیا اور
اونگلی کاٹ شہیدون مین داخل ہوی اور کچہ نہو سکا مرغی کی جان بہی
گئی اور کہانی والیکو مزہ بہی نہ ملا استعداد نہ تہی تو کیون اوقات کا خون
بی فائدہ کیا کہ خون بہا بہی نہ ملا ونعم ما قیل ؏ خامہ ہر چند دو دلیک معنی
نرسد سعی کاری نکند گر نبود استعداد ؛ اگرچہ چند بلہا آپکی دام فریب
مین اکر پہنس جاوینگے ؏ اذا کان الغراب دلیل قوم ؏
سیہدیہم طریق الہالکینا ؛ **قولہ** سردست تو مین روایات کا پتا بتا
دیتا ہون الی آخرہ **اقول** ہمکو تو انتظار کرتی ہوئی عمرین اور مدتین
گذر گئین اور آپ آتا پتا ہی بتلاتی ہے اور وعدہ وعید امروز فردا
کرتی ہی اور اس آتے ستے پر نام رسالہ کا ادلہ کاملہ خوان ؏ باخون
بڑا کہول کے دیکہو تو آدہا بڑا خیر ہمارا تو علاج ہی کہ ؏ برات عاشقان بر

شاخ آہو۔ اب کیون فریب دیتی ہو سے تاکی از وعدہ وعلم وے ہای شوخ چشم
فریب۔ این سخن را کسی گو کہ ترا نشناسد۔ **قولہ** اسلیئے الی آخرہ
اقول بس اب رہنی ہی دیجیی اور کچھ احوال اپنی دلائل رذائل کا
جواب پرست دٹ کرآئی مین بگوش ہوش سنیی سہ بوش خر بفروش
دیگر گوش خر۔ کین سخن را در نیابد گوش خر **دفعہ اول**
مثل معارضہ بالقلب ع دردم از یار ست و درمان نیز ہم۔ ہمنے آپ سی
رفع یدین نکرنیکی حدیث صحیح متفق علیہ مانگی ہے جو در بارہ عدم رفع یدین
نص صریح بہی ہو جسکی تم مدعی ہو اور مدعی پر موجب حکم داب علم مناظرہ
کی ضروری کہ اپنی دعوی کو دلیل سی ثابت کری چنانچہ اسبات کو
طلباء مبتدیان مدرسہ دیوبند بہی جانتی ہونگے کہ اَلْمُدَّعِيْ مَنْ نَصَبَ
نفسہ لاثبات الحکم الخبری بالدلیل اور ہم تو دوام اور وجوب رفع یدین کے
مدعی نہین جو تم ہمسے اوسکی طلب دلیل کرتے ہو اور اس حیلہ و بہانہ سی
اپنا پیچھا چہڑاتی ہو یہ تو مناظرہ نہین مکابرہ یا مجادلہ ہے اور دلیل سنیت
رفع یدین کی اگر مطلوب ہی تو بپاس خاطر آپکے پیش کیجاتی ہی اگرچہ بافعل
بحکم داب مناظرہ اوسکا پیش کرنا ذمہ ہماری منصب کی نہین ہی عَنْ ابْنِ عُمَرَ
رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ اِذَا
افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ وَاِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوْعِ وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ رَفَعَهُمَا كَذٰلِكَ
وَقَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ وَكَانَ لَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السُّجُوْدِ
متفق علیہ اب دیکھو کہ بقول عراقی شارح تقریب مین پچاس صحابی و
باعتبار عینی حنفی شارح بخاری مین کئی اوپر تیس صحابی نی اس فعل
کو آنحضرتؐ سی روایت کیا ہے اور کثرت روات سی یہہ رفع یدین

مدتواتر معنوی کو پہنچ گیا ہے یہان تک کہ امام جلال الدین سیوطی نے
اسکو منجملہ اخبار متواترہ کے شمار کیا ہے اور اپنی رسالہ الازہار المتناثرہ فی
الاخبار المتواترہ مین اسکو درج فرمایا ہی علی بن مدینی کہ شیخ بخاری ہین
فرماتے ہین کہ میری نزدیک یہ حدیث حجت ہی سب پر جسنی کہ سنا اوسکو
اور لازم ہے اوسپر کہ عمل کرنی اس حدیث پر کیونکہ اس حدیث کے
اسناد مین کوئی علت نہین اور یہ بھی فرمایا کہ جو شخص رفعیدین کو بدعت
کہی اوسنی صحابہ پر طعن کیا اور حاکم نے فرمایا کہ کوئی سنت سوائی رفعیدین
کے ایسی نہین ہے جسکو عشرہ مبشرہ نی روایت کیا ہو اور روایت کیا
اوسکو ابو حمید ساعدی نی روبرو دس صحابہ کے سبنے کہا نعم اور صحابہ مین
روات اوسکی سی ہین حسن بن علی وسہل وزید وعقبہ وابو مسعود وسلمان
وابو موسی وجابر وعامر اللیثی وابن عباس وابن زبیر وغیرہم اور تابعین مین
راویان اوسکی سی ہین حسن بصری وعطا وطاوس ومجاہد ونافع وسالم بن
عبداللہ وسعید بن جبیر وابن سیرین وقتادہ وقاسم بن محمد ومکحول وغیرہم اور
فقہا مین سی ابن مبارک وشافعی واحمد واسحاق واوزاعی ومالک وغیرہم
سہیلی نی منار مین کہا ہی کہ سنت رفعیدین ایسی واضح ہے کہ احادیث
معروفہ کے لانیکی حاجت نہین اور اسقدر کثرت سی وارد ہین کہ چھپ
نہین سکتین اور اسدرجہ صحت کو پہنچی ہین کہ صحت اوسکی منع نہین کیجا سکتی
اور اسی وجہ سی اسمین کسی نے خلاف نہین کیا جا مین ایسی صحیح متفق علیہ

حدیث حجت بینہ کا رد وانکار کرنا آپ ہی کا کام ہی کبرت کلمۃ تخرج من
افواہہم اب اگر مخالفت رفع کی دلیل آپکے پاس ہو تو لائیے اور میں
بدلی تیس لے لیجیے ورنہ کچھہ تو شرمائیے اور حضرات من یہ بھی ہو کہ

آپ وقت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین کسی نص صریح سے رفع یدین کا منسوخ
ہونا ثابت کیجیے اور بیس کی جگہہ تیس لی لیجیے اور نہو سکے تو پہر کسی کے
سامنی منہ نہ کیجیے زیادہ وسعت چاہیے تو ہم صحیح کی بہی قید نہین لگاتی
چہ جائیکہ متفق علیہ ہو لیکن یہ بہی یاد رکہیے کہ اگر کوئی حدیث آپ ایسی
لاوینگے کہ جس سے فقط اتنا ثابت ہوتا ہو کہ نبی علیہ السلام نی بعض
نمازہای مخصوصہ مین رفع یدین نہین کیا تو اس سی آپ کا مدعا ثابت
نہوگا یہ تو مین ہمارا مقصود ہے سہ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد
خمیر مایہ دکان شیشہ گر سنگ است * کیونکہ ہم رفع یدین کی سنت اور
استحباب کی قائل ہین نہ وجوب کی اور استحباب مین ترک احیانا لابدی
اور ضروری ہے ورنہ واجب یا فرض ہوجاوی اور ازراہ عنایت
ایک اور بات خوب یاد کر لیجیے کہ جب آپ کسی سنت کی منسوخ ہونیکا
دعوی کرینگے تو اوس سنت کی مسنون ہونیکا اقرار تو ہو ہی چکا
اب نسخ کا ثابت کرنا آپکے ذمہ پر لازم و واجب رہیگا کسی آیہ یا حدیث
صحیح مرفوع سی اور وہ حدیث ناسخ مثل منسوخ کے صحیح بہی ہو اور
نسخ صراحت کے ساتہہ ثابت کری جیسی کوئی مقروض ادای قرض کا
دعوی کرے تو وہ قرض کا اقراری تو ہو ہی چکا اور قرض اوسپر
ثابت ہو چکا اب ادای قرض کی وجہ ثبوت اوس سی مدلل طلب
کیجاوی گی اب اسپر بہی آپ سی کچہہ نہ بن آوی تو پہر آپ ہی فرماوین
کہ اب متبع حدیث و سنت کون ہی آپ یا ہم ذرہ بولیے اور نبی جی کا
دم بہری افسوس سہ آدمیت او رشی ہی علم ہی کچہہ اور شی * لاکہہ طوطی کو
پڑہایا پر وہ حیوان ہی رہا * در صورتیکہ دوام و استمرار عدم رفع اور آخر وقت مین

نسخ رفع یدین کسی حدیث سی ثابت نہوا تو احادیث عدم رفع یدین سنیت
واستحباب رفعیدین کو منسوخ نہین کرسکتین اور استحباب رفع یدین کا باقی
ہے وہو عین المقصود وان کان علی رغم المخالفین کیونکہ مطلقاً ترک کرنا نبی علیہ السلام
کا کسی سنت کو کبھی کبھی کسی کے نزدیک نسخ نہین ہوسکتا ورنہ کسی سنت
کی سنیت اور کسی مستحب کا استحباب ثابت نہ ہووی کما لا یخفی بلکہ احیاناً
ترک کرنا لابدی ہی تاکہ استحباب وغیر موکدہ ہونا اوسکا ثابت ہووے [illegible]
جو احادیث آپ ترک رفعیدین کی لاوینگے وہ معارض رفع یدین کی
جو صحیح اور متفق علیہ ہین نہونگی جو آپکو یہہ گنجایش ملی کہ آپ احادیث ترک
رفع یدین کو احادیث رفعیدین پر ترجیح دینی کی واسطی آمادہ ہون مگر اِس
صورت مین فرقہ عامل بالحدیث سے متبع سنت ہونگی اور آپ اپنی رائے
کے تابع کیونکہ اتنی بات آپ جانتی ہی ہونگے کہ احادیث رفعیدین جو
صحیح الاسناد مرفوع متصل ہین جب احادیث ترک رفع یدین کے ساتھہ
ضم کیجاوین اور ملائی جاوین تو یہہ ثابت ہوگا کہ کبھی رفعیدین کیا اور کبھی
نہین کیا اور یہی مقتضای استحباب ہی جو عین ہمارا مقصود ہی بہرحال اتباع
آپکی رائی نارسا اور اجتہاد ناروا سی عمل مدام اس سنت پر کہین بہتر ہے
مگر اسکو بخوبی محفوظ رکھو کہ احادیث ترک رفعیدین مین ترک بمعنی عدم فعل مراد
ہے کیونکہ درباب ترک رفعیدین جو احادیث کہ منقول ہین افعال آنحضرت
علیہ السلام یا افعال صحابہ رضی اللہ عنہم ہین بعض اوقات مین جنکا عموم اور
استمرار تا آخر عمر نبوی علیہ السلام ہرگز تم ثابت نہین کرسکتی جس سے
نسخ ثابت ہو آگے رہا فہم صحابی وہ مقابل حدیث صحیح متفق علیہ کے حجت نہین
کما تقرر فی محلہ اب مجھکو افسوس یہی رہا کہ آپ نے کوئی حدیث بھی نسخ

رفیدین سنکے جو صحیح و متفق علیہ ہو بیان نفرمائی جو ہماری آپکی و رہنمائی درباہ
اوس حدیث کے کچھ بات چیت ہوتی سو دل کی دل ہی مین بہی
بات ہونی پائی ۔ ایک ہی اوسی ملاقات ہونی پائی ۔ فقط والسلام ۔ **دفع**
دفعہ دوم تم جو آمین بالجہر کہنے والونکو لا مذہب اور بیدین کہتی ہو
اور آمین بالجہر کہنے سے نہایت غیظ و غصہ مین آتی ہو حالانکہ یہہ فعل
یہود سے ہے چنانچہ حدیث مرفوع مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے
آگیا ہے ما حسدتکم الیہود علی شیٔ ما حسدتکم علی آمین فاکثروا من قول
آمین رواہ ابن ماجہ و احمد و الطبرانی یعنی حسد نکیا تمپر یہود نے کسی
بات پر اوسقدر کہ حسد کیا آمین کہنے پر روایت کیا اوسکو ابن ماجہ اور
احمد اور طبرانی نے لہذا ہم آپ سے اخفاء آمین مین احادیث صحیحہ
مرفوعہ کی طالب مین جو نص صریح ہی ہون اخفاء و نسخ جہر پر اور ہم
کب مدعی ہین اسکی کہ رسول مقبول علیہ السلام نے ہمیشہ آمین بالجہر
کیا ہے جو ہم سے نص صریح حدیث صحیح دوام جہر کے طالب ہوتی ہو البتہ
ہم یہ کہتے ہین کہ جو شخص کسی سنت پر سنت جانکر اوامت اور ہمیشگی
کرے تو ممدوح اور مثاب ہوگا نہ ملام اور مطعون خواہ اوامت آمین بالجہر
پر ہو یا کسی اور سنت پر مثل نماز چاشت و اشراق و تکبیرات انتقالات
وغیرہ پر اور آپ نے امر سنتی کے اثبات سنیت کا یہ تو خوب قاعدہ
نکالا ہے کہ ہر جگہہ دوام فعل رسول مقبول طلب کرتی ہو بموجب اپکے
اس مسلک کی لازم آتا ہے کہ بہت سی سنن متفق علیہا کی سنیت
جاتی رہی اور باب سنن مسدود ہو جاوے کیونکہ سنن غیر موکدہ ایسی ہی
ہوتی ہین کہ نبی علیہ السلام نے کبھی کیا اور کبھی نہین کیا فعلہ مرۃ او مرتین

جہر کا بھی یہی قاعدہ مقررہ اصول ہی بلکہ سنت موکدہ مین ترک احیانا ضرور
ہی اب جب آپ احادیث صحیحہ مرفوعہ جہر بالتامین کو مسلم رکھتی ہو تو سنیت
جہر بالتامین ثابت اور ترک جہر احیانا اوسکا منافی نہین کہ فعلہ مرۃ اور
ترکہ اخری بھی قاعدہ مقررہ علم اصول ہی کما مر اب نسخ جہر جب ثابت ہو کہ
حدیث صحیح ناسخ جہر آپ لاوین اگر ہو تو لائی اور بیس نسخے کے بدلی تیس
لیجائی ورنہ پھر یہ بات منہ پر نہ لائی اور زیادہ وسعت کی طلب ہے
تو اخری وقت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہی مین آپ سے اخفا کا ثبوت
دیجئی اور بیس کی بدلی تیس لیجیئے اور قید آخری وقت کی اسلیئے ہی
کہ ناسخ کے واسطی تاخر منسوخ سے ضرور ہے کما تقرر فی الاصول لیکن یہ
یاد رکھیئے کہ فقط آپکی رائی اور اجتہاد سے کوئی سنت نبوی علیہ السلام
منسوخ نہوگی فی الاتقان ولا یعتمد فی النسخ قول عوام المفسرین بل لا
اجتہاد المجتہدین من غیر نقل صحیح ولا معارضۃ بینۃ لان النسخ یتضمن
رفع حکم و اثبات حکم تقرر فی عہدہ صلے اللہ علیہ وسلم فالمعتمد فیہ النقل
والتاریخ دون الرائی والاجتہاد اب تم ہی فرماؤ کہ متبع حدیث کون
رہا ہم یا تم اور درصورتیکہ احادیث اخفا دوام اخفا پر دال نہین اور
اخری وقت مین بھی اخفا پر کوئی حدیث دلالت نہین کرتی تو سنت
جہر ثابت رہی اور چونکہ سنت مین احیانا ترک بھی ہوتا ہے اسلیئے
احادیث جہر کی احادیث اخفا اور ترک جہر کی معارض نہو ئین بس
عمل جہر بالتامین پر واجب نہین تو اولی اور مستحب تو ضرور ہی ہوگا۔
کیونکہ احادیث جہر بالتامین نسخ خفا پر دال نہین تو اولویت جہر پر ضرور ہی دلالت
کرتی ہین تھا مگر جب یہ لحاظ کیا جاوی کہ آپ فی اثبات اخفا آمین مین

حدیث انکم لا تدعون الخ اسطرح بیان کی ہے جیسی کوئی شخص ترک صلوۃ
کیواسطے لا تقربوا الصلوۃ سے استدلال پکڑی جناب من پوری حدیث
بخاری شریف مین یون ہی کنا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فکنا اذا اشرفنا
علی واد هللنا وکبرنا ارتفعت اصواتنا فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا ایہا
الناس اربعوا علی انفسکم فانکم لا تدعون اصم ولا غائبا اب ازراہ انصاف
آپ ہی فرمایئے کہ اربعوا جو خطاب نبوی علیہ السلام بسوئی اصحاب کرام
ہی اوسوقت مین ہی کہ اصوات اونکی بلند اور مرتفع ہو مین تہین
اور جہر مفرط ہو گیا تہا پس نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اربعوا علی انفسکم
الخ حاصل معنی یہہ کہ تکبیر وتہلیل مین جہر مفرط مت کرو اور اعتدال کے
ساتہہ جہر کرو فانکم لا تدعون الخ چنانچہ مولانا شاہ عبد العزیز نے قول کے
کے حاشیہ پر لکہا ہے قولہ اربعوا ای اعتدلوا کقال ربع الاقامۃ اذا کان
معتدلہا ای ارفقوا علیہا بالاجتناب عن الجہر المفرط جناب اب پوری حدیث
سی جہر متوسط کی اجازت صاف ظاہر ہو گئی اور یہ بات آپ بہی جانتی
ہی ہونگے کہ کوئی عامل بالحدیث آمین کو مثل اذان کے جہر مفرط ہی
نہین کہتا بلکہ متوسط جہر ہی بلکہ ادنی جہر سے کہتے ہین اور وہ حدیث
مین بصیغہ امر ماسور بہا اور مجاز ہی اب آپ کو حدیث بیان کر کے
اولٹی لینی کے دینی پڑ گئے ۶ مین الزام اوسکو دیتا تہا قصور اپنا نکل آیا
حضرت من خوبی فہم کا یہی نتیجہ ہوا کرتا ہے فتاسع سمجہ کر بات چیت
کیا کیجیے اگر دیر ہو جاوی تو کچہ مضائقہ نہین ؎ مزن بی تامل بگفتار دم
نکو گوی گر دیر گوی چہ غم ؛ واللہ اعلم بالصواب دفع دفعہ سوم ؎ طبیب
مسیحا دم است و مشفق لیک ؛ چو درد در تو نہ بیند کرا دوا بکند ؛ آپ ہمرول کے

جواب مین فقط ایک بات فرمائی ہین اور بار بار مکرر سہ کرر یہی عبارت لکہی
ہین کہ اگر ہون تو لائی اور دس سے بدلی ہیں لیجائیے وغیر ذلک مجہکو
اپکی اس بات پر ایک حکایت یاد آئی جو کسی ظریف نے آپ جیسی پر
فرمائی ہی کہ کسی شخص نے طوطی کو ایک فقرہ فارسی کا در ینچہ شک پڑہایا
تہا اور اوس حیوان لایعقل کو ہر بات کی جواب مین یہی کلام سکہایا تہا
ایکروز مالک اوسکا بازار مین لیجا کر قیمت اوسکی ہزار روپیہ کہتا تہا لیکن باین
قیمت اوس حیوان لایعقل کو کوئی عاقل کب لیتا تہا اتفاقاً درین اثنا
کسی صاحب خریدار سادہ لوح نے طوطی سے دریافت کیا کہ ای طوطی آیا تو باین
قیمت بسیار کے سزاوار ہی اوسنے وہی در ینچہ شک جواب دیا خریدار سادہ لوح
نے خریدکر ہزار روپیہ خراب کیا ابشتر یصاحب جس مرتبہ اوس سے کوئی
خطاب فرماتی ہین وہی در ینچہ شک جواب پاتی ہین انجام کار خریدار کو اپنی
بیخردی پر نہایت خجالت اور ندامت ہوئی اور نقصان مایہ وشماتت ہمسایہ
کے سبب رنج وملالت علی ہذا القیاس آپکی اس تقریر پر تزویر کے فریب مین
جو کوئی آویگا عاقبت کو خجالت اوٹہا دیگا جنابمن آپ تو دعوی علم وفضل
کے ملک مین صحیح ابن خزیمہ وابو داؤد ونسائی کو ملاحظہ فرما لیجیے اور حدیث
صحیح جو اوسمین موجود ہے دیکہکر مقابلہ مین علما کے شرمائیے عن وائل
بن حجر قال صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوضع یدہ الیمنی علی یدہ الیسری
علی صدرہ اخرجہ ابن خزیمہ کذا فی بلوغ المرام وفی شرحہ واخرجہ ابو داؤد
والنسائی بلفظ ثم وضع یدہ الیمنی علی ظہر کفہ الیسری والرسغ من الساعد
انتہی اور یہ حدیث محدثین کے نزدیک ثابت وصحیح ہے سفر السعادت میں
ہے دست راست بردست چپ نہادی برابر سینہ در صحیح ابن خزیمہ

١٥

ثابت شدہ اونہی پس حدیث صحیح سی رکہنا ہاتہونکا صدر پر ثابت ہوا اب جن
احادیث سی رکہنا ہاتہونکا زیر ناف ثابت ہوگا جب تک بہ تصحیح محدثین صحیح
نہونگی ہمارے مقابل حدیث کی نہین ہوسکتین بلکہ تو وہم اسی حدیث صحیح کو
ہیگی کما تقرر فی الاصول وسیاتی اور اگر بالفرض آپ تصحیح بہی اون احادیث
کی بحیلہ حوالہ ملا ہاشم سندی و ملا قائم سندی فرماوینگے تو بہی ہمارا مطلب یعنی
توسیع اور تعمیم جسکی نسبت آپ احادیث طلب فرماتی ہین حاصل ہی اور
طلب آپکی ہر طرح فضول و غیر مقبول کیونکہ احادیث زیر ناف تو آپکی نزدیک
بحیلہ حوالہ ملا ہاشم وغیرہ صحیح ہین اور حدیث وائل بن حجر کو محدثین صحیح
فرماتی ہین اور آپ بہی اوسکی صحت کو تسلیم کرتی ہین فقط آپکو دوام اس
فعل مین گفتگو ہی پس جبکہ ہر دو امر یعنی رکہنا ہاتہونکا سینہ پر اور زیر ناف بموجب
آپکی زعم کی ہر دو احادیث صحیحہ سی ثابت ہوئے تو جمع درمیان اونکی بغیر تسلیم کرنی
توسیع اور تعمیم کے دشوار اور متعذر ہوگی اور باوجود توفیق اور امکان جمع کی
توسیع اور تعمیم کے قول نسخ باطل ہوگا لان النسخ لا یثبت بالاحتمال و مجرد احتمال
النسخ لا یبطل الاستدلال اور قاعدہ مقررہ علم اصول ہی کہ ان ظہر وجہ یجمع بہ
بین المتعارضین یعمل بہ اعمالا للدلیلین وہو اولی من اہمال احدہما اور عمل
الحدیث کیواسطی صحت واتفاق صحت اوسکی کا ہماری نزدیک ہرگز شرط نہین
حدیث حسن بہی قابل احتجاج ہے کما تقرر فی الاصول البتہ ہم یہ کہتی ہین کہ
حدیث صحیح متفق علیہ کے استناد اور رد و نسخ کی واسطی شرط ہی کہ حدیث معارض
و ناسخ اوسکی صحیح متفق علیہ یا مساوی اوسکی فی المرتبہ ہو ورنہ تعارض ہوگا ہماری
اس قول سی تم اور مطلب سمجہی یہ خرابی فہم ہی کہ عمل کے لئے صحت و اتفاق
صحت کی شرط لگانا ہماری طرف منسوب کیا جس سے معلوم ہوا کہ [illegible]

[illegible margin notes]

اور اگر آپکو تعارض کی شرط مذکورہ بالا مین کچھ شک ہو تو علم اصول کی کتب ملاحظہ
فرماٹو قال العلامہ التفتازانی فی التلویح اذا دل الدلیل علی ثبوت شئی والآخر علی
انتفائہ فاما ان یتساویا فی القوۃ اولا وعلی الثانی اما ان یکون زیادۃ
احدہما بمنزلۃ التابع اولا ففی الصورۃ الاولی معارضۃ ولا ترجیح وفی الثانیۃ
معارضۃ مع ترجیح وفی الثالثۃ لا معارضۃ حقیقۃ وحکم الصورتین الاخیرتین
ان یعمل بالاقوی ویترک بالاضعف لکونہ فی حکم العدم بالنسبۃ الی الاقوی
وغیر ذالک من قواعد الاصول اور یہ بات تو آپکی ایسی بے ٹھکانی ہی کہ
جسکا کہین ٹھکانا ہنین کہ ثبوت سنیت کی واسطے مداومت اور دوام فعل
آنحضرت علیہ السلام کا طلب فرماتی ہو حالانکہ ثبوت سنیت کسی امر مین مداومت
نبی علیہ السلام کی ہرگز شرط ہنین بلکہ ترک احیانا ضروری ہی اور تعریف سنت
کی جو کتب اصول مین لکھی ہی کیا آپکی گوش گذار ہنین ہوئی کہ السنۃ
ما سنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقولہ او فعلہ او تقریرہ ولیس بواجب ولا
مباح مرزا مظہر جانجانان جو حنفیہ مین سی ہین معمولات مین فرماتی ہین
کہ در صلوۃ دست برابر سینہ می بستند و می فرمودند کہ این روایت ارجح
است از روایت زیر ناف انتہی تنبیہ لطیف از تقاریر دلپذیر حضرت مولانا
ابو سعید محمد حسین صاحب لاہوری دامت برکاتہم طرفہ ما[جرا] ہی کہ مقلدین
سبھی ایک روش رکھتی ہین پڑھی اور ان پڑھ سبھی ایک[سی] بولی بولتی ہین
الا من عصمہ اللہ تعالی ان پڑھ پر (جسنی بجز تنویر الحق وغیرہ اردو رسائل کچھ ہنین
دیکھا جو کچھ لکھا اوسی سی لکھا جیسی ہماری جناب منشی طب ستور مین کچھ افسوس
ہنین افسوس او نپر ہی جو لوگ مین خواندہ مشہور ہین پہر ان پڑھونکی چال چلتی ہین
جیسی مولوی وحید الزمان صاحب لکھنوی حیدرآبادی ہین کہ ترجمہ اردو

۱۷ غیر وسلم سنت نہوئی فرمایا ہو یا ہی قول سی یا فعل سی یا تقریر سی اور نہ ہو وی واجب اور مباح ۱۲ منہ

شرح وقایہ مین یہی بولیٹ لی ہین اور اسٹ حدیث زیر ناف کی تصحیح مین اپنی
علم کا حال کہولی ہین چنانچہ صفحہ ۹ مین اس کتاب کی فرماتی ہین اور
کہا بعض جاہلان کہ نہین ہی کوئی حدیث مرفوع صحیح اس باب مین واسطی حنفیہ
کے اور یہ بات غلط ہی کیونکہ کہا ہی ابن ابی شیبہ نی مصنف مین حدثنا وکیع
عن موسی بن عمیر عن علقمہ بن وائل بن حجر عن ابیہ رایت النبی صلی اللہ علیہ
وسلم وضع یمینہ علی شمالہ فی الصلوۃ تحت السرۃ پہر اسکا ترجمہ کرکے کہا ہے
(کہا بعض علما نی ہذا حدیث صحیح من حیث السند لان فیہ رجالاً کلہم سوی الصحابی
ثقات یعنی یہ حدیث صحیح ہی سواسطی کہ جتنی راوی ہین اسمین صحابی چہوڑکر
سب ثقہ ہین) سو اسمین آپنی وہی چال اختیار کی ہی جو ہماری مخفی مخاطب
کی وہ بیچارہ تنویر الحق کی پہر دسی پر مدعی صحت اس حدیث کا ہوا یہہ حضرت
بعض علما (جس سی شاید دوسرا ایہا ہی جناب کا ہو یا کوئی اور عالم تقلیدی)
کے توکل پر مجرد توثیق رواۃ کی نظر سی مدعی صحت اس حدیث کی ہوئی ہین
مین پہر اپنی پایہ وہمین سرمایہ بڑی فخر سی ہی باتو نیز نازان ہین اور اپنی
مقابلین اہل حدیث کو جاہل بتلاتی ہین انکی لن ترانیان کسیکو دیکہنی ہون
تو دیباچہ اس کتاب کو دیکہی پہران شیخونکو ان تحقیقو کی مقابل کرکے داد دی
- جناب ابن مجرد ثقہ ہونی سی رواۃ کی حدیث صحیح نہین ہو جاتی جب تک کہ
ساتہ توثیق رواۃ کی تین وصف اور اسمین محقق نہون اور یا اثبات و
تحقیق ان چارون اوصاف کی تصحیح اوسکی عمل مین نہ آوی یا کوئی امام
جلیل الشان جو فن تصحیح مین مسلم القول ہو اوسکی تصحیح نکری - ثبوت ضروری ہونی
تصحیح ائمہ کا بضمن بحث رفع یدین گذر چکا اس مقام مین ضروری ہونا تحقیق اون
اوصاف کا جو علاوہ توثیق رجال کی صحت حدیث کیواسطی بکار آمد ہین بیان

کرتا ہون سو تین صفتین ہین (۱) متصل ہونا اوسکی اسناد کا (۲) منتفی ہونا
شذوذ کا (۳) منتفی ہونا ہی عیب کا چنانچہ تعریف حدیث صحیح سی جو چھوٹے
بڑی کتابون مین لکھی ہی ان اوصاف کا ضروری ہونا ثابت ہوتا ہی نخبہ اور
اوسکی شرح مین ہی وخبر الآحاد بنقل عدل تام الضبط متصل السند غیر
معلل ولا شاذ ہو الصحیح لذاتہ فبالقید الاول خرج من عرف ضعفہ او جہل عینہ کما
سیجئی بیانہما وبالثانی المغفل وکذا قلیل الضبط وبالثالث المنقطع والمعضل والمرسل
مقدمہ ابن الصلاح مین ہے اما الحدیث الصحیح فہو الحدیث المسند الذی یتصل سندہ بنقل
العدل الضابط عن العدل الضابط الی منتہاہ ولا یکون شاذا ولا معللا وفی ہذہ
الاوصاف احتراز عن المعلق والمعضل والشاذ وما فیہ علۃ قادحۃ وما فی روایۃ نوع
جرح ایسا ہی خلاصہ اصول طیبی وجواہر الاصول ومنہج الوصول مین ہی - اور طرفہ
یہ ہی کہ اسی کتاب کی دیباچہ مین خود مولویصاحب نے ایسا ہی فرمایا ہی (صحیح
اوسکو کہتی ہین جسکو دیندار پرہیزگار خوب یاد رکہنی والی لوگون نی ہر زمانہ مین
برابر روایت کیا ہو اور نہ اوسمین کوئی پوشیدہ عیب ہو اور معتبر لوگون کی
مخالف بہی نہو پہر تعریف حسن ذکر کرکے فرمایا ہی ضعیف حدیث اوسکو کہتی ہین
جو صحیح اور حسن کے مخالف ہو یا اوسکی راوی مین کوئی وجہ ضعف مثلاً
نقصان حفظ یا فسق یا جہالت وغیرہ پائی جاتی ہو یا اوسکا کوئی راوی
درمیان سی ساقط ہو تو اگر اول سی کوئی راوی ساقط ہی تو اوسکا نام معلق
ہے اور اگر انتہا سی ساقط ہووی مثلاً نام صحابی کا مذکور نہووی اور تابعی
بیان کری تو اوسکو مرسل کہتی ہین اور اگر دو راوی برابر ساقط ہون تو معضل
ہی نہین تو منقطع بنا بر علیہ انکو لازم تہا کہ فقط توثیق رواۃ سی دعوی صحت کا
[illegible]

ثبوت کو پہنچاتی پہر بغیر سند و نفی علت بدلیل کرتی ان چار ون امر ثابت کو ظاہر
کرکے دعوی صحت اس حدیث کا زبان پر لاتی پہر اوسکی صحت کی منکر کو جاہل
بتلاتی افسوس آپنی بدون اثبات ان امور اربعہ کے دعوی صحت بمجرد
تقلید بعض مجاہیل کے کیا اور یہ نجانا کہ اسکی سند مین انقطاع ہی راوی اسکا
علقمہ جو اپنی باپ سی روایت کرتا ہی اپنی باپ سی پیچھی پیدا ہوا ہی اور بایںہمہ
اپنی مقابلین منکرین صحت اس حدیث کو جاہل بتلایا تو گویا اپنی اس
کلام مین اپنی جہل و ناواقفی کا اظہار کیا یا میری اس بات کو تصدیق
کیا کہ مقلدین جان بوجہہ کر ہٹ دہرمی کرتی ہین اور عالم کہلاکر بحجاب تقلید
ان پڑہونکی بولی بولنی لگجاتی ہین پس بشق اول آپکو مطالعہ کتب تواریخ
و اسماء رجال کا جس سی حال انقطاع و اتصال اسانید کا معلوم ہو لازم
ہی پہر ترسیم اس ترجمہ شرح وقایہ کی واجب اور بشق ثانی ترک کرنا اس
تقلید کا جو دیدہ و دانستہ خلاف حق پر باعث ہوتی ہی فرض اسوجہی شیخ سعدی
علیہ الرحمۃ یا بعض اکابر نی فرمایا ہی ؎ ز تقلید اندیشہ بس واجب است ؛
کہ تقلید پابند ہر طالب است ؛ اور حافظ امام ناصر الاسلام حافظ ابن حزم
ظاہری نے اس تقلید کے رد مین ایک قصیدہ لکھا ہی جسکا اخیر یہ ہی
؎ واضرب عن التقلید فہو ضلالۃ ؛ ان المقلد فی سبیل الہالک ؛ اور
اسی نظر سی اکابر حنفیہ جو حنفی مذہب کے اعیان اور رؤسا ہی شمار کئی
جاتی ہین اس تقلید کو عار سمجہکر اسکی نام سی بہاگتی اور صاف کہتی ہین کہ ہم
ابو حنیفہ کی ہر بات مین تابع نہین ہین منجملہ اونکی امام طحاوی حنفی ہی جو کہا کرتا
تہا کیا جو کچہہ امام ابو حنیفہ نی کہا ہی مین اوسکا قائل ہون ۔ مقلد ہوگا مگر متعصب
یا بیوقوف ذکر کیا اسکو حافظ ابن حجر قسطلانی نی لسان المیزان مین

چنانچہ ملا حیات سندہی حنفی رسالہ ایقاف علی سبب الاختلاف مین فرماتی ہین

نقل الحافظ ابن حجر فی لسان المیزان عن الطحاوی انہ قال وکلما قال ابوحنیفۃ

اقول بہ وہل یقلد الا عصبی او غبی فطارت ہذہ الکلمۃ بمصر حتی صارت مثلا انتہی

اور جبکہ یہہ روش حضرت لکہنوی کی اس مسئلہ مین معلوم ہوئی تو اسی پر باقی
کتاب جناب کو قیاس کرنا چاہیی اکثر اسمین ایسی ہی باتین بالو کی دیوار اور
سراب کے آثار ہین اگر مجہی حق تعالی نی توفیق دی اور اس پرچہ کو ترقی بخشی
تو مین سب مضامین واہیہ اس کتاب کو اس پرچہ مین حسب موقع حرف
بحرف رد کرونگا انشاء اللہ تعالی وما توفیقی الا باللہ وہو حسبی ونعم الوکیل
تمام ہوا کلام ہدایت انجام مولانا ابوسعید محمد حسین صاحب دامت برکاتہم کا

دفع دفعہ چہارم باوجودیکہ حدیث عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ آپکی
پیش نظر ہی اور پہر آپ ہمسے حدیث صحیح متفق علیہ کے طالب ہین جس سی
امر وجوب قرأت بطور نص نکلتا ہو یہ وہی مثل ہی کہ بغل مین لڑکا اور شہر مین
ڈہنڈورا خیر کچہ جای تعجب نہین ع گر نہ بیند بروز شپرہ چشم * چشمۂ آفتاب را
چہ گناہ * مین اولا معنی اون الفاظ کی جو اشتہار مولانا ابوسعید محمد حسین صاحب
لاہوری مد ظلہ مین مذکور ہوئی ہین اونہین کی کلام سی بیان کرتا ہون ثانیاً
حدیث لکہونگا تا کہ حدیث مذکورہ کی صحت اتفاقی اور نص ہونا وجوب قرأت
مقتدی مین ثابت ہوجاوی اور جای دم زدن مخالفین نرہی قال مولانا
اگر کوئی کہتا ہی کہ ایسی حدیث کسی مسئلہ مین سوائی فرائض اتفاقیہ ومحرمات قطعیہ
کے پائی نہین جاتی کوئی کہتا ہی کہ ہمسے ایسی دلیل کا مطالبہ کرتے ہو
تم ہی ان مسائل کے خلاف مین کوئی ایسی حدیث پیش کرو اور انعام
پاؤ چونکہ یہ عذرات ان لوگون کے سراسر عجز وگریز اور حیلہ وبہانہ ہی

سر چہاپا ہے اس لیئے اونکی حجت قطع کرنیکو مین اپنی الفاظ کی مراد
ظاہر کرتا ہون اور معنی بلا کلام صحیح ہونی اور قطعی الدلالت ہونی احادیث
مطلوبہ کے ایسے بیان کرتا ہون جو صدہا احادیث مسائل اختلافیہ مین
پائی جاتی ہین بلکہ انہین مسائل مین اسجانب مین موجود مین پس واضح
ہو کہ مراد میری اس لفظ سی (اس حدیث کی صحت مین کسیکو کلام نہو)
یہ ہی کہ اسمین کسیکو کلام با دلیل اور جرح مبین بالتفصیل جو کسی سی
نہ اوٹہا ہو نہ اوٹہہ سکی موجود نہو نہ یہ کہ سمین کسیکو مجرد چون وچرا بہی
نہو شروح نخبہ وغیرہ رسائل اصول حدیث مین لکہا ہی کہ جرح دو قسم
ہی مبہم و مبین مبہم وہ جو بلا دلیل ہو مبین وہ جو مدلل ہو اول کا اعتبار
نہین ثانی سی کسیکو انکار نہین اور چونکہ قسم اول علماء کی نزدیک لائق
اعتبار نہ تہا اس لیئے مراد ہونا قسم ثانی کا محتاج بیان واظہار نہ تہا لیکن
چونکہ ہماری مخاطبین ناواقفی یا حیلہ سازی سی ان معنی سی بیخبر ہونگی
تو ناچار اظہار ان معنی مراد کا ضروری ہوگیا اور مراد میری لفظ (قطعی الدلالہ)
سی یہ ہی کہ اوسمین احتمال خلاف با دلیل کا نہو نہ یہ کہ وہ کسی وجہ سے
محتمل خلاف نہو توضیح وغیرہ کتب اصول فقہ مین لکہا ہے کہ قطعی کے
دو معنی ہین اول یہہ کہ اصلا محتمل خلاف نہو دوم یہہ کہ احتمال خلاف
ناشی از دلیل نرکہی سو ان معنی ثانی کر ظاہر نص وغیرہا اسکی سب قطعیات
سی ہین اور ایسی قطعیات مسائل اختلافیہ مین صدہا موجود ہین اب
حضرات مخاطبین سی یہ التماس ہی کہ اب تو مسائل عشرہ معلومہ مین کوئی
آیت یا ایسی حدیث صحیح پیش کرین جسکی صحت پر ائمہ حدیث کی تصریح ہو اور

جو احتمال خلاف ناشی از دلیل نرکہی) انتہی اب سنو حدیث عبادہ رضی اللہ عنہ
عن محمد بن اسحاق عن مکحول عن محمود بن الربیع عن عبادۃ بن الصامت
قال کنا خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی صلوۃ الفجر فقرا رسول اللہ
فثقلت علیہ القراءۃ فلما فرغ قال لعلکم تقرءون خلف امامکم قلنا نعم
یا رسول اللہ قال لا تفعلوا الا بفاتحۃ الکتاب فانہ لا صلوۃ لمن لم یقرأ بہا
رواہ ابو داؤد والترمذی وقال حسن وفی لفظ لا تقرءوا بشیء من القرآن
اذا جہرت بہ الا بام القرآن رواہ ابو داؤد والنسائی والدارقطنی وقال
رجالہ کلہم ثقات وعن عبادۃ رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال
لا یقرأن احد منکم شیئا من القرآن اذا جہرت بہ الا بام القرآن رواہ الدارقطنی
وقال رجالہ کلہم ثقات کذا فی منتقی الاخبار وفی شرحہ نیل الاوطار حدیث
اخرجہ ایضا احمد والبخاری فی جزء القراءت وصححہ ابن حبان والحاکم والبیہقی
من طریق ابن اسحاق الی اخرہ وفی بلوغ المرام وشرحہ (وفی روایۃ
لابن حبان والدارقطنی لا تجزی صلوۃ لا یقرأ فیہا بام الکتاب وفی اخری
لاحمد والبخاری فی جزء القراءت وصححہ وابی داؤد والترمذی وابن حبان
والدارقطنی والحاکم والبیہقی من روایۃ عبادۃ بن صامت لعلکم تقرءون
الخ بلفظ ابی داؤد والترمذی کما مر پس جبکہ امام بخاری جو امام الدنیا فی
الحدیث ہیں اور ابن حبان اور حاکم اور بیہقی جو ائمہ جلیل الشان فی الحدیث
ہیں اس حدیث عبادہ کی تصحیح فرماتے ہیں تو صحت اوسکی ثابت
کما تقرر فی اصول الحدیث اب اگر آپ دعوی اوسکی عدم صحت کا
فرماتے ہیں تو جرح ہیں بالتفصیل سے ثابت کیجیے اگے رہا نص اور قطعی
بالدلالہ ہونا سو وہ اظہر من الشمس ہے کیونکہ مسوق ہے واسطے اثبات

قرارت فاتحہ کی نسبت مقتدیونکی اور نص ادھی ہی کہتی ہین جو معنی مقصود
کیواسطی سوق ہو تعریف نص کی اہل اصول نی یہ کی ہی کہ ان یکون النظم
مسوقا لذالک المعنی مع ظہورہ فہو النص اور جبکہ نص ہونا ثابت ہوا تو قطعی الدلالة
ہونا ہی ثابت ہوا فثبت المطلوب بکل الوجوہ اور اگر انصاف کرو تو
حدیث عبادہ سی جو کہ بلفظ شیخین مروی ہی یہی مدعای اہل حق ثابت ہے

عن عبادۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا صلوۃ لمن
لم یقرأ بام القران متفق علیہ یعنی عبادہ رضی اللہ عنہ سی روایت ہی کہ کہا
انہون نی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی نہین ہوتی نماز اوس شخص کی
جو کہ نہ پڑہی سورہ فاتحہ یہ حدیث متفق علیہ ہی کذا فی بلوغ المرام اور شرح
بلوغ المرام مین ہی در منتقی گفتہ رواہ الجماعہ ولکن بلفظ فاتحہ الکتاب
ودر نیل الاوطار گفتہ ودرین باب است از انس نزد مسلم وترمذی از قتادہ
نزد ابوداود ونسائی واز عبد اللہ بن عمر نزد ابن ماجہ واز جابر نزد ابن ماجہ
واز علی رضی اللہ عنہ نزد بیہقی واز عائشہ وابوہریرہ انتہی اب فرمائیی کہ
یہ حدیث عبادہ متفق علیہ جو بسبب شمول وعموم اپنی کی امام اور ماموم اور منفرد
کو اور خواہ نماز جہریہ ہو یا سریہ حجت ہین اور دلیل ظاہر نہین تو کیا ہی وہ فرق
درمیان امام اور ماموم کے یا درمیان نماز جہریہ اور سریہ کی بلا بینہ اور برہان کے
ہم کسطرح قبول کرین کہ حدیث مذکور بغیر فرق امام وماموم کے باواز بلند وجوب قرارت
فاتحہ کو ظاہر فرماتی ہی اور عام ہی سب مصلیون کو خواہ امام ہون یا ماموم
یا منفرد خصوصا بموجب آپکی مسلک کے کہ عام اپنی افراد کی شمول مین قطعی الدلالة
ہوتا ہی اور اسیوجہ سی آپ نی آیہ سی باوجود عام ہونیکی تمسک کیا ہی وہ حدیث
صحیح سی باوجود خاص ہونیکی اعراض کیا حالانکہ امام رازی نی تفسیر کبیر مین

بمقابل تمسک اس آیہ کے کہا ہی اکثر اقوال الثالث وہو المعتمد ان الفقہاء اجمعوا
علی انہ یجوز تخصیص عموم القران بخبر الواحد فہب ان عموم قولہ تعالی
واذا قرئ القران فاستمعوا لہ وانصتوا یوجب سکوت الماموم عند قراءۃ الامام
الا ان قولہ علیہ الصلوۃ والسلام لا صلوۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب اخص من ذلک
العموم وثبت ان تخصیص عموم القرآن بخبر الواحد لازم فوجب المصیر الی تخصیص
عموم ہذہ الایۃ بہذا الخبر انتہی شرح بلوغ المرام مین لکہا ہی در سبل السلام گفتہ
این حدیث دلالت کرد بر ایجاب قرارت فاتحہ خلف امام تنصیصا چنانچہ
دلالت کرد برای وی لفظی کہ نزد شیخین است بنا بر عموم خود واین ظاہر است
در عموم نماز جہریہ باشد یا سریہ ودر ہر رکعت وباین رفتہ اند شافعیہ و
گفتند حنفیہ نخواند اورا ماموم نہ در سریہ نہ در جہریہ وحدیث عبادہ حجت است
بر ہمہ ہا واستدلال ایشان بحدیث من صلی خلف امام فقراءۃ الامام قراءۃ لہ
با وجود ضعیف بودنش مصنف در تلخیص گفتہ مشہور است از حدیث جابر و
اورا طرق است از جماعہ از صحابہ کلہا معلولۃ انتہی ودر منتقی الاخبار گفتہ
رواہ الدارقطنی من طرق کلہا ضعاف والصحیح انہ مرسل پس تمام نیست این
استدلال زیرا کہ عام است چہ لفظ قرارت امام اسم جنس مضاف است
شامل ہر آنچہ امام بخواند وہمچنین قولہ تعالی واذا قرئ القران فاستمعوا لہ وانصتوا
وحدیث اذا قرأ فانصتوا زیرا کہ این عام اند از فاتحہ وجز آن وحدیث عبادہ
خاص است بفاتحہ پس عام مخصوص شود بآن انتہی کلام سبل ودر نیل الاوطار
گفتہ دارقطنی گویا این حدیث یعنی قراءۃ الامام لہ قراءۃ را جز ابی حنیفہ وحسن
بن عمارہ دیگری مسند نکردہ واین ہر دو ضعیف اند ومصنف در فتح الباری
گفتہ انہ ضعیف عند جمیع الحفاظ وقد استوعب طرقہ وعللہ الدارقطنی انتہی

الحاصل بسبب انہین حدیثون صحیحہ کے جو مثبت قراءۃ فاتحہ خلف الامام مین اجل صحابہ وتابعین واجل مجتہدین قائل وجوب قرارت فاتحہ خلف الامام ہوئی ہین حضرت ابوہریرہ کا فتوی جو جامع ترمذی مین منقول ہی دیکہو خصوصا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فتوی دیکہو طحاوی حنفی نی شرح معانی الآثار مین روایت کیا ہی کہ ابراہیم تیمی نی حضرت عمر سی مسئلہ قرارت فاتحہ خلف الامام پوچہا تو آپ نی فرمایا کہ پڑہا کر پہر ان سی کہا اگرچہ آپکے پیچہی ہون فرمایا اگرچہ میری پیچہی ہو پہر اونسی کہا اگرچہ آپ قرآن پڑہتی ہون کہا اگرچہ مین قرآن پڑہتا ہون الفاظ اس روایت کی یہ ہین عن ابراہیم التیمی قال سألت عمر بن الخطاب عن القراءۃ خلف الامام فقال لی اقرا قلت وان کنت خلفک قال وان کنت خلفی قلت وان قرات قال وان قرات اور انہین وجوہ سی امام محمد علیہ الرحمۃ شاگرد خاص امام صاحب کی قایل استحسان قرارت فاتحہ کی خلف امام نماز سریہ مین ہوئے ہین چنانچہ ہدایہ مین مذکور ہی پس اگر انکو مخالفت حدیث کا کہٹکا نہوتا تو امام صاحب کے مخالفت کیون کرتی اور قول خلاف امام کی کیا ضرورت تہی اور علماء متاخرین مین سی بہی اجل علما اسی طرف گئی ہین صاحب حجۃ اللہ البالغہ اور والد انکی شیخ عبدالرحیم دہلوی رحمۃ اللہ علیہما اور مرزا مظہر جانجانان معمولات مین دیکہو اور مرزا حسن علی محدث لکہنوی کا ایک رسالہ مستقل باب اثبات قرارت فاتحہ خلف الامام مین ہی اور واضح ہو کہ ہم جو آپسے ممانعت قراءۃ فاتحہ کی نسبت حدیث صحیح متفق علیہ طلب کرتی ہین سو اسی وجہ سی کہ ہماری پاس حدیث صحیح متفق علیہ موجود ہے اور تمہاری پاس ممانعت قرارت کی نسبت حدیث صحیح متفق علیہ نہین موجود اگرچہ ضعیف حدیثین موجود ہون جو معارض اور مقابل حدیث صحیح متفق علیہ کے نہین ہوسکتین اگرچہ

کثیر ہون کما تقرر فی الاصول اور یہ بات تمہاری تقریر سے بھی ظاہر ہے کہ جب تم حدیث صحیح سے تم عاجز و مجبور ہو گئے ہو تو ناچار آیہ شریف کی معنی و مراد خلاف مفسرین معتبرین کے لیتے ہوے بر ہوا تاویل قرآن میکنی ؛ پست و کج شد از تو معنی سنی حالانکہ استدلال تمہارا ساتھ آیہ مذکور کی بچند وجوہ فاسد و ناتمام ہے اما اول اسلیے کہ آیت سے فقط استماع و انصات ہی ثابت ہوتا ہے اور یہ بات نہ ایسے سکوت کو مستلزم نہیں کہ مقتدی اپنی نفس مین سرا بھی نہ پڑھ سکے اسواسطے کہ انصات نام ہے ترک جہر کا اور استعمال عرب مین تارک جہر کو منصت و ساکت کہہ سکتے ہین اگرچہ وہ اپنی نفس مین اسطرح پڑھتا ہو کہ کوئی دوسرا شخص نہ سنے پس ہو سکتا ہے کہ مقتدی قراءت امام بھی سنے اور اپنی نفس مین سرا پڑھتا بھی ہے دیکھو حدیث بخاری اور مسلم مین موجود ہے کہ ابو ہریرہ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مابین تکبیر تحریمہ و قراءت قرآن کی سکوت فرماتے تو مینے پوچھا یا رسول اللہ آپ اس حالت سکوت مین کیا پڑھا کرتے ہین تو آپنے فرمایا یہ دعا پڑھتا ہون اللہم باعد بینی و بین خطایای کما باعدت بین المشرق والمغرب اللہم نقنی من الخطایا کما ینقی الثوب الابیض من الدنس اللہم اغسل خطایای بالماء والثلج والبرد رواہ الشیخان اور سمرہ بن جندب سے روایت ہے کہ انہ حفظ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم سکتتین سکتۃ اذا کبر و سکتۃ اذا فرغ من قراءۃ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین رواہ اصحاب السنن کہا لمعات مین کہ سکتہ اولی بالاتفاق ہے جسمین دعا پڑھی جاتی ہے لہذا اس سے صاف ثابت ہوا کہ آہستہ پڑھنے کو بھی سکوت کہا جاتا ہے پس تقریب تمہاری استدلال کی ناتمام ہے جو مستلزم مطلوب ہوتا ثانیا باینوجہ کہ اگر ہم تسلیم بھی کرین کہ استماع و انصات ایسے سکوت کو مقتضی ہے کہ مقتدی اپنی نفس مین بھی نہ پڑھ سکے لیکن یہ استماع و انصات نماز جہریہ کے ساتھ مختص ہوگا کیونکہ نماز سریہ مین تو استماع ہو ہی نہین سکتا پس اگر یہی استماع اور انصات نماز جہر مین ثابت ہوگا

٢٧

نہ سریہ میں اور مدعا ہمارا ممانعت قرارت فاتحہ کی ہی جہریہ اور سریہ دونوں میں
پس عام ہی اور دلیل خاص ور دلیل خاص ہی مدعائے عام کی مثبت نہیں ہو سکتی
کما لا یخفی علی من لہ ادنی مناسبۃ بعلم المناظرۃ سلمنا کہ آیہ سی استماع و انصات جہریہ
و سریہ دونوں میں ثابت ہوتا ہی پہر بہی اس سے ممانعت خاص قرارت فاتحہ کی پیچھے
امام کی یقینا نہیں نکلتی قرارت فاتحہ بحکم اس آیہ سی مخصوص و مستثنی ہو سکتی ہی
کما مر و ثانیا بایں وجہ کہ بموجب آپکے مسلک کی یہ آیہ معارض اور مخالف ہوتی ہی دوسرے
آیہ فاقرءوا ما تیسر من القران کے کیونکہ اس آیہ سی وجوب قرارت عموما ثابت ہوتا ہے
خواہ امام ہو یا ماموم اور پہلی آیہ سی وجوب سکوت ماموم فکیف التوفیق بغیر مصیر الی السنۃ قال
فی نور الانوار و حاشیتہ و حکم المعارضۃ بین الآیتین المصیر الی السنۃ لان الآیتین اذا تعارضتا
تساقطتا فانہ لا یمکن العمل علی الآیتین للتعارض و لا رجحان لاحدہما علی الاخر فکانہ
لیست ہہنا آیۃ فلا بد للعمل من المصیر الی ما بعدہ و ہو السنۃ و لا یمکن المصیر الی الآیۃ
الثالثۃ لانہ یفضی الی الترجیح بکثرۃ الادلۃ و ذلک لا یجوز فان کثرۃ الادلۃ لا توجب
ترجیحا الا تری ان الشاہدین و مائۃ شہود متساویان فی الاثبات و مثالہ قولہ تعالی
فاقرءوا ما تیسر من القران مع قولہ تعالی و اذا قرئ القران فاستمعوا لہ و انصتوا فان
الاول بعمومہ یوجب القراءۃ علی المقتدی و الثانی بخصوصہ ینفیہ و قد وردا فی الصلوۃ
جمیعا بتصریح المفسرین فتساقطتا فیصار الی حدیث بعدہ و ہو قولہ علیہ السلام من کان
لہ امام فقراءۃ الامام قراءۃ لہ انتہی اقول لا یصار الی ہذا الحدیث لضعفہ کما مر
پس توفیق درمیان دو آیہ کی بایں طور کیجاویگی کہ آیہ اول حمل کیجاویگی ما عدای
فاتحہ پر اور آیہ ثانی میں قرارت مطلق مراد لیجاویگی پس اس صورت درمیان دو
آیہ کی توفیق بہی ہوگئی اور مخالفت احادیث صحیحہ متفق علیہا سی بہی نجات اور عمل
بالسنۃ و اتباع قرآن شریف بہی حاصل ہوگیا ع چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار

رابعا بانیوجہ کہ اگر آیہ محمول کیجاوی منع قراءت مقتدی پر تو ربط و نظم آیہ کا فاسد و مختل ہوجاویگا اور سیاق کا ربط سباق سی نرہیگا و تعالی شانہ عن ذلک تقریر اوسکی یون ہو گی کہ ماقبل اس آیہ کی حاصل تفسیر یہ ہی کہ رسول مقبول سی کفار ہمیشہ آیات مخصوصہ اور معجزات مقترحہ طلب کرتی تہی اور جب آنحضرت علیہ السلام سے آیات مقترحہ خاصہ ظاہر ہنوتین تو کہتی تہی کہ ہم جن آیات کو طلب کرتی ہین تم کیون نہین بنالاتی چنانچہ فرمایا واذا لم تاتہم بآیۃ قالوا لولا اجتبیتہا پس اللہ تعالی نی رسول مقبول کو امر کیا کہ اونکو جواب دین کہ مجہکو کچہہ اختیار و قدرت نہین کہ اپنی طرف سی کوئی آیہ اور نشانی بنالاؤن اور سوای اتباع وحی الہی کی دوسری بات کا مجہکو حکم نہین چنانچہ فرمایا قل انما اتبع ما یوحی الی من ربی اب ارشاد فرماتی ہین کہ کفار کی آیات مقترحہ اور معجزات مخصوصہ کا اظہار جو ترک کیا گیا اوسکی وجہ یہ ہی کہ قرآن شریف خود معجزہ اور آیہ صحت نبوت کے واسطی کافی و وافی ہی اور اس بات کو یون تعبیر فرمایا ہذا بصائر من ربکم وہدی و رحمۃ لقوم یومنون اور جب یہ دعوی کیا کہ قرآن شریف خود معجزہ اور بصائر ہی اور یہ بات ظاہر نہین ہوگی مگر ساتہہ اس شرط کے کہ جب نبی علیہ السلام قرآن شریف کو پڑہین تو وہ اوسکو بغور سنین اور اوسکی طرف باتقار سمع و شہود قلب متوجہ ہون تاکہ اوسکی اعجاز فصاحت سے واقف ہون اور جو نکات اور علوم کثیرہ بلکہ غیر متناہیہ اوسمین مندرج ہین اونکو سمجہین تب صدق اعجاز قرآن شریف کا اونکو متیقن ہوا اور نبوت رسول مقبول کی قائل ہون لہذا خطاباً مع الکفار فرمایا کہ واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون پس اگر مانا جاوی کہ آیہ مین خطاب کفار سی ہی تو ربط و نظم آیہ کا قائم رہتا ہی خصوصاً جبکہ یہ لحاظ کیا جاوی کہ یہ آیہ جواب ہے مقولہ

۲۹ بصائر دلائل [illegible] اور ہدایت اور رحمت [illegible] کہ ایمان لاتی ہین اور جب پڑہا جاوی قرآن [illegible] اوسکو اور چپکی رہو [illegible] رحم کیا جاوی ۱۲

کفار کا کہتی تہی لا تسمعوا لهذا القران والغوا فیه لعلکم تغلبون اسکی جواب مین ارشاد
ہوا کہ فاذا قرئ القران فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحمون علاوہ یہ کہ پہلی آیہ مین
رحمة للمؤمنین علی سبیل الجزم والقطع فرمایا ہی اور یہان پر لعلکم ترحمون خلاف جزم
وقطع کی پس در صورت خطاب مع المؤمنین اس تغیر اسلوب بیوجہ کی کیا وجہ
ہوگی البتہ اگر اس آیہ مین خطاب کفار سی ہو تو کلمہ لعلکم بہی نہایت چسپان
ومناسب ہوجاویگا اور درصورت ہونی خطاب کے طرف مؤمنین یا مومنین کی جو
ربط ونظم آیہ کا مختل ہوگا وہ منصف لبیب پر مخفی نہین ؎ انکس ست اہل اشارت
کہ اشارت داند ۔ نکتہا ہست بسی محرم اسرار کجاست ۔ کیا خوب فرمایا مولانا ابو سعید
محمد حسین صاحب لاہوری نی کہ بہی حنفی جو آنحضرت کی حدیث کو صحیح مانکر قدح وجرح
سالم جانکر اوسکی مقابلہ مین قران کی آیہ پڑہتی ہین بیشک یہی اعتقاد رکہتی ہین
کہ آنحضرت نی اس آیہ کی معنی نہین سمجہی ورنہ حدیث کی مقابلہ مین کبہی قرآن پڑہین
بلکہ دونونکو باہم موافق کرین ولیکن چونکہ یہ بات صاف صاف عوام مین نہین
کہہ سکتی اسلیئی وہ ایک ٹٹی کی آڑ مین شکار کہیلتی ہین اور اس بری اعتقاد کو
اس قاعدہ کی ضمن مین ظاہر کرتی ہین کہ آیہ قطعی ہوتی ہی اور حدیث ظنی اور
قطعی کی مقابلہ مین ظنی پر عمل جائز نہین ہی مگر چونکہ وہ اس قاعدہ کی پابند
نہین ہتی اور جہان اس قاعدہ پر چلنی سی مذہب امام کی پیروی چہوٹتی ہی
وہان اس قاعدہ کو بالای طاق رکہدیتی ہین اور بمقابلہ آیہ قطعی کی حدیث ظنی
بلکہ قول صحابی بلکہ رائی فقیہ سی تمسک کرتی ہین تو اس سے ثابت ہوتا ہی کہ وہ
قاعدہ انکا محض انکار عمل بالحدیث کی لیئی آڑ ہی اور در حقیقت یہ قول امام کو
حدیث پر مقدم سمجہتی ہین اور اونکی فہم کو آنحضرت کی فہم سی اچہا جانتی ہین بایں
وسیلی تصدیق اپنی دعوی کی ایک مثال جس سی یہ ثابت ہو کہ قاعدہ انکا محض

انکار کی آڑ ہی اور حقیقت مین وہ اوسکی پابند نہین ذکر کرتا ہون مسئلہ جمعہ
قرآن مین یون ناطق ہی اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ
وذروا البیع دیکھو یہ صریح ہی آئین کہ جمعہ کیواسطی بادشاہ یا شہر یا بازار ہونیکی
کچہ شرط نہین پہر حنفیہ اس آیہ کو نہین مانتی اور اوسکو بمقابلہ ایک قول صحابی
کے بلکہ بقول ایک عالم مذہب حنفی جسکا قول بالاتفاق حجت نہین ترک کرتے
ہین اور کہتی ہین کہ جہان شہر نہین حاکم امیر نہین بازار و کوچہ نہین وہان
جمعہ صحیح نہین الی ان قال غور کرکے انصاف سی کہنا چاہیی کہ یہان
قرآن پہ سی عمل کہان چلا گیا اور اس قاعدہ کو کون لے گیا اس سے معلوم ہوا
کہ یہ پابندی قاعدہ کی نہین ہی بلکہ پابند تقلید امام کی ہین پس اگر اسکی
محافظت قرآن کی اخذ کر نہین دیکہتی ہین تو اوسکو ہاتہ مارتی ہین اور اگر وہ
تقلید حدیث پہ عمل کرلی سی قائم رہتی ہی تو اوسکی طرف دوڑتی ہین انتہی —
اور ہم حمایۃً نہین کہتی ہین کہ تتبع سکتات امام کا ضروری جیسی اور اقوال مختلفہ
نسبت قرارت فاتحہ کی آئی ہین ایک قول یہ بہی ہی کہ وقت سکتات امام
کے پڑہی جاوی ہمارا ثبوت مطلب اس پر نہین کہ ثبوت سکتات واسطی قرارت
فاتحہ کی حدیث صحیح سی کیا جاوی ہم یہ کہتی ہین کہ کسی حال مین قرارت فاتحہ
ترک نہو خواہ امام سکتات کری یا نکری اور حدیث صحیح سی ثبوت سکتات واسطی
قرارت فاتحہ کے ہو یا نہو اب عرض یہ ہی کہ اتباع سنت تو آپ سے بسبب عناد
و تعصب کے نہوا اور اتباع قرآن بسبب کج فہمی فوت ہوا چنانچہ دلائل ماسبق سے
ظاہر ہی اب اس مصرعہ کی پڑہنی کا موقع ہی سہ ببین تفاوت رہ از کجاست
تا بکجا یہی جو بمقابلہ حدیث و قرآن کی آپکی رای کو بخوبی دیکہا تو یون معلوم ہوا
سہ ز روی دوست دل دشمنان چہ دریابد چراغ مردہ کجا شمع آفتاب کجا اور

ہمتو دروازہ حدیث نبوی کو چھوڑ کر کہین نہ جاوینگی ؂ جو محل دیدہ ما خاک بستان
شماست ؂ کجا رویم بفرما ازینجناب کجا - ۸ اور اثبات قراءت فاتحہ کی لئی خلف الامام
ہماری پاس دلائل بہت ہین ولیکن انشاء اللہ تعالی پھر دیکھا جاویگا یا ربانی صحیحہ
باقی او الباقی عند التلاقی **دفعہ نہم** واجب الاتباع ہونا قرآن شریف
کا و نیز وجوب اتباع محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو بہت سی دلائل قاطعہ سی ثابت ہے
لیکن سائل باوجودیکہ اہل اسلام مین سے ہے پھر بھی وجوب اتباع کتاب و سنت
کی دلیل خلاف داب مناظرہ کیون طلب کرتا ہی کہ درصورت تسلیم اسلام کی سائل
کی نزدیک بھی واجب الاتباع ہونا کتاب و سنت کا مسلم ہی ہوگا ورنہ دعوی اسلام
محض کذب ہو جاویگا ایسا مکابرہ کرنا اپنی بدشگنی کیوسطی اپنی ناک کاٹ ڈالنا
ہی اور مناظرہ سی بھاگ جانا اور دیباچہ کتاب مین دعوی بی تعصبی تہا اور یہ
اقرار تہا کہ ہم خود اہل اسلام کی نزاع کو پسند نہین کرتی ان ہذا لشیء عجاب اور
اگر خدانخواستہ منصب اسائل غیر اسلام مین سے ہے تو یہ سوال کچھ مضائقہ نہین ہم
انشاء اللہ تعالی اسقدر دلائل مطلوب پیش کر سکتی ہین کہ مخالف مصداق فبہت الذی
کفر کا ہو جاوے و چونکہ یہان مقصود اختصار ہی لہذا اندکی از بسیار و مشتی نمونہ از خروار
لکھتی ہین سنیئے کہ وجوب اتباع نبی کریم بحکم قرآن شریف ہے اور قرآن شریف کا وجوب اتباع
اس حجت سے ثابت ہے کہ یہ بات متواتر ثابت ہے کہ جب نبی کریم نی دعوی وجوب اتباع
قرآن کیا تو اس دعوی کی تصدیق کیوسطی یون اظہار حجت کیا کہ وان کنتم فی ریب
مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورة من مثله وادعوا شهداءكم من دون الله ان كنتم
صادقین - و ایضا فلیاتوا بحدیث مثله وغیر ذلک اور اسکی ساتھ یہ بھی کہا کہ
لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل هذا القرآن لا یاتون بمثله ولو کان
بعضهم لبعض ظهیرا اور حجت زبردست رو برو ہزارون ہزار فصحای بلندنام

دلہائی مالک الکلام کی جو منکر و مخالف تہی نہایت شد و مد سی پیش کی گئی سب افصح
اس حجت تامہ کی رو برو بالجزم زیر دست و عاجز ہی اور کچہہ نہو سکا باوجودیکہ فن ادب
و تصنیف قصائد و خطب مین ید طولی و کمال رکہتی تہی لیکن کوئی شخص ایک
چہوٹی سی سورت کی بنالانی پر بہی قادر نہوا رد و انکار مین قرآن شریف کی
سب طرحکا مکابرہ و مجادلہ کیا حتی کہ جنگ و پیکار و جدال و کارزار کرکی ہزاروں
ہزار ضیاع داجل کی صید ہوئی اور لاکہون ہی بند و قید انواع انواع کی ننگ و عار
اپنی اوپر اٹہائی اگر ایک چہوٹی سی سورت بنالاتی تو اس سب وبال و نکال سی
نجات پاتی سارا جہگڑا فیصل و صاف ہوجاتا اور کذب دعوی آنحضرت کا کہلتا
ہوجاتا تکذیب قرآن شریف جو خلاصہ مرادات دلہائی نفاق منزل تہا فقط بنانا
بالمثل حاصل تہا خصوصًا ایسی وقت مقابلہ خصم مین ہر متنفس کو امتحان صدق
و کذب دعوی اپنی مخالف کا ضرور منظور ہوتا ہی اور ظہور کذب خصم سی نفس
انسانی نہایت مسرور ہوتا ہی فضیلت و مزیت اپنی اقران و امثال پر ہر شخص
کو مرغوب ہوتی ہی برابری و تفاوت معاصران ہم کمال سی ہر انسان کو
مقصود و مطلوب علی الخصوص جبکہ طرف خصم سی آوازہ ہل من ادیب بدقیق
فی میدان الفصاحۃ بلند اور ایسی جوق جوق گروہ مخالفین طلاقت لسانی و ذلاقت
بیانی مین یکتائی زمانہ وار چند ایک چہوٹی سی سورت بناکر امر و صلاطین ہم عصر
سی صورت حصول زخارف دنیوی امر یقینی علاوہ بران نصرت مذہب آبائی اور
تائید امر دینی حیث ننگ خجالت و عار و شتار ذمانست سی بہی بری و پاک ہوجاتی
شماتت اعدا دفع ہوتی اور دشمن جلکر خاک ہوجاتی تمام خلقت مین شہرت و نام
ہوتا اپنا اور اپنی قوم و خاندان کا کام ہوتا اہل کفر و انکار منت پذیر و شکر گذار
ہوتی طرفہ تر یہ کہ سب لوگ بیزار ہوتی اگر تمام عمر مین بہی سب جمع ہوکر ایک

جہوٹی سی سورت بنا لیتی تو اپنی جان و مال و اہل و عیال کو وبال و نکال سی بچا لیتی
پس جبکہ باوجود ان تمام دواعی بی شمار و مقتضیات بسیار کے اتیان بالمثل سی
ناکام رہی تو بجز عجز قوت بشری اور اعجاز قرآنی کی اور کیا وجہ ہو سکی ہوگی کہ معرکۂ
تیغ و سنان مین اپنی نفوس اعزہ کو تلف کیا اور ایک قصر سورت مثل قرآن کے
نہ بنا لائی جس سی کذب نبی علیہ السلام کا واضح و لائح ہو جاتا کیا خوب فرمایا ملای
روم نی ؏ صد ہزاران دفتر اشعار بود ٭ پیش حرف امیش آن عار بود ٭ اور
ظاہر ہو کہ ذکر اس معجزۂ قاہرہ کا قرآن شریف مین ایک جگہ نہین بلکہ جابجا مکرر
سہ کرر واقع ہی اور چونکہ روایت قرآن شریف عہد نزول سی آجتک مرتبۂ تواتر
تو یہ معجزہ بہی متواتر رہا کسی منکر کو انکار کی گنجایش نہین خصوصًا جبکہ یہ لحاظ کیا جاوی
کہ اصرار و مبالغہ قرآن شریف کا دربارۂ طلب مثل کی کچہ مخصوص عہد آنحضرت
علیہ السلام مین ہی نہین بلکہ تا بقای قرآن یہ معجزہ بہی مستقر و باقی و تا قیام
قیامت دایم و جاری رہیگا پس ہر روز بلکہ ہر ساعت و ہر آن قرآن شریف
بذات خود بہی منکرین سی طلب مثل فرماتا ہی اور نیز جسوقت قاریان قرآن
و حافظان فرقان حمید طلب مثل کی آیات قراءت و تلاوت کرتی ہین تو گویا
منکرین سی مدعی اعجاز قرآن اور طالب مثل ہوتی ہین اور بار بار ہر دیار و
دیار کوچہ و بازار مین ہر شیخ و شاب حتی کہ صبیان مکتب طلب مثل منکرین سی
کرتی ہین باوجود اس تقاضای شدید و سخت و منادی بندار بلند و گرجت کی
تمام منکرین اور جملہ مخالفین چنین خفتہ اند کہ گوئی مردہ اند نہین معلوم کہ مخالفین
بی بہرہ کیسی بہری ہو گئی ہین کہ ایہ فأتوا بسورة مثلہ کو بالکل نہین سنتی اور طرح طرح
اور اعتراض بی سر و پا اور مطاعن بیجا ایراد کرتی ہین اور کوئی دقیقہ رد
و ابطال لاطایل کا باقی نہین چہوڑتی لیکن اتیان بالمثل سی شل ہت صامت

وساکت ہین حالانکہ بہت دراز تا قیامت ہی دیکھی ہی اور بحکم وادعو شہداءکم

اجازت استمداد واستنصار کی دیگر اعوان وانصار سی بھی مل گئی ہی معہذا

اینان بالکل ہی عاجز ومجبور ہین اور کامیابی سی دور ومہجور اب فرمایئے

کہ معجزہ نہین تو کیا ہی اور جب معجزہ ہونا قرآن شریف کا ثابت ومتحقق

ہوا تو اتباع قران مجید ونبی الرحمہ ہی واجب ہوگیا کیونکہ قرآن شریف

از اول تا آخر اتباع نبی کریم کیطرف دعوت کرتا ہی اور اپنی پیروی کیطرف

بلاتا ہی اور تقلید کا جابجا رد کرتا ہی اگر آیات قرانیہ رد تقلید مین لکھی جاوین

تو ایک دفتر دیگر باید رہو سہ گر آن جلد را حسن ملا کند؛ بگر دفتر دیگر انشا

کنند؛ قال اللہ تعالی اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونہ اولیاء وقال

تعالی فبشر عبادی الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ الایہ وقال تعالے

اتخذوا احبارہم ورہبانہم اربابا من دون اللہ وقال تعالی واذا قیل لہم اتبعوا

ما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما الفینا علیہ اباءنا الخ وقال تعالی فان تنازعتم فی شئ

فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تومنون باللہ والیوم الآخر وقال تعالی ما اتاکم الرسول

فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا فان قیل کہ مذہب اماموں کا بھی ما اتاکم الرسول مین

داخل ہے پس امر فخذوہ سی تقلید اونکی بھی واجب ہوئی اقول گفتگو تقلید

شخصی مین ہی تخصیص یک امام کی کہان سی لاؤگی مین ہنکی توضیح اور تشریح

مین کلام ہدایت التیام مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب ظلہ کا نقل کرنا مناسب

جانتا ہون وہو ہذا بعض اہل بصیرت کے لیئے جو قرآن اور حدیث

کے سمجھنی کا تصدر کہتے ہین اور اوسکو مقصود اصلی اور کافی سمجھتی مین

دلائل شرعیہ کا بیان چاہیے پہلی دلیل قول اللہ تعالے کا ما اتاکم

الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا اور قول اللہ تعالے کا

۳۵

اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم وجہ استدلال کی پیچھے بیان ہوگی پہلی چند مقدمات
کی تمہید چاہیئے مقدمہ اولی جو شئی کہ واجب ہو اللہ تعالی کے امر سے
ترک کرنا اوسکا حرام ہوتا ہے چنانچہ تلویح مین کہا ہی حاصل ہذا الکلام
ان وجوب الشئی یدل علی حرمۃ ترکہ وحرمۃ الشئی یدل علی وجوب ترکہ و
ہذا مما لا یتصور فیہ النزاع انتہی مقدمہ ثانیہ ائمہ اربعہ کے مذاہب حق ہین
اور مصداق ہین ما اتاکم الرسول اور ما انزل کی علی سبیل الدوران اسلیئے
کہ حق عند اللہ ایک ہی ہے اور یہ مقدمہ عند الجمہور مسلم ہی اور محتاج ایراد
نقل کا نہین مقدمہ ثالثہ بعض ائمہ کا ترک کرنا بعض احادیث کو فرع
تحقیق اونکی کی ہی کیونکہ اونہون نی ان احادیث کو احادیث قابل
عمل نہین سمجہا بدعوی نسخ یا بدعوی ضعف اور امثال اوسکی کی نہ یہ کہ
حدیث کو قابل عمل کے سمجہکر پہر اپنے اقوال کی پابندی سی حدیث نہین مانتی
تہے حاشا اللہ عنہم مقدمہ رابعہ جو مقلد محض کہ حدیث سی کچہ خبر نہین رکہتا جو
اگر حدیث کو قبول نکری تو قبول نکرنا اوسکا فرع تحقیق کی مثل ائمہ اربعہ کے
نہوگی بلکہ ترک کرنا حدیث کا ہوگا مقدمہ خامسہ آجکل کے بعضی متعصب جو
بعض احادیث مین تاویل لی باعث اور دعوی نسخ او ضعف کا بیدلیل
بلکہ بمجرد پابندی قول امام کے سی کرکے حدیث کو ترک کرتے ہین وہ
ویسے نہین جیسے کہ ائمہ اس لیئی کہ ائمہ سے دعوی نسخ و ضعف اور
تاویل کا ناشی التحقیق دین اللہ اور جمعا بین الادلہ تہا اور آجکل کے
لوگون کو تاویل کرنا مراعاۃ لقول الامام مقابل رسول کے ہے چنانچہ کلام
بلاغت نظام مین مولوی اسمعیل صاحب کے جو تنویر العینین سے نقل کیا گیا
گذرا مقدمہ سادسہ ائمہ اربعہ کے مقلدین کو لازم ہی کہ چارون اماموں کی

برابر سمجھیں نہ یہ کہ اپنے امام کے مذہب کو صواب اور محتمل خطا اور دوسرے
ائمہ کے مذاہب کو خطا محتمل الصواب سمجھیں جیسا کہ مقتضائی قول علامہ نسفی
کا ہے جو اشباہ اور درمختار میں مذکور ہے اذا سئلنا عن مذہبنا ومذہب
خصومنا قلنا وجوبا مذہبنا صواب یحتمل الخطاء ومذہب مخالفنا خطاء یحتمل
الصواب انتہی ما فی الدر وکذا فی الاشباہ اسلیئے کم وبیش نہ سمجھے اور برابر
سمجھے کہ یہ قول بظاہر ومعنی نامقبول ہی جیسا کہ ابن حجر اور محقق شیخ ابن الہمام
کے کلام سے معلوم ہوتا ہے چنانچہ سید محمد امین المشہور بابن العابدین
رد المحتار میں فرماتے ہیں اذا علمت ذالک ظہر لک ان ما ذکر عن النسفی من
وجوب اعتقاد ان مذہبہ صواب یحتمل الخطاء مبنی علی انہ لا یجوز تقلید المفضول
وانہ یلزم التزام مذہبہ وان ذالک لا یتاتی فی العامی وقد رایت فی آخر فتاوی
ابن حجر الفقیہ التصریح ببعض ذلک فانہ سئل عن عبارۃ النسفی المذکورۃ ثم
حرر ان قول الائمۃ الشافعیۃ کذالک ثم قال ان ذالک مبنی علی الضعیف من انہ
یجب تقلید الاعلم دون غیرہ والاصح انہ یتخیر تقلید ای شاء ولو مفضولا و
ان اعتقد کذلک وحینئذ فلا یمکن ان یقطع او یظن انہ علی الصواب بل علی
المقلد ان یعتقد ان ما ذہب الیہ امامہ انہ الحق قال ابن حجر ثم رایت المحقق
ابن الہمام صرح بما یویدہ حیث قال فی شرح الہدایہ ان اخذ العامی
ما یقع فی قلبہ انہ صواب اولی وعلی ہذا اذا استفتی مجتہدین فاختلفا علیہ الاولی
ان یاخذ بما یمیل الیہ قلبہ منہما وعندی انہ لو اخذ بقول الذی لا یمیل الیہ جاز
لان میلہ وعدمہ سواء والواجب علیہ تقلید مجتہد وقد فعل انتہی اور شیخ طحطاوی
نے بھی ظاہر معنی کو رد کر کے تاویل کردی ہی چنانچہ کہا ہے والمراد
ان ما ذہب الیہ امامنا صواب عندہ مع احتمال الخطاء اذ کل مجتہد

بعینه قد یخطی فی نفس الامر واما بالنظر الینا فکل واحد من الاربعة مصیب فی اجتهاده
فکل مقلد یقول هذه العبارة لو سئل عن مذهبه عن لسان امامه الذی قلده ولیس المراد
انه یکلف کل مقلد اعتقاد خطاء المجتهد الاخر الذی لم یقلده لان تقلید احد منهم انما
یسوغ بقدر ضرورة التقلید وهی کون المقلد لیس من اهل النظر فی الادلة لاستنباط
الاحکام الشرعیة فتقلیده فی العمل فقط فان قلت انه مکلف به ایضا واذا یلزم
دوار التکلیف مع اعتقاد عدم صحتها قلت لا یلزم ذلک الا اذا اعتقد عدم صحة ما قلد فیه
ونحن لا نقول به بل هو علی الصواب ظاهرا واما تخطئة خلاف مذهبه فما هو مکلف
به کذا التحقه شیخنا من القول السدید لابن الملا فروخ المکی الحنفی ابو مسعود انتهی کلام الطحطاوی
فی حاشیة الدر المختار اور عبارت صریح ابن الملا فروخ المکی الحنفی کی قول سدید مین یون
ہے ولیس المراد ان یکلف کل مقلد ان یعتقد ذلک فیما قلد فیه اذ ذلک التقلید فیما
لا یحتاج الیه وهو ممنوع کما افدناک من قبل ان التقلید انما یسوغ بقدر الضرورة وهو
محتاج الی العمل فلا بد من التقلید فی حصوله واما اعتقاد صحة ما قلد فیه وبطلان کل
ما عداه فلیس من التکلفات فان قلت بل هو مکلف به والا یلزم ادا التکلیف مع
اعتقاد عدم صحتها قلت لا یلزم ذلک الا لو اعتقد عدم صحة ما قلد فیه ونحن لا نقول به
بل هو علی الصواب ظاهرا حیث فعل ما علیه هو الاخذ بقول مجتهد واما تخطئة من اخذ
بخلاف قول مجتهد مقلده فما هو مکلف بها انتهی اور ایسا ہی ملا علی قاری فی شرح
عین العلم میں اس قول پر سنفی کی تخطیہ او تغلیط کی ہی تو مقلد کو چاہیے کہ چارون
مذہبونکو برابر جانی پس جب یہ مقرر ہو لیا تو اب وجہ استدلال کی بیان ہوتی ہی
وہ یہ ہی کہ جو شخص حنفی المذہب مثلا ہو کر ایسی تخصیص اپنی مذہب کی کرتا ہی
کہ شافعی مذہب کا مثلا کسی مسئلہ میں اتباع نہین کرتا اور اوسکو ناروا جانتا ہے
اور کرنیوالیکو طعن کرتا ہی تو ترک کیا اوسنی بعض ما اتی به الرسول کو بحکم مفہوم آیہ

اور ترک کرنا بعض ما اتی بہ الرسول کا حرام ہی بحکم مقدمہ اولی کی تو تخصیص کرنا اس
حنفی کا اپنی مذہب کو اسطرح کہ شافعی کے کسی مسئلہ کا اتباع نہین کرتا ناروا بلکہ
حرام ہوا بحکم دونون مقدمونکی اور یہ دلیل جاری نہین ہوسکتی حق مین ائمہ
اربعہ وغیرہم من المجتہدین کے بسبب ترک کرنی انکی بعض احادیث کو بحکم مقدمہ
ثالثہ کی اور مقلد محض عامی یہ بات نہین کہہ سکتا بحکم مقدمہ رابعہ کی اور بعض
مقلدین صاحب علم آجکی زمانہ کی جیسا کہ مولف ہی یہ بھی نہین کہہ سکتا بحکم
مقدمہ خامسہ کے اور دونون قسم کی مقلدون کی طرف سی یہ عذر کہ ہم لوگ
مذہب دوسری امام کا سوائی مذہب امام اپنی کی یقینا ما اتی بہ الرسول جانتے
ہی نہین بنا بر قول علامہ نسفی کی تو ترک کرنا ہمارا مذہب شافعی کی مسئلہ کو
موجب ترک ما اتی بہ الرسول کا نہوا نہین بن سکتا بحکم مقدمہ سادسہ کی فافہم
وتشکر اور اس جگہ سی کوئی یہ نہ سمجھی کہ اس دلیل سی لازم آتا ہی کہ ہر ایک کو
واجب ہوا کہ ہر مذہب کے تمام مسائل پر عمل کیا کری ورنہ ترک بعض ما اتی بہ الرسول
کا لازم آویگا سنو کہ یہ دلیل اوس مقلد کے حق مین جاری ہوتی ہی جو کہ
قسم ثالث کو اقسام تقلید سی اختیار کری اور جو مقلد تخصیص مذہب معین کی
بطور قسم ثانی کے اختیار کری وہ حقیقتا تارک بعض ما اتی بہ الرسول کا نہین
ہے بلکہ عامل بمقتضای عموم نص کی ہے اس لیی کہ تخصیص اوسکی نظر بہ
استطاعت کے ہوگی یا بنظر اسکی ہوگی کہ نص سی عموما اتباع ما اتی بہ الرسول
کا ثابت ہوتا ہی پہر اگر حنفی مذہب کے مسئلہ کے ضمن مین اخذ ما اتی بہ الرسول
کر لیا تو بہی کافی ہے تو اس نظر سے ترک بعض کا نہوا نظیر اوسکی یہ ہے
مثلا عموم آیت فاقرؤا ما تیسر من القرآن سے فرضیت قراءت کی
نماز مین بدون تعیین کے ثابت ہوتی ہے تو اگر کسی شخص نے بنظر اسکی کہ

کہ تخصیص عام کا ایک فرد مین ہوجاتا ہی یا بنظر اسکے کہ مجھی تمام قرآن کے حفظ کی
طاقت نہین پارہ عم کو واسطی قرارت کی نماز مین خاص کر رکہا ہی تو اس شخص
نے باقی قران کی قراءۃ کو ترک نہین کیا ہان اگر کوئی شخص پارہ عم کو باوجود
قدرت کی تمام قران پر اس نظر سی کہ پارہ عم کا پڑہنا نماز مین واجب ہے اور
باقی قران پڑہنا درست نہین خاص کرلی تو بیشک اوسنی باقی قران کو ترک
کیا اور مرتکب ممنوع کا ہوا جیسا کہ مقلد تقلید قسم ثالث باوجود علم ایک مسئلہ
کے بموجب مذہب دوسری امام کی اس نظر سی کہ ہمکو سوائی اتباع اپنے
امام کے کسیکی پیروی درست نہین اوس مسئلہ کو عمل مین نہین لاتا تو بیشک
ترک کیا اوسنی بعض ما اتی بہ الرسول کو بخلاف مقلد مخصص تقلید قسم ثانی کے
کہ تخصیص اوسکی بنظر کفایت یا عدم استطاعۃ عملا بعموم النص ہے تو ثابت ہوا
کہ ایسی مقلدین تارک بعض ما اتی بہ الرسول کی نہین اور اونپر تقلید ہر مذہب کی
ہر مسئلہ کے واجب نہین فافہم دوسری دلیل حدیث اسود کی ابن مسعود
سے قال قال عبد اللہ لا یجعل احدکم للشیطان شیئا من صلوتہ یری حقا علیہ
ان لا ینصرف الا عن یمینہ لقد رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثیرا ینصرف عن
یسارہ روایت کیا اوسکو امام بخاری نی حاصل ترجمہ فرمایا عبد اللہ ابن
مسعود صحابی جلیل الشان نی کہ جو کوئی امام یہ التزام کرلی کہ بعد فراغت
کے نماز سے دہنی ہی طرف کو پہر کر بیٹھے اور بائین طرف نہ بیٹھے تو اوسنی
اپنی نماز مین سے شیطان کا حصہ ٹہرالیا اسواسطے کہ مین نے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کو بہت دفعہ بائین طرف کو پہرتے بہی دیکہا ہے
شیخ الاسلام عینی حنفی نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث ابن مسعود کی
اوسکے حق مین ہے جو دہنی طرف ہی کے پہرنے کو ضروری اور واجب

جاتا ہی اور اگر واجب بجانی تو دونون حظ فسق برابر مین لیکن اپنی طرف ولی ہی جنانچہ
شرح بخاری مین فرماتی مین ماتحت اس حدیث کی وکانہ یری حتمہ وجوبہ واما اذا لم
یسوغ ذلک فیستوی فیہ الامران ولکن جہة الیمین اولی انتہی اور طیبی نی فرمایا ہی کہ
اس حدیث سی معلوم ہوا کہ جو کوئی ایک امر مستحب یعنی جیسا کہ اس مقام مین اختیار کرنا
جانب یمین کا ہی خوب اصرار کرکہی اسطرح کہ کبہو اسکو نچہوڑی تو اس سے شیطان
نی حصہ پایا اضلال کا پہر کیا حال اوس شخص کا جو امر منکر اور بدعت پر مصر ہووی
چنانچہ شرح مشکوة مین فرماتی ہین تحت اوسی حدیث کی وفیہ ان من اصر
علی امر مندوب وجعل عزما ولم یعمل بالرخصة اصاب منہ الشیطان من الاضلال
فکیف من اصر علی بدعة انتہی اور اسی جگہ سی ہی جو فقہا نی لکہا ہی کہ سجدہ شکر
کا فی نفسہ مستحب ہی لاکن بعد نماز کی مکروہ ہی اس جہت سی کہ عوام دیکہکر واجب
جانین گے یا سنت سمجہین گی چنانچہ فرماتی ہین وسجدة الشکر مستحبة بہ یفتی لکنہا تکرہ
بعد الصلوة لان الجہلة یعتقدونہا سنة او واجبة وکل مباح یودی الیہ فمکروہ انتہی
وہکذا فی سائر کتب الفقہ اور طحطاوی نی کہا ہی کہ یہ مکروہ تحریمی ہی تو حاصل یہ کہ
نحوہی سی مطابق تصریحات ان محدثین وفقہا کی جبکہ کسی امر مستحب کا التزام اور
اصرار اور ہٹ کرنا فعل شیطانی اور مکروہ تحریمی ہوا تو التزام اور اصرار تیجا اور دسوان
ایک مجتہد کے مذہب کا جو مخالف اجماع قرون ثلثہ کی اور مخالف قران کی ہی کیونکر
بدعت نہو گا تیسری دلیل اجماع صحابہ کا جو قرافی نی نقل کیا ہی واجمع الصحابة علی ان
من استفتی ابا بکر وعمر وقلدہما فلہ ان یستفتی ابا ہریرة ومعاذ بن جبل چنانچہ صاحب مسلم
الثبوت نی حاشیہ منہیہ مین نقل کیا ہی اور فاضل قندہاری نی نافلا عن التقریر مختصر
الحصول مین نقل کیا ہی اور مولانا عبد العلی نی شرح مسلم مین نقل کرکے اسپر تفریعات
کی ہین چنانچہ روایت ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۳ اسی بوجہ بسط اہلی

معلوم ہوا پس جبکہ کل صحابہ اور تمام مومنین کا قرون اولی مین اسپر اجماع تھا
ہوا کہ کبھی ایک مجتہد کی تقلید کرتی اور کبھی دوسری مجتہد کی پہر اب ایک ہی
مذہب کا التزام کرنا اور اوسکو واجب جاننا اور تارک اس التزام کے کو
گمراہ جاننا اور لامذہب کہنا اور لائق تعزیر کے جانکر تعزیر دینی اور مردود الشہادۃ
کہنا پہر نسبت ایسی عقیدہ والی کے بدعت ضالہ اور حرام نہین توکیا ہی
اور معتقد ایسی عقیدہ اور عمل کا مصداق اس آیہ کریمہ ویتبع غیر سبیل المومنین کا
کیونکر نہو گا اور مصداق من شذ شذ فی النار کا اس حدیث سی اتبعوا السواد الاعظم
ومن شذ شذ فی النار کسطرح نہو گا انتہی کلام شیخنا ومولانا السید محمد نذیر حسین
مدظلہ العالی الی مدی الایام واللیالی افسوس صد افسوس کہ بمقابل ایسی تقلید
حرام مخالف ما انزل علی خیر الانام کے وجوب اتباع کتاب وسنت کا منکر ہونا
اور باوجود دعوی اسلام وایمان کے سند وجوب اتباع کتاب وسنت کا عنا
طلب کرنا آپ ہی جیسی لوگونکا کام ہی کذلک قال الذین من قبلہم مثل قولہم
تشابہت قلوبہم واذا قیل لہم تعالوا الی ما انزل الی الرسول قالوا حسبنا ما وجدنا
علیہ اباءنا وانا لفی شک مما تدعوننا الیہ مریب وقالوا ما نفقہ کثیرا مما تقول الی
غیر ذلک من مقالاتہم المستہجنۃ وکلماتہم المستقبحۃ المحکیۃ فی کتاب اللہ تعالی
ویمحو اللہ الباطل ویحق الحق بکلماتہ انہ لکتاب لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ
ولا من خلفہ تنزیل من رب العالمین ما لکم کیف تحکمون ام لکم کتاب فیہ تدرسون
ان لکم فیہ لما تخیرون وذالکم ظنکم الذی ظننتم بربکم فاصبحتم من الخاسرین اب
گذارش یہ ہی کہ آپ نی حضرت امام کو مثل قرآن و نبی کریم کے مفترض الطاعۃ
وواجب الاتباع ومہبط وحی آسمانی اعتقاد کرکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی خاتمیت کو تو رلا دیا ہی ہی لیکن یہ تو ارشاد ہو کر اس اعتقاد

بی بنیاد کی کچھ سند و اسناد ہی ہی یا محض وہم و خیال کہ بقول مولانا حضرت
شاہ ولی اللہ صاحب علیہ الرحمۃ کے جسکا بطلان خود لفظ امام سے ہی
ظاہر ہے اگر کوئی سند قوی یا ضعیف ہو تو لائیے اور ہدیہ کے بدلی تبرک
لیجائیے لیکن یہ خوب یاد رہی کہ جن آیات اور حدیث سی انتصار وغیرہ میں
استدلال پکڑا ہی اوس سی آپکی مراد ہرگز حاصل نہوگی اور جب ہم
واجب الاتباع ہونا کتاب و سنت کا ثابت کر چکی تو آپ سی سوال
کیا جاتا ہے تاکہ جواب ترکی بہ ترکی ہو جاوی امید کہ ذرہ سوچ اور سمجھ کر
جواب دیا جاوی **سوال** آپ جس امام کی تقلید شخصی کے قائل وجوب ہین
قول اوس امام کا آپ کے نزدیک مطابق کتاب و سنت کے ہے یا نہین
اگر آپ قول اوس امام کے موافق کتاب و سنت ہونیکو نہین پہچانتے تو
باوجود احتمال غیر مطابق ہونیکی وجوب شخصی کے کیون قائل ہو اور اگر
قول اوس امام کا مطابق کتاب و سنت کے ہونا پہچانتے ہو تو کس دلیل سے
اگر دوسری کی تقلید سے تو اوسی طرح اوس دوسری کی تقلید مین کلام ہوگا
پس دور لازم آویگا یا تسلسل و کلاہما باطلان بالاتفاق فالتقلید ایضا باطل اور اگر
مطابق و سنت کے ہونا قول اوس امام کا جسکی تقلید کی گئی ہے علم و
عقل سے پہچانتے ہو تو اس صورت مین تقلید اوس امام کی نہوی بلکہ
اتباع کتاب و سنت کا ہو بہرحال اثبات تقلید کا مستلزم اوسکی نفی کو ہوتا ہے
پس تقلید شخصی کی مٹی تو نہایت ہی خراب ہوگئی یہ سوال بمقابلہ اسکی ہے
کہ تمنی وجوب اتباع کتاب و سنت کی دلیل طلب کی تھی **دفع دفعہ ششم**
قولہ ظہر کے وقت مین الی تو رہا ہی نہین جاتا **اقول** اہل انصاف سے
طلب انصاف ہی کہ جب تمام مجتہدین و محدثین حتی کہ شاگردان امام صاحب

بلکہ خود ایک روایت مین امام صاحب کا بہی مذہب یہی ہی کہ وقت ظہر بعد
ایک مثل کے ختم ہوجاتا ہی اور حرمین شریفین وغیرہما مین بہی عمل درآمد
اسی پر ہی چنانچہ مولف نی خود اقرار کیا پہر ظاہر الروایت کی تائید و انتصار
تمام مجتہدین و محدثین کا خلاف کرنا اور حرمین شریفین کے عمل درآمد کو جو
موافق ادلہ شرعیہ ہی بہی ترک کردینا بلکہ خود ایک روایت امام صاحب کو
مٹا دینا اور صاحبین کے مذہب کو بہی بالائی طاق رکہدینا لیکن پہی جواب
دیلے نہ سکنا یہہ تو انصاف و عقل کو صاف جواب دیدینا ہے اور اسپر
دعوی بی تعصبی ؛ این ریش و فش اگر بے تعصبی اسیکا نام ہے تو نہین معلوم
کہ تعصب کیسا ہوگا اللہم احفظنا من شرہ اور پہر تو آپ سی بے وجہ لڑنیکو سر گرم
ہوا نہین بلکہ اگر کوئی وجہ بہی ہو تو بہی جنگ و جدل سی بر کنار ہین سے
با قصہ سکندر و دارا نخواندہ ایم ؛ از ما بجز حکایت مہر و وفا مپرس ؛ یعنی تو
آپ سی فقط ایک حدیث دربارہ باقی رہنی وقت ظہر کے مثلین تک جو مجیب
آپکی ہی فرمائیکے خلاف مذہب جملہ محدثین و مجتہدین کے و خلاف عمل درآمد
حرمین شریفین کے ہے دریافت کی ہی آپ جو علم و عقل کی سرا ہی سی غلطی
بے مایہ مین جواب تو بن نہین آتا کلمات جنگ و جدال کے زبان پر لے آتی
ہین و لنعم ما قال لسان الغیب ؎ از دلق پوش صومعہ نقد طلب مجو ؛ یعنی ز
مفلسان سخن کیمیا مپرس **قولہ** شرح موطا امام مالک کی فوائد مشبین ہوگا
اقول یہ بات آپکی بہت ٹہیک ہے کہ تحدید اوقات صلوۃ ایسی چیز ہی کہ جسمین
رای صحابی کو مداخلت ممکن نہین بلکہ آپکی قول کی تائید کیواسطی گذارش ہی کہ
فی الحقیقت موقتیت صلوۃ توقیفی ہین بغیر تحدید و تقدیر شارع علیہ السلام کے عقل
بشری اسکی دریافت مین قاصر ہی اور اسیوجہ سی جب شب معراج مین نماز پانچ کا

فرض ہوئیں تو حضرت جبریل امین واسطے تحدید و تعیین اوقات معینہ صلوٰۃ کی ایک روز
نازل ہوئے اور دو روز پے در پے حضرت علیہ السلام کو نماز پڑہائی اور تحدید و تعیین اوقات
صلوٰۃ فرما دی اگر اوقات صلوٰۃ کی توقیت ہوتی تو اس اہتمام تحدید کی کچھ ضرور نہ تھی و
ایضاً قال اللہ تعالیٰ ان الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتاباً موقوتاً و قال فی المحلی فار
الموقیت لا یوخذ بالرائے یہ بحث ہے مگر یہ تو فرمائیے کہ حدیث ابی ہریرہ سے جو آپنے وقت ظہر کی
تحدید مثلین تک سمجھی ہے یہ کیونکر ہے اگر محض اپنی رائے اور قیاس سے تو یہ تو خود
اپنے تسلیم فرما چکے ہیں کہ رائے صحابی کو بھی اسمین کچھ دخل نہیں اور آپکی رائے کا
تو ذکر ہی کیا ہے اور اگر حدیث سے تحدید مثلین ثابت کرتے ہو تو حدیث مین ظہر کی
واسطے لفظ مثلک بصیغہ افراد ہے نہ مثلیک بصیغہ تثنیہ اور یہ جو کہینچا تانی کر کے وقت
ظہر کو مثلین تک پہنچاتے ہو اسطرح سے کہ مراد مثل سے سایہ نیز ہے علاوہ فی الزوال کے
45 حالانکہ حضرت ابی ہریرہ نے اپنے کلام مین فی الزوال کو استثنا نہیں فرمایا تو
ہم بھی یہ کہہ سکتے ہیں کہ کلام حضرت ابی ہریرہ صلّ الظہر اذا کان ظلک مثلک
کے ٹھیک معنی یہ ہین کہ نماز ظہر سے فارغ ہو جا ایسے وقت تک کہ سایہ تیرا مثل
تیری ہو جاوے چنانچہ امام نووی وغیرہ نے حدیث امامت جبرئیل مین یہی
معنی بیان فرمائے ہین قال النووی معناہ فرغ من الظہر حین صار ظل کل شئی
مثلہ و شرع فی العصر فی الیوم الاول حین صار ظل کل شئی مثلہ اب حدیث
مذکور سے وقت ظہر مثل تک ہی رہا فالحدیث دلیل لنا لا لکم ۵ مین الزام نکو
دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا اور قطع نظر ان سبکے انکار وقت ظہر بعد مثلین تک
جو آپکا مقصود ہے وہ اب بھی مصداق خشت بود ہے کیونکہ مانا ہمنے کہ نماز
ظہر بعد مثل کے پڑہی جاوے لیکن اس سے آخر وقت ظہر مثلین
تک کیونکر ثابت ہوا اگر کہو قیاس سے تو پہلے تسلیم کر چکے ہو کہ رائے

اور قیاس کو مواقیت مین دخل نہین اور اگر کہو حدیث سے تو اس حدیث مین
آخر وقت ظہر تا مثلین مذکور نہین اور وقت عصر کی نسبت جو ابو ہریرہ نے فرمایا
کہ والعصر اذا کان ظلک مثلیک تو یہ وقت جواز ادای نماز عصر کا ہی نہ ابتدا
وقت عصر اور اگر مثلین معہ سایہ اصلی کی لیا جاوی تو وقت استحباب عصر کا ہوگا
جیسا کہ مصفی مین کہا ہی اور دیکھو امام مالک نے بہی حدیث ابن عمر سی روایت
کی ہی ان عمر بن الخطاب کتب الی عمالہ ان اہم امورکم عندی الصلوۃ
فمن حفظہا وحافظ علیہا حفظ دینہ ومن ضیعہا فہو لما سواہا اضیع ثم کتب ان
صلوۃ الظہر حین کان الفیء ذراعا الی ان یکون ظل احدکم مثلہ الخ اس حدیث سے
جو بالمعنی مرفوع ہی تحدید وقت ظہر کی ایک مثل تک ثابت ہوئی کیونکہ
بموجب آپکی ہی فرمانے کے یہ روایت ہرچند موقوف ہی لیکن بات ایسی
ہے جسمین رای صحابی کو مداخلت ممکن نہین اسلیئے خواہ مخواہ بالمعنی مرفوع
کہنا پڑیگا اور جبکہ وقت ظہر مثل تک ہو گیا تو لا جرم شروع عصر بعد المثل
ضرور ہو جاویگا کہ درمیان وقت ظہر اور عصر کے کوئی مہینا خالی کا تو حاصل
ہی ہی نہین کہ وقت ظہر تو ختم ہو جاے اور وقت عصر ابہی نا وی اور اگر
اب بہی کچہ شک ہی تو احادیث صحاح موجود ہین دیکہہ لو فی النسائی فصلی
الظہر حین زاغت الشمس والعصر حین صار فی کل شیء مثلہ الخ اور حدیث جبریل
کو دیکہو جو اصلی تحدید اور تعیین اوقات کے اصل اصیل ہے اور روایت
کیا ہے اوسکو ترمذی و ابوداؤد و ابن حبان وحاکم نے اور تحسین
کی ہے اوسکی ترمذی نے اور تصحیح کی ہے حاکم نے عن ابن عباس
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال امنی جبریل عند البیت مرتین فصلی
الظہر فی الاولی منہما حین کان الفیء مثل الشراک ثم صلی العصر حین کان

۴۷

ظل کل شئ مثله الخ اور صحیح مسلم مین بروایت عبداللہ بن عمر موجود ہے کہ
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال وقت الظہر اذا زالت الشمس وکان
ظل الرجل کطوله مالم یحضر العصر ووقت العصر مالم تصفر الشمس حاصل مطلب اس
حدیث کا یہ ہی کہ بعد زوال آفتاب کی طرف مغرب کے وقت ظہر کا ہی
اور آخر وقت اوسکا یہ ہے کہ ہو جاوے سایہ کسی شخص کا مانند درازی
قد اوسکے کے جب تک کہ وقت عصر حاضر نہو اور بعد ہو جانے سایہ
کسی شئی کے مثل اوسکے شروع وقت عصر ہے جب تک کہ آفتاب
زرد نہو انتہی حاصلہ اور سوائی انکی اور بہت احادیث صحیحہ مین جو بوجہ حجت
تمام دال ہین اسپر کہ وقت ظہر تا یک مثل باقی رہتا ہی اور بعد المثل
وقت عصر داخل ہو جاتا ہے **قوله** کیا عجب ہے باعث نقصان ہوئی ہو
اقول العجب کل العجب وما ادریک ما العجب کہ کسی حدیث صحیح یا ضعیف
مین تحدید وقت ظہر کی مثلین تک موجود نہین اور جملہ مذاہب مجتہدین
ومحدثین کی خلاف خود تسلیم کر چکے ہو اور پھر یہ کہتے ہو کہ کیا عجب ہے
کہ آخر کار تغیر وتبدل ہو ہوا کر مثلین تک پہنچ گیا ہو اگر ایسا ہی تغیر و
تبدل ہی تو دیکھا چاہیی کہ آپکی نزدیک کوئی امر دینی باقی رہیگا یا
نہین جنابمن یہ احتمال تو ہر ایک امر دینی مین ہر شخص بموجب خواہش
اپنی کے جاری کر سکتا ہے کہ آخر کار تغیر وتبدل ہو ہوا کر یون
ہوگیا ہو اور وون ہوگیا ہو لیکن اٹکل اور تخمین آپکا سوے
احادیث صحیحہ کے ہرگز ہرگز مفید ومقبول نہوگا ان الظن لا یغنی
من الحق شیئا آپ ایسی بات کہدیتے ہین کہ اولٹی خود ملزم ہو جاتے
ہین سو مین الزام اونکو دیتا تہا قصور اپنا نکل آیا **قوله** اسلیئے

اقول متقضائی احتیاط وتقوی الی قولہ منشا ظاہر الروایت یہی ہی
سند مثلین کی کہین حدیث مین موجود نہین اور احادیث صحاح کی
مخالف اور نیز ائمہ ثلثہ اور صاحبین اور دیگر محدثین کے خلاف بلکہ
ایک روایت مین خود امام صاحب کی خلاف معہذا اوسکو مقتضائے
احتیاط و تقوی قرار دینا تو ایسا ہی جیسا کہ دعوی حضرت بی بی تمیز
کا مقتضائی احتیاط و تقوی تو یہ ہی کہ نماز ظہر کچھہ بعد زوال کے اور نماز
عصر نزدیک گذرنے مثل کے پڑہی جاوی تاکہ مذاہب جملہ مجتہدین اور
احادیث صحیحہ اوقات سی مطابق ہوجاوی **قولہ** غور کیجیے الی قولہ ہوسکتا ہے
اقول کسی امر دینی کا نسخ مجرد احتمال سی نہین ہوسکتا جب تک
شرائط نسخ موجود نہون کما مر اگر آپ کوئی حدیث صحیح لاتی کہ اوس سے
وقت ظہر تا مثلین اور شروع وقت عصر بعد مثلین کے متعین ہوتا تو البتہ
نسخ مین گفتگو کیجاتی اور اس قول سی کہ یون ہوا ہوگا اور دون ہوا
ہوگا احادیث صحیحہ منسوخ نہین ہوسکتین یہ بات دور از عقل نہین تو
کیا ہے اور روایت مشار الیہ سی ہرگز ثابت نہین ہوتا کہ وقت ظہر
مثلین تک ہی اور وقت عصر بعد گذرنے مثلین کے ہی ہی بعد ایک
مثل کے نہین کما مر اور اختلاف وقت فرض کیا کہ ممکن ہے لیکن
کیا ضرور کہ وقوع مین بہی آیا ہوا مکان کے واسطے وقوع ضرور نہین
چنانچہ عدم وقوع اختلاف وقت ہم ثابت کرچکے **قولہ** اسلئی یہ عرض ہے
الی قولہ ہمکا سر پر **اقول** جب آپ تحدید وقت ظہر کی مثلین تک کسی حدیث
سے ثابت نکر سکے تو آپکو احادیث صحیح مسلم وغیرہ پر عمل کرنیسی کیون انکار
ہی کہ اتباع سنت بہی حاصل ہو اور مطابقت جمع مذاہب مجتہدین بہی ہو اور صلوٰۃ

اور اوسکی علاوہ اتباع امام صاحب بہی ایک روایت مین موجود اگر ان سبکو
یکلخت چہوڑ دیا جاوی تو پہر عدم ادائی فرائض کا کہٹکا ہی یعنی جب نماز ظہر
بعد ایک شل کی پڑہی تو تمام مجتہدین کی نزدیک نماز ظہر وقت قضا مین واقع ہوگی
اور ایک روایت مین خود امام صاحب کے نزدیک بہی قضا ہوگئی سے نہ خدا ہی ملا
نہ وصال صنم نہ ادہر کے ہوئی نہ ادہر کی ؛ **قولہ** ہان اگر آپ الی آخرہ **اقول**
ہان اگر ہم فقط حدیث فعلی بیان کرتی تو آپکو کچہ گنجایش ہوتی کہ در بارۂ دوام
ادای صلوۃ عصر قبل المثلین حدیث طلب کرتی اور کہتی کہ فعل کو دوام اور استمرار
نہین جب تک کہ ثابت نہو لیکن جبکہ ہمنی حدیث صحیح قولی مسلم شریف وغیرہ کی
واسطی تقدیر اور تعیین اوقات خمسہ کے ثابت کردی کمامر تو پہر آپکو ہرگز گنجایش
نہین کہ ہمسی دوام فعل کی حدیث طلب کرو کیونکہ حضرت شارع علیہ السلام نے
خود حدیث قولی سی اوقات خمسہ کو معین فرما دیا تو اب اوسکا نسخ جب ثابت ہو
کہ جب حدیث صحیح متاخر سی بقاء وقت ظہر مثلین تک ثابت کردو ودونہ خرط القتاد
یہ طلب بہی لوٹ کر آپہی پر آئی سے مین الزام اونکو دیتا تہا قصور اپنا نکل آیا
حضرت من یہان پر فقط سوچ اور سمجہ سی بہی کچہ کام نہین چلتا جب تک کہ کسی استاد
حدیث اور شیخ محدث سی آپ علم حدیث نہ پڑہین گی ایسی ہی ٹہوکرین کہایا کرینگی
آپ نی چند مصرعہ اردو فارسی کی یاد کرلئی ہین واسطی فریب ہی عوام کی بی محل
پڑہ دیتی ہو اور مصداق مصرعہ مشہورہ کی ہوجاتی ہو سے شعر فہمی عالم بالا کی ظاہر
ہوگئی ؛ **دفع دفعہ ہفتم** — **قولہ** تسادی بیان الی قولہ فرمائی **اقول** باللہ التوفیق

ہمارا مطالبہ اون لوگون سی ہی جو قول امام صاحب کا ایمان اہل السماء والارض لا یزید
ولا ینقص والمؤمنون متساوون فی الایمان والتوحید کو معنی ظاہری پر محمول کرتی ہین
کیونکہ یہ قول باعتبار معنی ظاہری ہی کی نزدیک محققین حنفیہ کی خلاف دلائل عقلیہ

۴۹ الم تر تذکرہ ۱۲ صاحبین ۱۲ منہ

۵۲ ایمان آسمان والونکا اور زمین والونکا زیادہ ہو اور نہ گہٹے اور تمام مومن یعنی انبیا سی لیکر عوام مومنین تک سب برابر ہین ایمان مین ۱۲ منہ

ونقلیہ کے ہی کما سیاتی شرح عقائد نسفیہ و شرح فقہ اکبر ملا علی حنفی مین مذکور ہی وقال
بعض المحققین کالقاضی العضد لا نسلم ان حقیقۃ التصدیق لا یقبل الزیادۃ والنقصان
بل تتفاوت قوۃ وضعفا بان تصدیق احاد الامۃ لیس کتصدیق النبی صلی اللہ
علیہ وسلم ولذا قال ابراہیم ولکن لیطمئن قلبی پس جن لوگون نی یہ محققین مطالبہ
دلیل کرتی ہین اونہین سی ہمارا مطالبہ ہی پس ساقط ہوا یہ قول مولف کا (تو
آپ ہی فرمائیی کہ یہ کون کہتا ہی الخ) **قولہ** اور اگر یہ مطلب ہے الی قولہ زیادہ کیا عرض
کرون **اقول** یہ مطلب بجز آپ جیسی ذکی و فہیم کی اور کسکے خیال مین آویگا کہ
بولین لفظ ایمان اور مراد لین وہ باتین جن پر ایمان ہی اور اگر یہ تاویل بعیدہ
بی کہٹکی ٹہیک اور درست ہوتی تو امام محمد صاحب علیہ الرحمۃ قول ایمانی کایمان
جبرئیل کو کیون مکروہ فرماتی شرح فقہ اکبر مین ہی و شہنا قال الامام محمد علی ما
ذکرہ فی الخلاصہ اکرہ ان یقول ایمانی کایمان جبرئیل ولکن یقول آمنت بما آمن
بہ جبرئیل انتہی اور نیز فقہ اکبر کی شرح مین ہی وکذا لا یجوز ان یقول احد ایمانی
کایمان الانبیاء بل ولا ینبغی ان یقول ایمانی کایمان ابی بکر و عمرؓ وامثالہما العجب کل
العجب کہ جس قول کو محققین علمای حنفیہ مکروہ و ناجائز فرماتی ہین مولف رسالہ
اوس قول کو بتاویل بعیدہ مجوز کرکے کہتا ہی (کہ اسکا منکر ہی کون ہوگا اگر
حنفیون مین اسکا منکر ہو تو بتلائیی الخ) ع چہ دلاور ست دزدی کہ بکف چراغ دارد
اگر عوام مقلدین جنکا ایمان تقلیدی ہی ایمان مین قدم بقدم انبیاء اور ملائکہ کے
ہین تو امام صاحب وغیرہ کی نزدیک بسبب نہ چہوڑنی تقلید کی اور ترک کرنی
نظر و استدلال کی کیون گنہگار و عاصی رہتی ہین شرح فقہ اکبر مین ہی و شہنا
ان ایمان المقلد الذی لا دلیل معہ صحیح قال ابو حنیفۃ وسفیان الثوری والمالک والاوزاعی
والشافعی واحمد وعامۃ الفقہاء واہل الحدیث صح ایمانہ ولکنہ عاص بترک الاستدلال الا آخر

قوله اگر یون کهون الی قوله باعتبار اصل ایمان هی **اقول** ایمان کا مقوله کیف سے
هونا محض دعوی هی جب تک مدلل نه کیا جاوی کیونکر تسلیم هو کیونکه جو لوگ قائل
هین اسبات کی که اعمال بهی داخل ایمان هین اونکی نزدیک ایمان کیونکر مقوله
کیف سی هوگا جب تک عدم دخول اعمال حقیقت ایمان مین دلیل سی ثابت نکیا
جاوی سلمنا که ایمان مجرد تصدیق هی تو بهی عدم زیادت و نقصان حیز منع مین هی
کما منع القاضی العضد و بعض المحققین علاوه یه که مولف خود کهتا هی که ایمان مقوله
کیف سی هی اور مقوله کیف مین بالذات کمی بیشی مساوات کا امکان نهین هوتا
اور حنفیه مساوات ایمان کی تو قائل والمومنون متساوون فی الایمان چنانچه
فقه اکبر وغیره مین مذکور هی فما هو جوابکم فی المساوات فهو جوابنا فی الزیادة والنقصان
اور یه جو دعوی حصر کیا هی (که جن آیات اور احادیث مین زیادت پر دلالت هے
وهان یه بهی دلالت هی که وه زیادت باعتبار تزاید احکام و اخبار هی) یه حصر
محض خلاف هی هم بقصد اختصار دو ایک آیات و احادیث ایسی لکهتی هین که
جو زیادت ایمان پر دلالت کرتی هین مگر تزاید احکام و اخبار کا وهان پتا هی
نهین خیر مولف صاحب کی اوقات تو خراب و ضائع هوگی لیکن همکو ثواب
هوگا شاید که اوسکو بهی نفع دیوین فان الذکری تنفع المومنین سنو قال الله
تعالی واذ قال ابرهیم رب ارنی کیف تحیی الموتی قال اولم تومن قال بلی ولکن
لیطمئن قلبی اگر مراتب یقین کی مختلف اور متفاوت نهین تو سوال حضرت ابرهیم
علیه السلام کا واسطی طلب مرتبه عین الیقین کی کیون واقع هوا حالانکه علم الیقین
یعنی دسی و استدلال سی تصدیق ایمانی تو تهی هی که پروردگار احیاء اموات پر
قادر هی اور جبکه مرتبه عین الیقین کا علم الیقین سی زیاده هوا تو جو ایمان
بعین الیقین حاصل هی وه بهی زیاده هوگا اوس ایمان سی جو فقط علم الیقین سے

حاصل ہو کہا بیضاوی نے تفسیر میں آیہ مذکورہ کی ولکن سألت لازید بصیرة
وسکون قلب بمضامة العیان الی الوحی والاستدلال وایضا قال اللہ تعالی الذین
قال لہم الناس ان الناس قد جمعوا لکم فاخشوہم فزادہم ایمانا قال البیضاوی فی
تفسیرہ وہو دلیل علی ان الایمان یزید وینقص ویعضدہ قول ابن عمر رضی اللہ عنہ
قلنا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الایمان یزید وینقص قال نعم یزید حتی یدخل
صاحبہ الجنة وینقص حتی یدخل صاحبہ النار وہذا ظاہر ان جعل الطاعة من جملة
الایمان وکذا ان لم یجعل فان الیقین یزداد بالالف وکثرة التامل وتناصر
الحجج انتہی اور بیچ شرح فقہ اکبر کے ہے ونحن نعلم قطعا ان ایمان الامة لیس کایمان
النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولا کایمان ابی بکر الصدیق باعتبار ہذا التحقیق وہذا معنی
ما ورد لو وزن ایمان ابی بکر الصدیق بایمان جمیع المؤمنین لرجح ایمانہ انتہی غرض
آیات واحادیث بیشمار ہیں جو زیادت ونقصان ایمان پر تنصیصا دلالت کرتی
ہیں اور اعتبار کرنے تزاید احکام واخبار کی وہان گنجایش ہیں اور ملا علی قاری
حنفی شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں بطور تمثیل حسی کے فان مثل الکفر مع الایمان کالعمی
مع البصر ولا شک ان البصراء یختلفون فی قوة البصر وضعفہ فمنہم الاخفش والاعشی
ومن یری الخط الثخین دون الرقیق الا بزجاجة ونحوہا ومن یری عن قرب زائد
علی العادة وآخر بضدہ وقال بعید ہذا فان تفاوت نور کلمة التوحید فی قلوب
اہلہا لا یحصیہا الا اللہ سبحانہ فمن الناس من نورہا فی قلبہ کالشمس ومنہم کالقمر
ومنہم کالکوکب الدری ومنہم کالمشعل العظیم وآخر کالسراج الضعیف وفی مقام
آخر فان التصدیق بحدوث العالم لیس کالتصدیق بطلوع الشمس لہذا ورد فی الخبر
لیس الخبر کالمعاینة انتہی ونعم ماقیل ؎ شنیدہ کی بود مانند دیدہ ٭ تراد یدہ ولو
را شنیدہ ٭ غرضکہ محققین علماء حنفا کی نزدیک زیادة ونقصان ایمان میں نزاع

واقع ہی اور دلائل ماسبق سی بخوبی واضح ہوا کہ مسئلہ مساوات ایمان انبیا و اولیا
اور عوام مومنین اور عامہ مقلدین کا محض خلاف کتاب و سنت کے ہے اور جو حنفی اس
مساوات کی قائل ہین اغلب کہ ایسی ہی حنفیون کے حقمین حضرت شیخ عبد القادر علیہ الرحمۃ
نی غنیۃ الطالبین مین فرقہ مرجیہ مین ہونا لکھا ہی اور مترجم عبد الحکیم جو کہتی ہین
کہ یہ کسیکا الحاق ہی یہ غلط ہی ایلیی کہ شیخ نی سبب اونکی مرجیہ ہونیکا یہی
لکھا ہی کہ یہ مانند فرقہ مرجیہ کے ایمان انبیا علیہم السلام اور عوام کا برابر جانتے
ہین اور زیادتی وکمی کی قائل نہین اور ایمان کہتی ہین تصدیق قلب اور
اور اقرار زبانی کو بدون اعمال کی بلکہ توضیح مین تو یہ لکھا ہی کہ بعض حنفیون کے
نزدیک ایمان فقط نام ہی تصدیق کا اور اقرار زبانی واسطی محفوظ رہنی کی
ہی دنیا مین ہتک اور ایذا سی نہتی پس قائلین اس مساوات کی بالضرور
فرقہ مرجیہ مین داخل ہین **دفع دفعہ ثامن قولہ** جواب توالی قول غدر
معقول ہی **اقول** مولانا مشتہر نے اصل مین مطالبہ دلیل کا اس مسئلہ کلیہ
کیا ہی (قضا کا ظاہر و باطن نافذ ہونا ہر ایک شی کی تحریم و تحلیل مین جو عقود
و فسوخ سی متعلق ہو) اور مثال جزئی اس مسئلہ کلیہ کی اسطرح پر دی ہی (مثلاً
کسی شخص نی ناحق کسی کی جورو کا دعوی کیا کہ یہ میری جورو ہی اور قاضی کے
سامنی جھوٹی گواہ پیش کرکے مقدمہ جیت لی اور وہ عورت اوسکو ملجاوے
تو وہ عورت بحسب ظاہر بھی اوسکی بی بی ہی اور اوس سی صحبت کرنا بھی حلال
ہی) پس مجیب کا یہ کہنا کہ (جواب تو ایکی اس اعتراض کا فقط اتنا ہی کہ منکوحہ
غیر کی نسبت حنفیون کا یہ قول ہی نہین بلکہ غیر منکوحہ کی نسبت ہی) کسطرح
جواب ہو سکتا ہی ایک صورت جزئیہ یعنی منکوحہ غیر کو اگر آپنے اس قاعدہ کلیہ سے
مستثنی بھی کر لیا تو پھر بھی اثبات اس قاعدہ کلیہ کا وکل شی قضی بہ القاضی

لم يعرف بغير تعيين
۵۳
عورت کا علم کردی ۱۲

فی الظاہر تحریمیہ فہو فی الباطن کذلک وکذا اذا قضی باحلال کذا فی الہدایہ) جو
اور ہزارون صور باطلہ کو مشتمل ہی کسی دلیل مثبت مطلوب سے آپکی ذمہ باقی رہا
اور جواب آپکا محض ناتمام وغیر کافی اور ایک صورت جزئیہ یعنی غیر منکوحہ کی
نسبت جو آپ نی بہ بجر طویل بیان کر کے نفاذ قضا ظاہرا و باطنا اپنی زعم باطل
مین ثابت کیا ہی وہ بہی محض بیکار کیونکہ ایک صورت جزئیہ مین کسی حکم
کے ثابت ہونیسی کب لازم آتا ہی کہ کلیۃً حکم ثابت ہوجاوی موجبہ جزئیہ
موجبہ کلیہ کو کب مستلزم ہی اور یہ جو آپ نی صفحہ اٹھارہ مین فرمایا ہی (الحمد
زن غیر منکوحہ اور اموال باقیہ کی نسبت علما حنفیہ کا یہ دعوی ہی الخ) مین
کہتا ہون کہ اموال باقیہ کو آپ نی دعوی مین تو شامل کرلیا ہی اور پہر جو دلیل
فاسد اوسکی آپ لائی ہین تو فقط نسبت غیر منکوحہ کے اور اموال باقیہ سی
آپنے کچہ تعرض نہین کیا ان ہذا لشئ عجاب پس مطالبہ دلیل کا اس دعوی کلیہ
پر آپکی ذمہ ہنوز باقی اور جواب آپکا ناتمام وغیر کافی اور درمختار مین منکوحہ
غیر کا استثنا اس دعوی کلیہ سی صراحتًا کہین مذکور نہین اگر آپ سچی ہین تو
نکال دیجیی لیکن اشارہ سی کام نہ لیجیی تعجب ہے کہ تمام مسائل جزئیہ شاذہ
مخترعہ بلکہ غیر واقعہ کو تو احداث اور اختراع کر کے بتصریح لکہین اور اس
استثنا زن منکوحہ غیر کو فقط ایک اشارہ سی جسکو ہر ایک شخص بجز آپکے سمجہ
نہ سکی تلک اذا قسمۃ ضیزی اور آپ نی یہانپر تو اشارہ کو بہی سمجہ لیا اور
حدیث صحیح جو اس باب مین نص صریح قطعی الدلالہ موجود ہی کما سیاتی اوسکو بالکل
نہین سمجہ سکتی ع باطلا نرا چہ رباید باطلی ؛ عاطلانرا چہ خوش آید عاطلی ؛
انا للہ وانا الیہ راجعون اور شامی وغیرہ نی اگر اس خاص صورت کا استثنا
کردیا ہی تو پہر بہی اوس سے مطالبہ دلیل کا اوس دعوی کلی پر تو باقی ہی رہا اگرچہ

اس خاص صورت یعنی منکوحہ غیر مین مطالبہ دلیل سی اوسکو چھٹکارا ہوگیا اور
ہزارون صور جزئیہ اس مسئلہ کلیہ کے بن سکتی ہین مثلاً کہا جاوی کہ کسیکی قطعہ
زمین یا مکان کا کسی نی جھوٹا دعوی کیا کہ مین نی اس سی خریدا ہی اور
جھوٹے گواہ گذرانی اور بیعنامہ جعلی پیش کردیا اور قاضی نی اوسکی بیع کا حکم
کردیا تو وہ قطعہ زمین یا مکان ملک طیب بموجب اس قاعدہ کی اوس جھوٹے
مدعیکی ہوگیا اور اللہ تعالی کی نزدیک وہ قطعہ زمین یا مکان اوس مدعی
کاذب کو حلال ہوگیا حالانکہ حدیث صحیح متفق علیہ مین آیا ہی من اخذ شبرا
من الارض ظلماً فانہ یطوقہ یوم القیامۃ سبع ارضین متفق علیہ یا مثلاً ایک
شخص نی ایک شخص پر ایک لونڈی یا طعام کی بیع یا شرا کا دعوی کیا اور
دو جھوٹے گواہ گذاردی اور قاضی نی حکم کردیا تو موجب اس قاعدہ کی یہ حکم
ظاہر و باطن نافذ ہوجاویگا اور جبکو وہ لونڈی یا طعام دلا یا گیا حلال طیب ہے
کہ لونڈی سی وطی کری اور کہانا کہا لیوی یا مثلاً خاوند جورو مین سی کسی نے
دوسری پر فسخ نکاح کا دعوی کاذب کرکے دو جھوٹے گواہ گذاردی اور قاضی
نی جدائی کا حکم دیدیا تو عورت کو جائز ہی کہ اور خصم کرلے اور اوس دوسرے
خاوند کو اوسکی وطی جائز ہی اگرچہ اوسکو معلوم ہو کہ پہلی خاوند نی اوسکو طلاق
نہین دی بطور یکہ ان دو جھوٹون گواہو سنی ایک یہی ہو وغیر ذلک من الصور
التی ذکرہا الفقہاء فی کتب الفقہ حالانکہ مدعی کاذب کی حق مین آیا ہی من ادعی
ما لیس لہ فلیس منا ولیتبوا مقعدہ من النار رواہ مسلم اور کاذب گواہون کی حق مین
بہی آیا ہی کہ جھوٹی گواہی شرک کی مانند ہی پس وہ بہی گناہ کبیرہ ہی اور بدعے
اوسپر رضامند ہی اب دیکہو حدیث قال عدلت شہادۃ الزور بالاشراک باللہ
ثلث مرات ثم قرأ قولہ تعالی فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور نبی علیہ السلام

اس حدیث مین بیان فرمایا کہ جہوٹی گواہی گناہ مین شرک کی برابر ہی جس سے
بالضرور دوزخ مین داخل ہوتا ہی پس جس شخص نی جہوٹا دعوی کرکے جہوٹی گواہ
سی کوئی شی حاصل کی تو وہ اوسکو کسطرح حلال وطیب عند اللہ ہوجاویگی ان ہذا لشئ
عجاب بالجملہ ہزارون صور باطلہ اس قاعدہ کلیہ کے امثال جزئیہ ہوسکتی ہین
بلکہ اگر بنظر امعان دیکہا جاوی تو منکوحہ غیر بہی باوجود استثنا کرنیکے پہر بہی اس
قاعدہ کلیہ مین داخل ہی رہیگی اور نکل کر اس قاعدہ کلیہ سی کہین نہین جاسکتی
مین اولا مسئلہ نفاذ قضا کو ہدایہ وحاشیہ اوسکی سی بتوضیح تمام لکہتا ہون بعدہ
ثابت کرونگا کہ منکوحہ غیر باوجود مستثنی کرنیکی اس مسئلہ کلیہ سی باہر نکلکر نہین جاسکتی
اور چاروناچار غیر شوہر کو ظاہر وباطن مین حلال ہوجاویگی اگرچہ کسیقدر تدبیر عمیق
زیادہ کرنی پڑیگی مگر مسئلہ نفاذ قضا ظاہرا وباطنا سلامت چاہئی مسئلہ یہ ہے

وکل شی قضی بہ القاضی فی الظاہر بتحریمہ فہو فی الباطن کذلک عند ابی حنیفۃ
وکذا اذا قضی باحلال وہذا اذا کانت الدعوی بسبب معین وہی مسئلہ قضاء القاضی
فی العقود والفسوخ بشہادۃ الزور وقد مرت فی النکاح انتہی حنفی عینی حاشیہ ہدایہ
اوسکی صور جزئیہ مین سی یہ صورت لکہتی ہین ومن صورہ ادعت علی زوجہا انہ
طلقہا ثلثا واقامت بینۃ کاذبۃ وقضی القاضی بالفرقۃ وتزوجت باخر بعد
انقضاء العدۃ فعلی قول ابی حنیفۃ وقول ابی یوسف اولا لا یحل للزوج الاول
وطیہا ظاہرا وباطنا ویحل للثانی ظاہرا وباطنا علم بحقیقۃ الحال اولا وعلی قول
محمد لا یحل للثانی وطیہا اذا کان عالما بحقیقۃ الحال واذا قضی القاضی بحلال
شی فی الظاہر فہو فی الباطن کذلک ومن صورہ رجل ادعی علی امراۃ نکاحا
وہی تجحد فاقام علیہا شاہدی زور وقضی القاضی بالنکاح بینہما حل للزوج وطیہا
وحل للمراۃ التمکین عند ابی حنیفۃ وعند محمد لا یحل لہا ذلک ومن صور العقود

ما اذا قضى بالبيع بشهادة الزور سواء كانت الدعوى من جهة المشتري مثل
اذا قال بعتني هذه الجارية او من جهة البائع مثل ما اذا قال اشتريت مني هذه
الجارية فانه يحل للمشتري وطيها في الوجهين جميعا ومن الفسوخ ما اذا ادعى
احد المتعاقدين فسخ العقد في الجارية واقام شاهدي زور وقضى القاضي بالفرقة
نہایہ حاشیہ ہدایہ میں ہے ولقب المسئلة بقضاء القاضي بشهادة الزور في
العقود والفسوخ فعند ابي حنيفة ينفذ ظاهرا وباطنا والمعنى من النفاذ باطنا
ثبوت الحل فيما بينهما وبين الله تعالى جبکہ مسئلہ نفاذ قضا ظاہرا و باطنا ہدایہ
وغیرہ سے بیان ہو چکا تو اب میں کہتا ہوں کہ منکوحہ زید نے عمرو اور بکر
دو گواہ جھوٹی قاضی کے یہاں اس مضمون کی گذرانی کہ زید نے تین طلاقیں
دیدی ہیں اور عدت طلاق بھی گذر گئی ہے حالانکہ زید نے نفس الامر میں
تین طلاقیں بالکل نہیں دی تھیں چہ جائیکہ عدۃ گذری ہو پس قاضی
بحکم مسئلہ نفاذ قضا کے ضرور حکم تفریق کر دیویگا پھر عمرو نے جو ایک گواہ جھوٹا
منجملہ ان دو گواہوں جھوٹی کے ہے بعد اس مقدمہ کے جھوٹا دعوی کیا کہ
یہ عورت میری منکوحہ ہے اور دو گواہ جھوٹی عقد نکاح کے گذرانے تو اب
قاضی عقد نکاح کا حکم بالضرور کر دیویگا اور یاد کرو کہ عینی حاشیہ ہدایہ میں کہہ
ہو چکا کہ ومن صورہ ادعت على زوجها الخ ومن صورہ رجل ادعى على امراۃ نکاحا
الخ اب دیکھو کہ یہ عورت جو منکوحہ زید تھی اس تدبیر سے عمرو کو ظاہر و باطن میں
حلال وطیب ہو گئی البتہ کچھ قدرے تدبیر زیادہ کرنی پڑی اس انکار ایک نکاح
منکوحہ غیر کی بھی کچھ کام نہ آیا سے الٹی پڑ گئیں سب تدبیریں کچھ نہ دوا نے کام
البتہ اتنا فرق ہو گیا کہ یک نشد دو شد چنانچہ اب آپکو ثابت ہوا ہوگا کہ
محمدیان عامل بالحدیث کو واسطے ترک تقلید شخصی کے عذر معقول ہے **قولہ**

اقول ہمارا بھی مگر ہان شاید الی قول پھر ہم بھی انشاء اللہ تعالی تماشا دکھا دیجئے
تماشاگاہ عالم ر دیکھو تو کجا بہر تماشا میروی؛ خلاصہ اس آپکی کلام طویل الذیل
کا یہ ہی کہ علت تامہ ملک کی قبضہ ہے اگر قبضہ نہین تو ملک بھی نہین اور
اگر قبضہ موجود ہی تو ملک بھی ثابت ہے اب مین آپ سی نہایت ادب سی دریافت
کرتا ہون کہ مراد آپکی ملک سی کونسی ملک ہی آیا عام اس سی کہ ملک طیب ہو
یا خبیث ہو یا محض وخالص ملک طیب اگر عام مراد ہی تو مفید آپکی مدعا کو
نہین جو حلت طیبا وس شی کی کہ بسبب قابض قاضی کی جہوٹی دعوی او
شہادت زور سی قبضہ مدعی مین آجاوی اور اگر ملک طیب مراد ہی تو آپنے
اس مقدمہ کو کسی دلیل سی مدلل نہین کیا دعوای محض کیا ہی ہم اسی کو تو منع کرتے
ہین کہ قبضہ مطلقا اور ہر جگہ موجب ملک طیب اور حلال کو نہین ہوتا جناب من یہ
دعوی محض آپکا بلا دلیل اور دستاویز کی نہ عند الناس مقبول ہوگا نہ عند اللہ
اسکو کسی دلیل اور دستاویز مثبت سی ثابت کیجیے اور ہماری سند منع کو ملاحظہ
فرمایئے کہ رہن مین قبضہ ہوتا ہی اور شی مرہون مرتہن کی ملک مین نہین ہو جاتی
نہ ملک انتفاع اور نہ ملک رقبہ اور اگر قبضہ مین آپکو شک ہو تو فرمان الٰہی مقبوضہ
موجود ہی ودائع مین بالبداہت قبضہ موجود ہی اور ملک رقبہ نہین - مال مستعار
مین قبضہ موجود ہوتا ہی اور ملک طیب نہین ہوتی یشی عاریہ مین قبضہ موجود ہے
اور ملک رقبہ نہین مال مغصوبہ مین قبضہ ہی اور ملک نہین - مال یتیم پر قبضہ تو
بتمام وکمال متحقق لیکن ملک نہین وعلی ہذا القیاس وصدہا صورتین ایسی پائی
جاتی ہین کہ وہان پر قبضہ تام موجود اور ملک حلال نہین اگر قبضہ ملک طیب اور
حلال کی علت تامہ ہوتا تو اوسکا معلول یعنی ملک حلال کبھی اوس سی تخلف
نہوتا یا شاید آپکی نزدیک ان سب صورتوں مین قابض کاذب کی ملک طیب

۹۷

ثابت ہوا اگر ایسا کچھ ہی تو واہ واہ ایسی حنفیت کی برابر تو کوئی بھی مذہب دنیا
مین نہ نکلی گا اور دنیا تو خوب حاصل ہوگی لیکن یہ یاد رکہیی کہ عاقبت مین
انجام اسکا دوزخ ہی ہی۔ اور بیع قبل قبض ممنوع ہوئیی کسطرح لازم آتا ہی کہ ملک
قبل القبض بہی متحقق ہنواکری تمنی خود بصفحہ ۱۴۲ اپنی رسالہ مین خود اقرار کیا ہی
کہ رسول خدا مالک عالم ہین جمادات ہون یا حیوانات بنی آدم ہون یا غیر بنی آدم
اب مین دریافت کرتا ہون کہ رسول مقبول علیہ السلام کا کل اشیائی عالم پر قبضہ
تہا یا نہین تہا اگر آپکا قبضہ کل اشیا پر تہا تو ماسوائی حضرت جو مالک کہلاتی
ہین بلا قبض مالک ہوگئی معلول بغیر علت تامہ کی پایا گیا اور اگر حضرت کا قبضہ
نہین تہا تو حضرت نبی علیہ السلام بلا قبض مالک ہوگئی پس ہمارا ارشاد درکاسہ
معلول اپنی علت تامہ سی علیحدہ ہوا ہذا خلف۔ اور یہ جو مؤلف نی کہا کہ مہاجرین
بسبب قبضہ اوٹھہ جانیکی فقرا کہلائی اسمی یہ کب ثابت ہوتا ہی کہ اثاث البیت
اور اسباب مال مملوکہ مہاجرین بمجرد اوٹھہ جانی قبضہ کی ملک حلال طیب کفار

۵۹

کی ہوگیا غایۃ الامر یہی کہ بسبب اوٹھہ جانی قبضہ کی ملک ظاہری اونکی نہ رہا
کہ جسکی سبب فقرا کہلائی گئی ورنہ مولف بتلائی کہ مہاجرین نی کیا قصور کیا تہا
کہ بمجرد اوٹھہ جانی قبضہ کی جملہ مال و اسباب مملوکہ مہاجرین اونکی ملک سی ظاہرا
و باطنا نکل جاوی اور کفار کی ملک طیب و حلال ہو جاوی ان ہذا لشی عجاب
ولا یقول بہ احد من اولی الالباب من ادعی خلاف ذلک فعلیہ الاثبات من الدلیل
المثبت حالانکہ حدیث مین آیا ہی عن ابن عمر قال ذہب فرس لہ فاخذہ العدو
فظہر علیہم المسلمون فرد علیہ فی زمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفی روایۃ ابق
عبد لہ فلحق بالروم فظہر علیہم المسلمون فرد علیہ خالد بن الولید بعد النبی صلعم رواہ
البخاری ملا علی قاری حنفی مرقاۃ مین کہتی ہین کہا ابن ملک نے اس سے معلوم ہوا

کافر اگر مسلمان کی غلام بھاگی ہوئی کو پکڑ لین تو مالک نہین ہوتی واجب ہے
پہیر دینا اوسکا اوسکی مالک کو پہلی قسمت سے اور بعد اوسکی اور یہی قول ہمارا ہے
اور کہا ابن ہمام نی کہ اگر بھاگ جاوی غلام مسلمان یا ذمی کا اور وہ ہو مسلمان
اور داخل ہوا دار الحرب مین اور کفار پکڑ لین اوسکو تو نہین مالک ہوتی وہ
نزدیک ابی حنیفہ کی۔ درصورتیکہ غلام ذمی کی مجرد قبضہ سی کفار دار الحرب مالک
نہوسکی تو مہاجرین نی مولف کا کیا قصور کیا ہی کہ کفار دار الحرب بمجرد قبضہ
مال اور اسباب مہاجرین کی مالک بطور ملک طیب ہوجاوین تملک واقسمت
ضرور ہے۔ اور نسبت قبضہ مورث کی جو مولف نی کہا کہ وارث کیطرف عائد ہوجاتا ہے
یہ بہی خلاف وضع ہی کیونکہ اگر قبضہ مورث کا ہر ایک وارث کیطرف حصہ رسد
وعلی قدر سہام عائد ہوجایا کرتا تو تقسیم ترکہ کی کیا حاجت تہی ہر ایک وارث خود
بخود قابض ومتصرف اپنی اپنی سہام پر ہوجایا کرتا حالانکہ یہ بات خلاف واقع ہی
اکثر اوقات ایسا ہوتا ہی کہ بعض ورثا اپنی حصہ سی زیادہ کی قابض ہوجاتی
ہین اور بعض ورثا اپنی حصہ سی غیر قابض رہتی ہین اور حکام کیطرف رجوع کرنیکی
حاجت پڑتی ہی البتہ اگر آپ یہ کہین کہ ملک مورث کی ورثا کیطرف بقدر سہام
عائد ہوجاتی ہی تو گنجایش ہی اور اس صورت مین ہمان آش درکاسہ کہ ملک ہے
اور قبضہ نہین یعنی بموجب آپکی مسلک کی معلول اپنی علت تامہ سی متخلف ہے
قولہ دوسری بات الی آخرہ **اقول** اگر آپکی غرض ایراد ہر دو آیہ سی یہی ہے کہ ہر
شی اور ہر ایک عورت بعد قبضہ کی ہر ایک قابض کی ملکیت مین آجاتی ہی جیسا کہ
کہ فرقہ اباحیہ کہتا ہی تو آیہ اسپر دلالت نہین کرتی تفسیر بیضاوی ہی مین دیکہی

یہہ ہی لکہا ہی ولا یمنع اختصاص بعضہا ببعض لاسباب عارضۃ فانہ یدل علی ان الکل
للکل لا علی ان کل واحد لکل واحد اور اگر یہ غرض ہی کہ قبضہ کی ساتہہ اسباب ملک

مثل بیع و شرا و ہبہ و ارث و نکاح وغیرہ ہی ضرور موجود ہون تب کوئی شی ملکیت
مین آوی تو یہ بات آپکی مدعا کو مفید نہین بلکہ مضر ہی کیونکہ آپ نی تو فقط
قبضہ ہی کو علت تامہ ملک کی قرار دی ہی مین حیران ہون کہ ان دونون
آیتونکو نفاذ قضا ظاہر او باطنا سی کیا تعلق ہی جو آپ نی مقدمہ مطلوب کے طور پر
لکہی ہین شاید آپکی یہ غرض ہو کہ عوام جہلا جانین کہ حضرت مجیب نے اس مسئلہ کو
دو آیتون سی ثابت کیا اگر آپکی یہی غرض ہتی تو چاہیئی تہا کہ ایک دو رکوع
کسی جگہ سی اور کوئی حدیث لمبی چوڑی صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی خواہ کسی باب
کی ہوتی لکہہ دیتی تا کہ عوام جہلا آپ سی بہت زیادہ خوش ہوتی اور ہمکو تو آپکی
ان حرکات پر نہایت افسوس آتا ہی کہ رسول مقبول علیہ السلام آپکی شکایت کرینگے
یا رب ان قومی اتخذوا ہذا القرآن مہجورا اور انجام ایسی حرکات کا دوزخ سے
من قال فی القرآن برایہ فلیتبوا مقعدہ من النار او کما قال **قولہ** تیسری بات الخ
اقول آپ نی یہ وعدہ کیا تہا کہ قبل از جواب ایک دو بات سنلیجیی دو باتین تو
ہو چکین اور جواب کا ابہی تک پتا نہین یہ تو باتون ہی باتون مین ٹالنا ہی اور
اگر یہ بات بہی آپکی تسلیم کیجا دیکی کہ عقد نکاح عقد بیع ہی ہی تو پہر اس بات کو
نفاذ قضا ظاہر او باطنا سی کیا تعلق یہ بی تکی باتین جو آپ گہڑ رہی ہین عقلا
تو انپر ہنسی آتی ہی البتہ عوام جہلا جو آپکی معتقدین ہین اس تقریر پر تزویر کو بسبب
بے تک ہونیکی شاید معما او پہیلی تصور کرین کیونکہ آپ بہی بعض جگہ ایک بات
فرماتی ہین اور اوسکو معما قرار دیکر پہر اوسکی شرح کرتی ہین لیکن مسئلہ نفاذ
قضا ظاہرا و باطنا بشہادۃ زور ان پہیلیون سی کیونکر ثابت ہو سکتا ہی عقلا
اور علما کی نزدیک تو ایسی باتین عندہ بتر از گناہ ہین — **قولہ** چوتہی بات الی آخرہ
اقول سہ عقدہ ا کشادہ گیرای منتہی بہ عقدہ سخت ہست برکیسہ منتہی ہا ہیچ ہی تکم

بحر طویل لمبوان یا متوالی کی پگڑی بہر حال چار و ناچار خلاصہ سبکا عرض کرتا ہون
کہ یہ ہی (روح اپنی بدن کی مالک کامل لیکن ہیہ اپنی بدن کی ممنوع اور
عورت اپنی بدنکو ہبہ کرسکتی ہے) پہر اگر یہ بات تسلیم بہی کیجا دی تو آپکو کچہہ
مفید نہین ہی کیونکہ صورت متنازعہ فیہا مین ہمری سی ہبہ ہی نہین ہوئی
اندرینصورت یہہ چہ پہتی بات ایسی ہی جیسا کہ کسی نی کہاہی ؎ چہ خوش گفتہ
است سعدی در زلیخا ۞ الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا ۞ اور یہ جو آپ فرماتی
ہین کہ عورت اپنی رحم سی خود کامیاب نہین ہوسکتی یہ ممکن نہین کہ مثل مرد
خود اپنی آپ سی جماع کری انتہی اقول ؎ تا بدکان خانہ در گروی ۞ ہرگز ای
خام آدمی نشوی ۞ آپکو یہ خبر نہین پہنچی کہ کلکتہ مین ایک ایسا آلہ فروخت ہوتا ہی
کہ عورت خود بخود اپنی آپ بذریعہ اوس آلہ کی جماع کرسکتی ہی اغلب آپ اسکو
بموجب اپنی مسلک کی جائز فرماتی ہونگی نعوذ باللہ منہ **قولہ** پانچوین بات الی
قولہ اونکا قصور نہین **اقول** ناظرین بالانصاف اس طوالت لاطائل کا
ملاحظہ فرماوین کہ باوجودیکہ مولف نی پہیانپر کسقدر ہاتہہ پانون پیٹی مین اور پہر آخر
کو نتیجہ کل اپنی لمبی چوڑی تقریر پر تزویر کا تین ورق سیاہ کرکے یہ نکالا کہ (یہ وجہ
ہی کہ قائلان نفاذ قضا ظاہرا و باطنا زن منکوحہ کو مستثنی کرتی ہین چنانچہ در مختار
مین اشارۃ اور شامی مین صراحتًا یہ بات موجود ہی علی ہذا القیاس ہر ایک غیرہ
کتب فقہ مین اس تصریح سی کہ قضای قاضی فقط عقود و فسوخ مین نافذ ہوتی
ہی زن منکوحہ اور احرار کو اس قاعدہ ہی مستثنی کردیا ہی کوئی نہ سمجہی تو کیا کیجئی
اوسکی فہم کا قصور ہی اونکا قصور نہین) جنابمن ہنوز دہلی دور رہ تو ہمارا عین
مدعا ہی جسکو آپنے اس طول و طوالت سے ثابت کیا ہی سچ فرمایا مولانا روم
نی آپ جیسی کی حق مین ؎ مرغ بر بالا پران و سایہ اش ۞ میدود بر خاک پران

سایہ وش بو ابلہی صیاد آن شود ٭ مید ود چندانکہ بی مایہ شود ٭ بیخبر کان عکس آن مرغ ہواست ٭ بیخبر کہ اصل آن سایہ کجاست ٭ تیر اندازد بسوی سایہ او ٭ ترکشش خالی شود در جستجو ٭ حضرت من یہ سب تقریر آپکی مثبت ہی ہماری مدعا کی یعنی زن منکوحہ کی نسبت چنانچہ آخر مین جو نتیجہ آپ نی نکالا اوس سی ظاہر ہے کہ یہ جو جہلا کو فریب دیتی ہو کہ ہدایہ وغیرہ کتب فقہ مین زن منکوحہ اور احرار کو مستثنیٰ کر دیا ہی یہ محض کذب اور دروغ ہی ہدایہ مین کسی جگہ زن منکوحہ اور احرار کو صراحتاً مستثنیٰ نہین کیا اگر سچی ہو تو دکہلا دیجیی اور شامی نی تو بہت سی مسائل درمختار وغیرہ یہ صبح کی شام اور شام کی صبح کر دی ہی اور تسلیم کیا کہ اور کسی نی ہی ایک خاص صورت یعنی زن منکوحہ کو مستثنیٰ کر دیا تو اس سی کیا ہوتا ہی اعتراض تو ہمارا اس قاعدہ کلیہ پر ہی جو ہزاروں صور باطلہ کو مشتمل ہی کما مر اور غصب کرنی زن منکوحہ غیر کا حال بہی سابقاً معلوم ہو چکا فتذکر **قولہ** واجب التسلیم ہی **اقول** ملک سے مراد آپکی اگر ملک طیب ہی تو کوئی مقدمہ مقدمات مصنوعہ وجعلیہ مذکورہ سابقہ سی اسکا مثبت نہین اور اگر مراد ملک سی ملک عام ہی خبیث ہو یا طیب تو آپکو مفید نہین بہرحال یہ بات بہی آپکی ہرگز واجب التسلیم نہین بلکہ واجب الرد ہی **قولہ** شرح اس معما کی یہ ہی الی قولہ متوقع نہین **اقول** اس معمائی بدرجہا بہ پہیلی راجہ بیربل کی شرح یہانتک تو مسلم ٭ کہ ایک دوسری کی جا ایک دوسری کا قائم مقام ہونا ممکن ہوا) لیکن جو فرماتی ہو کہ درصورت قضائی قاضی یہ بات ضرور تر ہی الخ واجب الرد ہی ـ نیابت اور ولایت قاضی کی مسلم لیکن جبکہ قضا خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو بموجب اقرار مندرجہ صفحہ ۱۴ اکی اصل مین بعد خدا مالک عالم مین جمادات

ہون یا حیوانات بنی آدم ہون یا غیر بنی آدم اشیائی مدعا بہا کو درصورت کذب
مدعی وشہادت زور کی حق مین مدعی کی حلال وطیب نہین کرسکتی کما سیاتی تو قضا
قاضی جو فقط درجہ نہایت ہی رکہتی ہی کیونکر تہ تک کی خبر لیگی اور ظاہر سے
باطن تک کیونکر کام کرگی تملک اذا قسمۃ ضیزی اور بطلان تمام مقدمات مختلفہ
سابقہ کا ظاہر ہو چکا وہ ہرگز دلالت نہین کرتی کہ حرام شی اور اتلاف حق غیر
جہوٹی دعوی اور کاذب گواہیون سی اگر کوئی شخص کرنا چاہی تو تائید قضائی
قاضی اور حمایت حاکم سی اس شخص کاذب کو حلال اور طیب ہو جاوی اور یہی
تقریر تزویر آپکی تو ہر شخص زنا کرنیوالا کسبیون وغیرہ سی جو روپیہ دیکر زنا کرتا ہی
کہہ سکتا ہی کہ ادہر مال متنازعہ فیہ محل قابل غرض علت موجب ملک یعنی قبضہ
موجود علت قابلہ ملک یعنی محل قابل موجود اسکی ساتہ اتصال فاعل ومفعول
ہو چکا یعنی قبضہ محل قابل تک متعدی ہو چکا جسکا حاصل یہ ہی کہ مانع تعدی
کوئی نہین اب بہی عروض ملک مدعی مال متنازعہ فیہ پر نہو تو یون کہو علت تامہ
کو لزوم معلول ضرور نہین سو ایسی بات سوای آپکی اور کسی سی متوقع نہین انتہی
عبارت المولف بعینہ وعلی ہذا القیاس ہر شخص غاصب وظالم اور سارق وغیرہ
بعد قبضہ تام کی آپکی دلیل ہن اولہ الی آخرہ بلا تفاوت لفظی پیش کرسکتا ہی
دلیل فقہ حنفیہ تو آپ نی ان تمام فاسق فاجرونکو خوب تعلیم فرمادی کہان
وہ بیچاری ہدایہ پڑہتی اور کہان اونکو یہ دلیل معلوم ہوتی یہ تو طفیل آپکی
ادراک کامل ہی کا ہی اور فی الحقیقت یہ فساق بڑی پکی حنفی کہلاونگی کیونکہ
ہر ایک چیز غیر کی غصب کرکے یہ دلیل ہدایہ وغیرہ کی پیش کرینگے نعوذ باللہ
من ذلک ایسی حنفیت سی اللہ تعالی سب مسلمانونکو محفوظ رکہی جس سے
تمام کبائر حلال وطیب ہوئی جاتے ہین اور اسپر بہی آنکہین نہین کہلتیں

بلنعم ما قیل اذا استبد الانسان برائه عمیت علیه المراشد۔ واضح ہو کہ بعض
علماء حنفیہ نے مسئلہ نفاذ قضائے قاضی کا مطلقا خواہ املاک مرسلہ میں ہو خواہ
عقود و فسوخ میں اور خواہ دعوی صادق ہو یا غیر صادق نفی کردیا ہے لاکن
چونکہ روایت اس مسئلہ کی امام صاحب سے نزدیک حنفیہ کے صحیح ہے بانیوجہ
پردہ تقلید کے سبب صاف صاف رد نہیں کرتے بلکہ بطرز دیگر اصلاح نکالا
کرتے ہیں کہ اس زمانہ میں بسبب شیوع کذب اور رشوت کے قضائے قاضی
مطلقا نافذ نہیں ہوتی چنانچہ احمد بن علی آفندی مجالس الابرار میں لکھتے ہیں
ومما ینبغی ان یعلم ایضا ان قضاء القاضی بشہادۃ الزور فی العقود والفسوخ
انما ینفذ ویفید الحل اذا اخذ القاضی القضاء بغیر رشوۃ واما اذا اخذ القضاء
بالرشوۃ فلا یکون قاضیا ولا ینفذ حکمہ علی ما ذکر فی عامۃ الکتب فعلی ہذا لا یوجد
15 فی ہذا الزمان قاض ینفذ حکمہ اذ قلما یوجد قاض یاخذ القضاء بغیر الرشوۃ فان
القضاۃ فی ہذا الزمان یسعون فی اخذ القضاء بالرشوۃ سعیا بلیغا ویبذلون
فی تحصیلہ مالا کثیرا اسموہ باسماء غیر الرشوۃ مع کون کلہ رشوۃ فکیف یوجد فیہم
قاض ینفذ حکمہ فانہم باخذہم القضاء بالرشوۃ یکونون سببا لابطال کثیر من الاحکام
الشرعیۃ لان کثیرا من امور المسلمین مفوض الی رایہم وموقوف علی حکمہم وہم اذا
اخذوا القضاء بالرشوۃ لا ینفذ حکمہم فی شی من المحکومات الشرعیۃ فیلزم بطلان
کثیر من امور المسلمین لاسیما النکاح الذی یکون مفوضا الیہم فان القاضی الذی
اخذ القضاء بالرشوۃ اذا عقد النکاح الذی فوض الیہ یکون ذلک النکاح باطلا
فیلزم ان یکون الزوج والزوجۃ زانیین مادام تحت ذلک النکاح ولیس ہذا
الا لکثرۃ محبتہم للدنیا وقلۃ مبالاتہم فی الدین فانہم لغلبۃ غفلتہم عن الآخرۃ یاخذون
القضاء بالرشوۃ ولا یبالون بکونہم ملعونین بلعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بل یفتخرون به الی آخر ما قال ترجمه اور یه بهی سمجهنی کی بات هی که قاضی کا حکم
جهوٹی گواهی سی عقود اور فسوخ مین جب نافذ هوتا هی اور حلت کا فائده
دیتا هی که قاضی کو عهده قضا بغیر رشوت ملا هوا اور اگر قضا رشوت دیکر لی هی
تو نه وه قاضی هی اور نه اوسکا حکم نافذ هی چنانچه تمام کتابون مین مذکور هی اس علت
کے موافق اب اس زمانه مین ایسا کوئی قاضی نهین هی جسکا حکم نافذ هو کیونکه
بهت کمتر قاضی هین جنکو قضا بدون رشوت کی ملا هوی بیشک اس زمانه کی
قاضی رشوت دیکر قضا لینی مین نهایت درجه کی سعی کرتی هین اور قضا کی لیے
خوب مال خرچ کرتی هین اوسکا نام سوائی رشوت کی کچه اور رکهه چهوڑا هی باوجودیکه
سب رشوت هی پهر کهان هی ایسا قاضی جسکا حکم نافذ هوئی کیونکه قاضی تو
رشوتون سی قضا لیکر بهتیری احکام شرعی باطل کرتی هین اسلیئی که اکثر امور
مسلمانون کی اونکی رائی پر مفوض اور اونکی حکم پر موقوف هین اور اونهون نے
جب قضا رشوت دیکر لی تو اونکا حکم کسی فیصله شرعی مین نافذ نهین هوتا
تو اب مسلمانون کی بهتیری امور باطل هوتی هین خاصکر نکاح جو اونکی طرف
مفوض هی بیشک جس قاضی نی رشوت دیکر قضا حاصل کی هی جب وه کسیکا
عقد نکاح کریگا جو اوسکی طرف مفوض هی تو وه نکاح باطل هوگا اب یه لازم آتا هی
که دونون خاوند جورو زانی هون جب تک اوس نکاح مین رهین اور یه حال
اسلیئی هی که دنیا کی محبت بهت هی اور دین کی پروا کمتر هی کیونکه یه قاضی
آخرت سی خوب غافل هو کر قضا کو رشوت سی حاصل کرتی هین اور اوسکی کچهه
پروا نهین کرتی اوپر رسول علیه السلام کی لعنت پڑتی هی بلکه اوسپر فخر کرتی هین
تمام هوا ترجمه عبارت مجالس الابرار کا بموجب اس بیان کی کوئی نکاح بهی صحیح نهین
رهتا اور جمله نکاح زنا هوئی جاتی هین بڑی حیرانی کی بات هی که نفاذ قضا هو تو ایسا

کہ پرائی جورو بھی حلال و طیب ہو جاوی اور عدم نفاذ ہو تو ایسا کہ کوئی نکاح اہر
زمانہ کی قاضیونکا کیا ہوا صحیح نہ ہی اور محض سفاح اور زنا ہو جاوے ع گہ چنین
نماید و گہ ضد این ؛ زین تناقض ای اعمی دوری گزین ؛ دست را اندر احد وحم
بزن ؛ و اینچنین تقلید را از خود بکن ف واضح ہو کہ اگر غور اور امعان نظر سی
دیکہا جاوی تو معلوم ہووی کہ قائل ہونا مسئلہ نفاذ قضا ظاہراً و باطناً کا در صورت
کذب ایسا غلط فاحش قول ہی کہ تمام ابواب فقہیہ اور اغراض شارع علیہ السلام کے
اور نیز حکمت الٰہیہ کی خلاف ہی جسکے باعث تحلیل ما حرم اللہ اور ارتکاب اشد
کبائر یعنی اتلاف اور اخذ حقوق غیر لازم آتا ہی جو مقصود شارع کی بالکل مخالف
ہی تفصیل اسکی یہ ہی کہ حکام اور قضات کو پروردگار نی انصاف اور عدل کے
قائم کرنیکو معین اور مقرر فرمایا ہی اور مخلوقات کی معاملات کا انہین پر دار و مدار
رکہا ہی پس اگر حکام اور قضات کو وسیلہ اتلاف اور اخذ حقوق غیر کا کیا جاوے
تو ایسا ہی جیسا کہ عبادت کو وسیلہ گناہ کا اور فی الحقیقت کیسی خست اور دنائت
کی بات ہی کہ مدعی کاذب دغا اور فریب اور مکر سی حقوق غیر کا اخذ کرنا چاہتا ہے
اور اپنی ایمان کو بیچتا ہی اور اللہ تعالیٰ کی عدل کو ظلم کیواسطی ذریعہ کرتا ہی کیونکہ
قدرت حکومت کی قضات اور حکام کو اللہ تعالی نی اسیواسطی دی ہی کہ عدل قائم
کیا جاوی اور ظلم دفع کیا جاوی پس جو شخص قدرت اور حکومت قضات و ائمہ کو
عدل کی مٹنی مین اور ظلم کے قائم کرنیمین صرف کری تو قلب موضوع اور خلاف
مقصود شارع علیہ السلام کا لازم آتا ہی پس اس قسم کی مسئلہ کا قائل ہونا سوائے
اتلاف حقوق خلق اللہ کی تلبیس اور مکر اور رخنہ حکمت الٰہی مین کرنا ہی و ظلم کو
عدل کی صورت مین ظاہر کرنا جیسا کہ کوئی قرآن شریف کو درمیان دیکر دغا کری
پس بسبب ایسی ایسی خباثتون اور خسائس کے قول کرنا اس مسئلہ کا پایہ بعید ہو سکی

حقوق مسلمین کا اخذ کر لینا اور مال غیر کہا جانا اور اوسمین تصرف کرنا اشد کبائر ہی
اور ایسا حیلہ کرنا شیطان کا فریب کہ اللہ تعالی کی حرام کی ہوئی چیز کے حلال
کرنیکو شامل ہی اور ایسا باطل حیلہ ہی کہ جسکا کہین ٹہکانا نہین پس ایسی حیلہ
اور ذریعہ باطل ہی جو اخذ حقوق غیر کیا جاوی تو حقوق غیر کیونکر حلال ہوجاوینگی
اسواسطی کہ حیلہ دو طرحکی ہین ایک تو وہ کہ امور خیر کا ذریعہ پڑین جیسا کہ اگر
ظالم حق ندیتا ہو تو اوس سی حق کا چہوڑنا اور مظلوم کو ظالم سرکش کی ہاتہہ سے
بچانا اور دوسری وہ حیلے ہین جنسی حرام چیزونکا حلال ہونا اور مظلوم کو
ظالم کر دینا اور ظالم کو مظلوم بنا دینا اور حق کو باطل اور باطل کو حق کرنا پایا جاتا
قال الامام احمد لا یجوز شئی من الحیل فی ابطال حق مسلم یعنی جو حیلی کہ مسلمان
کا حق باطل کرتی ہون اونمین سی کچہہ بہی درست نہین لیس جو شخص اسطرحکا
جہوٹا دعوی جہوٹی گواہونسی قاضی کی یہان کرتا ہی وہ دغا بازی کرتا ہی
اللہ تعالی اور حکام اور ائمہ اور عامہ مسلمین سی اور یہ کام منافقین کا ہی فرمایا
اللہ تعالی نی یخادعون اللہ والذین امنوا وما یخدعون الا انفسہم دغا بازی کرتی
ہین اللہ سی اور ایمان والونسی اور کسیکو دغا نہین دیتی مگر آپکو وقال تعالی
ان المنافقین یخادعون اللہ وہو خادعہم منافق جو ہین دغا بازی کرتی ہین
اللہ سی اور وہی اونکو دغا دیگا وقال تعالی وان یریدوا ان یخدعوک اور اگر
وہ چاہین کہ تجہکو دغا دین پس بموجب ان آیات کی یہ خداع اوس جہوٹی مدعیکا
اوسپر ہی لوٹ کر جاویگا یعنی تصرف کرنا اوس چیز مین جو جہوٹی دعوی اور جہوٹی
گواہونسی لیگئی ہی اوسکو دوزخ مین لیجاویگا پس جسطرح کہ قائل لا الہ الا اللہ
محمد رسول اللہ کا جو حقیقت اس جملہ سی مقصود ہی اوسکا ارادہ نکری صرف اسکی
حکم اور ثمر نکا قصد کری تو فریب دینی والا اور منافق ہی اسیطرح جو شخص مدعی دعوی

قاضی اور امام کی کہتا ہی کہ مینی بیچا اور خریدا اور طلاق دی اور نکاح کیا اور خلع کیا
اور اجارہ دیا اور مساقات کی اور قرض لیا یا دیا وغیر ذلک اور ان الفاظ کی
حقیقت شرعیہ کا ارادہ نہین کرتا بلکہ خلاف اور مغائر باتین جنکی واسطی وہ الفاظ
شروع نہین ہوئی اونکا ارادہ کرتا ہی توکیونکر وہ فریب اوسکا ما حرم اللہ کو
حلال کردیویگا منافق اور اوسمین اتنا ہی فرق ہی کہ منافق اصل ایمان مین مکر
دینی والا ہی اور مدعی کاذب معاملات اور اعمال مین قال الشیخ الامام ابی عبد اللہ
محمد بن ابی بکر ہذا ضرب من النفاق فی حدود اللہ وایاتہ کما ان الاول نفاق
فی اصل الایمان یعنی یہ ایک قسم نفاق کی ہی خدا تعالی کی آیتون اور حدونمین
جیسا کہ اول قسم نفاق ہی اصل دین مین۔ دیکھو بیع عینہ کو کہ جو ایک مسئلہ
فقہیہ ہی شارع علیہ السلام نی اوسکو حرام کیا ہی حالانکہ اوسمین فقط اتنا ہی
ہوتا ہی کہ ایک روپیہ کی اپنی شی مملوک چھہ روپیہ کو مثلا بیچتا ہی حضرت انس نی
بیع عینہ کی باب مین فرمایا ہی کہ اللہ تعالی کو فریب نہین دیا جاتا اب دیکھو
کہ صحابہ نی ایسی عقد کو جو ظاہر مین بیع اور مقصود اوس سے سود ہو خدا تعالی
کو فریب دینا ٹھیرایا یہ دعوی کذب مدعی کا معہ شہادت زور کی اللہ تعالی
علام الغیوب کو کسطرح فریب دی سکیگا یعنی جو شی اس ذریعہ سی حاصل کیگئی
ہی وہ اللہ تعالی کی نزدیک کیونکر حلال ہو جاویگی۔ اور جو شخص ایسی قول
بولی جنکی لیئی شارع نی حقایق اور مقاصد مقرر فرمائی ہین مثلا وہ کلمہ جس سی
فرج حلال ہوتی ہی کہی یا عہد و میثاق زبان سی کری اور اوسکی مراد اون
الفاظ سی وہ حقایق اور مقاصد نہون جنکی لیئی وہ موضوع ہین اور بنائی گئی
ہین بلکہ اوسکی نیت مثلا رجعت سی یہ ہو کہ عورت کو ستادی یا نکاح اسلیئی
کری کہ طلاق دینی والی پر اوسکو حلال کردی اسلیئی نکری کہ اوسکو بی بی بنائی

یا بیع جائز طور کی کری اور اوسکا مقصود اوس سی سود ہو تو اسطرح کا شخص اون
لوگون مین سی ہی کہ اللہ تعالی کی آیتون سی ٹھٹھا کرتی ہین پس یہہ مدعی کاذب
معہ اپنی شاہدون زور کی قاضی اور امام سی ٹھٹھا کرنیوالا ہو یہ ٹھٹھا اوسکا
حق غیر اور ما حرم اللہ کو کیونکر حلال کردیویگا ابن ماجہ مین ہی عن ابی موسی
الاشعری قال قال رسول اللہ صلعم ما بال اقوام یلعبون بحدود اللہ یستہزؤن
بایاتہ طلقتک راجعتک طلقتک راجعتک یعنی فرمایا رسول اللہ صلعم نی کیا حال ہی
ان لوگونکا جو اللہ تعالی کی حدون سی کہیلتی ہین اور اوسکی آیتون سی ٹھٹھا کرتی ہین
کہ کبھی طلاق دی کبھی رجعت کی کبھی طلاق دی کبھی رجعت کی دیکھو اس حدیث
مین جو شخص کہ ان حدود کو زبان سی کہی اور اون حقایق اور مقاصد کا جنکے
لیئی یہ مشروع ہوئی ہین ارادہ نکری اسکو خدا تعالی کی آیتون سی ٹھٹھا کرنیوالا
اور کہیلنی والا فرمایا تو یہ مدعی معہ اپنی شاہدون زور کی مستہزئین مین کیونکر
شمار نہو گا۔ اور دیکھو اللہ تعالی نی اصحاب باغ ضروان کا حال اپنی کلام پاک مین
مذکور فرمایا ہی اونکو جو عذاب ہوا اوسکی وجہ یہی تہی کہ اونہونی مسکینونکی حق
دور کرنیکا حیلہ کیا تہا جسکی سزا اونپر یہ ہوئی کہ فطاف علیہا طائف من ربک
وہم نائمون فاصبحت کالصریم یعنی پہر گیا اوپر اوسکی ایک پہرنیوالا یعنی خدا کی
الہی پروردگار تیری کی طرف سی اور وہ سوتی تہی پہر فجر کو وہ ہوگیا جیسی ٹوٹ چکا
جبکہ اصحاب ضروان کا اتنا حیلہ بہی نہ حقوق مساکین مین مردود ہوا تو مدعی کاذب کا
جہوٹ اور اوسکی شاہدون زور کی کیونکر مردود نہوگا اور ما حرم اللہ کو کیونکر حلال
کردیویگا۔ اور دیکھو اللہ تعالی نی اصحاب سبت کا احوال بندر ہوجانیکا بیان
فرمایا ہی کہ جب اونہون نی اللہ کی حرام کی ہوئی چیز کو یعنی ہفتہ کی دن شکار
کو حیلہ کی راہ سی مباح کرلیا اسطرح کہ جمعہ کی روز جال لگا آتی اور جب دمین شکار

پڑجاتا تو اوتار کو اوسکو پکڑ لیتی اور اس معاملہ کو اونہون نے حضرت موسیٰ کی جہلا
اور توریت پر ایمان نہ لانیکی جہت سے حلال نہین جانا تہا بلکہ یہ حلال جاننا صرف
تاویل اور حیلہ کا تہا اسیو اسطی وہ لوگ بندر ہوگئی کیونکہ بندر کی صورتمین انسان
کی شکل کی مشابہت ہی اور اوسکی بعض صفتین بہی انسان کی مشابہ ہین مگر
حقیقت بندر کی انسان کی مخالف ہی اور ایسا ہی اونکا فعل تہا کہ ظاہر مین
تو شکار سی بچنا تہا اور باطن مین حد سی تجاوز کرنا غرضکہ جب اون لوگون
حد سی بڑہنی والون نی اللہ تعالیٰ کی دین کو مسخ کر دیا اسطرح کہ ایسی چیز کو
پکڑا کہ بعض ظاہر کی باتومین دین کی مشابہ ہو نہ حقیقت مین تو اللہ تعالیٰ
نی بہی اونکو ٹہیک ویسا ہی بدلا دیا کہ بندر کر دیا جو ظاہر کی بعض باتومین
انسانونکی مشابہ ہین نہ حقیقت مین اور توضیح اسکی یہ ہی کہ بنی اسرائیل نے
خدا تعالیٰ کی نافرمانی سود وغیرہ کی کہانیسی کی جسکا اللہ تعالیٰ نی اپنی کتاب
مین بیان فرمایا ہی اور یہ جرم روز معین مین شکار کرنیکی نسبت بہت بڑا ہے
اسلیئی کہ ہماری شریعت مین سود حرام ہی اور شنبہ کی دنمین شکار کرنا حلال
پہر بہی بنی اسرائیل کو سود کہانی اور ظلم کرنی پہ صورت بدلنی کی سزا نہ ملی
جیسی حیلہ سی حرام کو حلال جاننی پہ سزا دیگئی اسلیئی کہ صورت دوم مین انکا حال
منافقون کا سا ہوگیا کہ برا کام کیا اور اوسکو برا نہ سمجہی تو دو خرابیان جمع کین
ایک برا کرنا دوم اعتقاد کا بگاڑ اسی جہت سے جرم مین بڑی ٹہری کیونکہ جو شخص
نافرمانیکی ساتہہ اوسکی حرام ہونیکا اقرار کرتا ہی وہ خدا تعالیٰ اور اوسکی نبیون
پہ ایمان رکہتا ہی اور عقوبت سی ترسان اور مغفرت کا متوقع ہی ممکن ہی کہ
توبہ کرلی اور توبہ اوسکو خیر و رحمت پہ پہنچا دیوی لیکن یہ مدعی کا ذب لطائف حیل
حقوق مسلمین ہے جبکہ اون حقوق کی حلت کا اپنی حق مین معتقد ہوگا تو یہ

توبہ کیسی اب وسکی لیی نحوست گناہ سی نکلنی کی توقع نہین کیجاتی تو دیکھو کہ
اصحاب سبت نی اپنی حیلہ سی تحصیل اوس مال کی جو کسیکے ملکیت مین بہی نہتا
کرنی چاہی ہتی جسپر اونکو یہ سزا ہوئی تو مدعی کاذب معہ اپنی شاہدون زور کی
کہ قضائی قاضی کو جو موضوع ہوئی ہی عدل اور انصاف کیواسطی ظلم اور عدوان
کی واسطی مشروع اور موضوع کئی لیتا ہی اور جہوٹ اور فریب کا جال لگاکر اخذ حقوق
غیر کرتا ہی تو یہہ تحصیل مال مسلمین اور اوسمین تصرف کرنا اوسکو کیونکر حلال ہوگا
- اور دیکھو حدیث صحیح متفق علیہ مین آیا ہی انما الاعمال بالنیات وانما لکل
امرء ما نوی الحدیث یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ ثواب اعمال نیتون سے ہی
اور ہر ایک مرد کو وہ ہی جو اوسنی نیت کی آخر حدیث تک درحالیکہ اللہ تعالی بہی
مدعی کاذب کی نیت اور کذب کو جانتا ہی اور خود مدعی بہی اپنی دروغ اور فریب
کو پہچانتا ہی اور گواہ جہوٹی بہی اپنی کذب سی واقف ہین تو ایسی جہوٹ سی جو
اخذ حقوق غیر کیا گیا ہی خواہ عقود و فسخ مین ہو یا املاک مرسلہ مین کیونکر حلال
ہو جاویگا ان ہذا لشی عجاب اور جب طریق تحصیل حرام ہوا تو تصرف بہی حرام
ہی رہیگا کیونکہ اخذ اور تحصیل شی سی مقصود اور مراد تصرف ہی ہوا کرتا ہی
نہ نفس اخذ - اور دیکھو حدیث مین آیا ہی روی عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال البیعان بالخیار حتی یتفرقا الا ان یکون صفقة خیار
ولا یحل لہ ان یفارقہ خشیة ان یستقیلہ رواہ اہل السنن وحسنہ الترمذی یعنی
آنحضرت صلعم نی فرمایا کہ دو خریدو فروخت کرنیوالونکو اختیار ہی جب تک کہ ایک
دوسری سی جدا ہون مگر یہ کہ معاملہ خیار کا ہو اور اونمین سی کسیکو حلال نہین
کہ اس خوف سی علیحدہ ہو جاوی کہ کہین دوسرا اپنی چیز نہ پہیر لے روایت کیا اس
حدیث کو سنن والون نی اور ترمذی نی اوسکو حسن کہا ہی اس حدیث مین آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نی اس امر کو حرام فرمایا کہ جدا ہونیوالا دوسری کی بیع توڑنیکو
روکی اسلیئی کہ اوسنی جدا ہونیسی وہ قصد کیا جو عرف مین جدائی سی نہین ہوا
کرتا کیونکہ اوسنی جدائی سی اپنی بہائی کا اختیار باطل کرنا چاہا حالانکہ جدائی
اسلیئی مقرر کی گئی ہی کہ اونمین سی ہر ایک اپنی اپنی کام کو چلا جاوی تو اوسنی
خلاف مقصود شارع علیہ السلام کی کیا جسکو حضرتنی حرام فرمایا تو مدعی کا ذ
کو کہ جسکی نیت اور ارادہ مین اخذ حقوق غیر ہی تصرف کرنا حقوق غیر مین کیونکر
حرام نہوگا - اور دیکہو عن ابن عباس قال بلغ عمر ان فلانا باع خمرا فقال قاتل اللہ
فلانا الم یعلم ان رسول اللہ صلعم قال قاتل اللہ الیہود حرمت علیہم الشحوم فجملوہا فباعوہا
حضرت ابن عباس سی مروی ہی کہ حضرت عمرؓ کو خبر پہنچی کہ فلان شخص نے
شراب بیچی ہی آپ نی فرمایا کہ اللہ تعالی قتل کری فلان کو کیا اوسی معلوم نہین
کہ رسول اللہ صلعم نی فرمایا کہ قتل کری اللہ یہود کو کہ حرام کی گئی اونپر چربی لیس
اونہون نی اوسکو پگلایا پہر بیچا خطابی نی کہا ہی کہ اس حدیث مین لفظ جملوہا
کی معنی یہ ہین کہ اوسکو پگلایا تاکہ پگلکر چکنائی ہوجاوی اور اوسپر سی نام چربی کا
جاتا رہی اور جمیل پگلی ہوئی چربی کو کہتی ہین اس حدیث سی معلوم ہوا کہ کسی
شئی کا حکم اوسکی صورت اور نام بدلنی سی بدلا نہین کرتا اور چربی والونکی حیلہ
کی مثال ایسی ہی جیسا کہ کسی سی کہا جاوی کہ مال یتیم کی گرد نہ پہٹکنا پس وہ
مال کو بیچکر اوسکی دام وصول کرکے کہالیوی اور کہی کہ مینے خود بال یتیم کو نہین
کہایا بلکہ ایک چیز اپنی ذمہ مول لی اور اوسکا مالک ہوگیا تو مینے صرف اپنا
مال کہایا ہی ایسا ہی یہ مدعی کا ذب مال غیر کو اپنا مال کری لیتا ہی اور نام
ظلم کا عدل رکہتا ہی اور غور کرنیکا مقام ہی کہ اگر کوئی شخص کسی عورت سی
محبت رکہی اور اسوجہ سی کہ وہ عورت اوسپر حرام ہو بیلبی شہادت زور اور قضا کی

قاضی کو حیلہ اور ذریعہ کر کی کہی کہ میرا نکاح اوس عورت سی ہو گیا ہی حالانکہ حقیقت
مین کچہ بہی نہین ہوا تو وہ عورت اوسکو کیونکر حلال ہو جاویگی کہ ان دونونکا
دل جانتا ہی کہ وہ اوسکی عورت نہین اور وہ اوسکا خاوند نہین یا ایسی حیلہ
اور وسیلہ باطل سی مال کسی محتاج کا کہا جاوی تو وہ کیونکر اوسکو حلال ہو جاویگا
اللہ تعالی نی حرام چیزونکو اسلیئی حرام فرمایا ہی کہ دل پرہیز کرین اور ایمان
کی تندرستی اور قوت بنی رہی جیسا کہ طبیب حاذق مریض کو مضر چیزونسی منع
کر دیا کرتا ہی تو اگر اس مضر چیز کی کہانیکی واسطی مریض اوسکی صورت یا نام
بدلنی سی طبیب سے کہانیکا حیلہ کری اور وہ طبیب بسبب بدلنی نام اور صورت کے
اوسکو اجازت دیدیوی تو اس سی کیا ہوتا ہی حقیقت اور طبیعت اوس شی کی
تو بدستور ہی اور بیشک وہ مرض کو بڑہاویگی اور ہلاک کا اندیشہ ہی علی ہذا القیاس
یہ دعوی کذب اور شہادت زور کہ جسکو لباس صدق ظاہر مین پہنایا گیا اور صورت
اوسکی بدلی گئی اور قاضی کی یہان مقبول ہو گئی عند اللہ کیونکر مقبول ہو گی
اور ماحرم اللہ کو کیونکر حلال کر سکتی ہی اور اسیوجہ سی نبی علیہ السلام نی ارشاد
فرمایا کہ فانما اقطع لہ قطعۃ من النار جسکی شرح آگی آتی ہی - اہل انصاف اگر ابواب
شریعت کو غور کرکے دیکہین گی تو معلوم ہوگا کہ ایسی کاذب اور فریبونکی مقصود
کو شریعت باطل کر دیتی ہی اور اونکی مقصود کی خلاف اونسی پیش آتی ہی
چند مثالین اوسکی لکہی جاتی ہین مثلا جو شخص میراث کی حیلہ سی مورث کو
قتل کر دی تو شارع علیہ السلام نی قاتل کو میراث بالکل نہین دلائی اور محروم
عن المیراث کر دیا اسلیئی کہ باطل طور پر اوسکی لئی حیلہ کیا - یا جو شخص کسی کی واسطی
مال کی وصیت کری اور وہ وصیت کرنیوالی کو مار ڈالی تو اوسکی حق مین وصیت
باطل ہو جاتی ہی - اور اگر آقا اپنی غلام کو مدبر کری اور وہ جلد آزاد ہو جانیکی واسطی

آجا کو مار ڈالی اوسکی حق مین مٹہر ہونا باطل ہوگا - اور اگر کوئی بیمار اپنی بی بی کو
میراث ملنی کی حیلہ سی طلاق دیدی اس صورت مین عورت جب تک عدت مین
رہیگی مرد کی وارث ہوگی - یا کوئی مریض اپنی وارث سی مال کا اقرار کرلے تو
یہ امر باطل ہوگا کیونکہ وہ اقرار کو وصیت کا بہانہ کرتا ہی - اور دیکہو کہ اللہ تعالے
نی اون لوگونکو جنہون نی حرام شکار پر حیلہ کیا تہا مسخ اور صورت بدلنی کی سزا
دی اور جس شخص نی لوگون کی مال پر سود سی حیلہ کیا اوسکی سزا مال کی کہو دینی
سی کی چنانچہ فرمایا یمحق اللہ الربو ویربی الصدقات یعنی مٹاتا ہی اللہ سود اور
بڑہاتا ہی خیرات اور جہوٹ بولنی والیکی سزا یہ ہوئی کہ اوسکی کلام لغو ہوا اور
اوسی پر والپس کیجاتی ہی - اور غنیمت مین سی خیانت کرنیوالیکی سزا یہ ہے
کہ اپنی حصہ سی محروم رہی اور اسکا مال جلا دیا جاوی اور جو شخص حرم مین
شکار کری اوسکی سزا یہ ہوئی کہ اوسکی شکار کا کہانا حرام ہی اور ویسی ہی جانور
کا تاوان اوس سی لیا جاتا ہی - اور جو شخص اوسکی بندگی اور طاعت سے تکبر کری
اوسکی سزا یہ مقرر کی کہ اوسکو اپنی بندگی اور طاعت والونکا غلام بنایا اور جو
شخص راستہ کو پر خوف کرکے رہزنی کرتا ہی اوسکی سزا یہ ٹہرائی کہ اوسکی ہاتہ
پانو کاٹی جاوین اور جلا وطن کرکے اوسپر سب راستی بند کردئی جاوین کہ جہانے
نکلی وہان خوف زدہ نکلی - اور جس شخص کا روح اور بدن زنا اور حرام سی لذت
پاوی اوسکی سزا یہ مقرر کی کہ اوسکی بدن اور جان کو کوڑی سی درد پہنچایا جاوی
تاکہ تکلیف وہان پہنچی جہان لذت پہنچی - اور اوس شخص کی سزا جو دوسری کی
گہر مین جہانکی یہ مقرر ہوئی کہ اوسکی آنکہین پہوڑ دیجاوین غرضکہ ہر خیانت
کرنیوالی کو سزا وہ دی کہ اوسکی مکر کو باطل اور نکما کردیا اب دیکہو حضرت آدم
علیہ السلام کو کہ جب درخت مین سی کہانیکی باعث نافرمانی کی تو اونکو جنت سے

کا ریتی کی سزا دی ایسی کہ اونکو اوسکی کہنا نسی جنت مین ہمیشہ رہنی کی طمع
تہی سو اور ناپ اور تول کی کمی پر یہ سزا مقرر فرمائی کہ امام اور قاضی کلکر مولانکو
جنہ رکم کیا ہو اوسکا دونا بر فرتی لیلیوین - اور جو شخص کہ زکوۃ نہ دی اوسکی سزا
یہ ٹہرائی کہ منہ زور کہ پاسے الیرنا ہید ہی منع زکوۃ ۔ اور جو کوئی اوسکی کتاب
اور اوسکی رسول کی سنت سے منہ پہیری اور ہدایت کو اونکی سوا مین تلاش کری
تو اوسکی سزا یہ کی کہ دروازہ ہدایت کی اوسپر بند کردی ترمذی وغیرہ مین ہے

عن علی من ابتغی الہدی فی غیرہ اضلہ اللہ ۔ جو تری درنی تا اشنا ہنوا مثل سگ
اوسکو دربدر کیا ۔ جب ان سزا دہیر غور کیا جاوی تو بالضرور ہر شخص منصف سمجہ
لیویگا کہ جو شخص تحلیل ما حرم اللہ اور اخذ حقوق غیر بوسیلہ دعوی کذب اور شہادت
زور کی کیا چاہتا ہی اور قضائی قاضی و امام کو جو شخص واسطی عدل و انصاف کی
موضوع ہوئی ہی واسطی ظلم اور اعتساف کی کئی لیتا ہی تو اللہ تعالی لطیف و خبیر
حکیم و بصیر اس مدعی کاذب پر اموال غیر کو ہرگز ہرگز حلال نفرماویگا بلکہ اشد حرام
اور سخت ترگناہ کبیرہ رکہیگا حررت ہذہ المضامین ملتقطا عن تنبیہ الشیطان من شاء
التفصیل فلیراجع الیہ ۔ اور جبکہ بطور معقول و ہم بطرز منقول بیان ما سبق سی
اہل انصاف کو ثابت ہوا کہ مدعی کاذب کو بشہادت زور اخذ حقوق غیر حرام ہی
اور ممنوع اور نیز اوسمین کرنا تصرف کا ہرگز درست اور روا نہین ہوسکتا تو اب
ہم کہتی ہین کہ مدعی کاذب کو قاضی کی یہان مقدمہ کاذب کا لیجانا اور قاضی
کی قضا اور حکم کا حاصل کرنا بہ نسبت اس مدعی کی حرام ہی اور ممنوع کیونکہ مدعی
کاذب قضائی قاضی کو ذریعہ اور وسیلہ اخذ حقوق غیر اور تحلیل ما حرم اللہ کا گردانتا
اور شارع علیہ السلام نی اپنی جملہ شرایع مین ایسی ذرائع اور وسائل اور حیل کو
حرام اور منہی عنہ فرما دیا ہی اور سد ذرائع کر دیا ہی کما سیاتی مفصلا پس اس

مدعی کی حق مین یہ قضا ممنوع اور منہی عنہ اور مسدود رہیگی اگرچہ قاضی اور امام
کی نسبت وہی قضا واجب ہے کیونکہ اوسکو علم غیب ہی نہین اور ظاہر مین
شاہدون سے ثبوت کامل حسب شرائط قضا پہنچ چکا تو اوسپر ظاہر مین حکم کردینا
بموجب ثبوت کی واجب ہوگیا کیونکہ قضا اوسکی اسیواسطی موضوع اور مشروع
ہوئی ہی کہ بعد ثبوت کامل حکم کی اور قضا کردیوی اور یہی معنی ہین اصحاب کے
کہ قضا قاضی کی ایسی صورت کذب مین بظاہر نافذ ہوتی ہی نہ باطن مین یعنے
فیما بین اللہ تعالی اور مدعی کی - اب دیکھو کہ شارع علیہ السلام نے ذریعونکو
حرام کی تمامہا حرام فرمایا ہی خواہ اونسی حرام کا قصد کیا جاوی یا نکیا جاوے
تو ما نحن فیہ مین کہ مدعی کاذب قضائی قاضی کو ذریعہ اور وسیلہ اخذ حقوق غیر کا
کرتا ہی تو اوسکی حق مین قضا قاضی کی مسدود اور منہی عنہ رہیگی اگرچہ قاضی کو
اوس قضا کا نافذ کرنا جائز ہی چند مثالین ذکر کیجاتی ہین جن سے سد ذرائع کا
اہتمام شارع کیطرف سے واضح ولائح ہوجاوے دیکھو اللہ تعالی نے مشرکین کی معبودونکو
گالی دینی سے منع فرمایا کیونکہ اونکو گالی دینا اسبات کا ذریعہ ہی کہ مشرکین بسبب
دشمنی اور کفر کی خدا تعالی کو گالی دینگی - اور حدیث مین آیا ہی ان من اکبر الکبائر

شتم الرجل والدیہ قالوا وہل یشتم الرجل والدیہ قال نعم یسب ابا الرجل فیسب
اباہ ویسب امہ فیسب امہ یعنی تحقیق سب سے بڑا کبیرہ یہ ہی کہ آدمی اپنی ماباپ کو
گالی دیوی لوگون نے عرض کیا کہ کیا کوئی اپنی ماباپ کو بھی گالی دیتا ہی آپنے
فرمایا کہ ہان دوسری شخص کی باپ کو گالی دیتا ہی وہ اوسکی باپ کو برا کہتا ہی
اور دوسری کی مانکو برا کہتا ہی تو وہ اوسکی ماکو برا کہتا ہی - چونکہ ماباپ کی گالی
کا ذریعہ یہ شخص خود ہوا تو نبی علیہ السلام نے اوسکی ذریعہ ہونیکو اکبر الکبائر فرمایا
- اور شراب کا ایک قطرہ حرام فرمایا گو اوس سے شراب کی سی خرابی نہین ہوتی

مگر اجتناب کرتھوڑی کا پینا ذریعہ بہت کی پینی کا ہوتا ہی تو ایک قطرہ کو بھی حرام فرمادیا
اسیطرح اوسکو سرکہ بنانیکی لیئی روک رکہنا حرام فرمایا اور اوسکو نجس ٹھیرایا اور
دو خلیطون سی منع فرمایا اور عصیر اور نبیذ کی پینی سی تین دنکی بعد اور برتنو میں
نبیذ بنانی سی نہی کی اور اجنبی عورت سی خلوت اور اوسکی ساتھہ سفر کرنا اور
بدون حاجت کی اوسکی طرف کو دیکہنی کو حرام کیا اور عورتونکو مسجد کیطرف
جانیکی وقت خوشبو لگانی سی منع فرمایا اور نماز مین اونکو سبحان اللہ کہنی سی
منع فرمایا اور تصفیق یعنی تالی بجانا مقرر کیا اور عدت والی عورت کو زینت اور
خوشبو اور زیور سی منع فرمایا اور حالت عدۃ مین مرد کو کہلا کہلی پیغام نکاح کا
دینی سی منع فرمایا کہ نکاح بعد عدت گذرنیکی ہی ہو جاوی اور قبرونپر مسجدین بنانی
سی منع فرمایا اور قبرونکی اونچا کرنی اور کنگرہ دار بنانیسی منع کیا اور اونکی برابر
کرنیکا حکم کیا اور اوپر عمارت بنانی اور گچ کرنیسی اور اونکی طرف کو اور اونکی
پاس نماز پڑہنی سی اور چراغ جلانی سی منع فرمایا اسلیئی کہ اونکی بت ٹھہرانیکا ذریعہ
اور وسیلہ بند ہو جاوی اور آفتاب نکلنی اور ڈوبنی کیوقت نماز پڑہنی سی نہی فرمائی
اسلیئی کہ ان دونون وقت مین کافر آفتاب کو سجدہ کرتی ہین - اور بیع صرف میں
باہم قبضہ کرنیسی پہلی جدا ہونیکو منع فرمایا اور سلف اور بیع کو ایک ساتھہ جمع کرنا
حرام ٹھیرایا اور اوس قرض سی منع فرمایا جس سی نفع حاصل ہو اور قرض دینی
والیکو قرض لینی والیکا ہدیہ قبول کرنیسی منع فرمایا سنن ابن ماجہ مین ہی

قال سئلت انس بن مالک الرجل منا یقرض اخاہ المال فیہدی الیہ فقال قال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اقرض احدکم قرضا فاہدی الیہ او حملہ علی الدابۃ فلا
یرکبہا ولا یقبلہ الا ان یکون جری بینہ وبینہ قبل ذلک یعنی یحیی بن ابی اسحاق
کہتی ہین کہ مین نی انس بن مالک سی پوچہا کہ ایک آدمی ہم مین سی اپنی بہائی

مسلمان کو مال قرض دیتا ہی پہر وہ قرضدار اوسکی پاس ہدیہ بہیجتا ہی آپنے فرمایا
کہ رسول اللہ صلعم نی ارشاد فرمایا ہی کہ جب تم مین سی کوئی قرض دیوی پہر
قرضدار اوسکی پاس ہدیہ بہیجی یا سواری پر چڑہا دی تو اوسپر سوار نہو اور نہ ہدیہ
قبول کری مگر اوس صورت مین کہ پیشتر سی اون دونو مین یہ معاملہ جاری ہو
اور عورتونکو منع فرمایا اس سی کہ پانو مارین اور مردون اور عورتونکو نیچی نگاہ
رکہنی کا حکم فرمایا کیونکہ دیکہنا ذریعہ ہی میل اور محبت کا اور وہ ذریعہ ہی ممنوع ہی
پڑنیکا اور رمضان شریف کا استقبال ایک یا دو روز پیشتر رکہنی سی منع فرمایا اور
نکاح مین جمع کرنا بی بی کا اور اوسکی پہوپی کا یا خالہ کا منع فرمایا اور لونڈی سی
نکاح کرنیکو منع فرمایا اور منع فرمایا کہ کوئی عورت اپنی نفس کو سوائے آنحضرت صلعم کی
ہبہ کری اور منع فرمایا کہ جس آدمی کی حق کا کوئی منکر ہو یا خیانت سی لیلیوی
تو وہ اوس سی اپنی حق کی مثل خیانت کی طور پر لی گو اول شخص صرف اپنا ہی
حق لی یا اوس سی کمتر لی بالجملہ جو ذرائع اور وسائل کہ بظاہر درست اور حلال ہی
معلوم ہوتی ہین اونکو بہی شارع علیہ السلام نی ممنوع فرمادیا ہی اور بند کردیا ہی تو
یہ قضائی قاضی جسکو مدعی کاذب واسطی اخذ حقوق غیر کے ذریعہ اور وسیلہ گردانتا
اللہ تعالی اور اوس مدعی کی درمیان مین یعنی باطن مین کیونکر نافذ ہوگی **قولہ**
ہان یہ مسلم کہ طریق حصول ملک گناہ کبیرہ ہی الخ **اقول** العجب کل العجب کہ ایک شی
وجہ حرام اور گناہ کبیرہ سی حاصل کیجاوی اور پہر بہی وہ حلال وطیب ہی ایسی
بات کا قائل ہونا بجز آپکی کسی اہل اسلام سی ہمکو متوقع نہین اغلب آپکی نزدیک
کسبیون وغیرہ کی خرچی اور دیگر جو روپیہ اور اموال وجوہ حرام سی حاصل کیا جاوی
وہ سب حلال وطیب ہوگا شاباش حنفیت ہو تو ایسی ہو ع این کار از تو آید و
مردان چنین کنند اور اس سی بڑہ کر ارشاد ہوتا ہی کہ (دربارہ عدم نفاذ قضا

یہ حدیث کہ ہر ہی نص ہو گئی) ولنعم ما قیل سے اگر صد باب از حکمت پیش نادان بخوانند آیدش بازیچہ در گوش * حضرت من کتاب اللہ اور سنت صحیحہ متفق علیہ قطعی الدلالہ یعنی مذکورہ سابقہ اس مسئلہ کی نفی بکمال بلند بالتفصیل کر رہی ہین لیکن القا سمع اور شہود قلب در کار ہی سنئے اور دیکھیے قال اللہ تبارک وتعالی

ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل وتدلوا بہا الی الحکام لتاکلوا فریقا من اموال الناس بالاثم وانتم تعلمون یعنی نہ کہاؤ مال ایکدوسری کی آپسمین ناحق اور نہ پہنچاؤ انہین حاکمون تک کہ کہا جاؤ کاٹکر لوگون کی مال مین سے مار ہی گناہ کی اور تمکو معلوم ہی اگر اور کوئی تفسیر نہین دیکھی تو انوار التنزیل بیضاوی ہی کہ دیکھئے لکھا ہی قولہ تعالی ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل ای ولا یاکل بعضکم مال البعض بالوجہ الذی لم یبحہ اللہ و بین نصب علی الظرف او الحال من الاموال وتدلوا بہا الی الحکام عطف علی النہی او نصب باضمار ان والادلاء الالقاء ولا تلقوا حکومتہا الی الحکام لتاکلوا بالتحاکم ای بالرفع الی الحکام فریقا طائفۃ من اموال الناس بالاثم بما یوجب اثما کشہادۃ الزور والیمین الکاذبۃ او متلبسین بالاثم وانتم تعلمون انکم مبطلون فان ارتکاب المعصیۃ مع العلم بہا اقبح روی ان عبدان الحضرمی ادعی علی امرأ القیس الکندی قطعۃ ارض ولم یکن لہ بینۃ فحکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بان یحلف امرأ القیس فہم بہ فقرأ رسول اللہ صلعم ان الذین یشترون بعہد اللہ وایمانہم ثمنا قلیلا فارتدع عن الیمین وسلم الارض الی عبدان فنزلت وہی دلیل علی ان حکم القاضی لا ینفذ باطنا حاصل ترجمہ تفسیر یہ ہی نہ کہاوین بعض تمہاری مال بعض کی اوس وجہ سے کہ نہین مباح کیا اللہ تعالی نے جیسے چوری اور خیانت اور غصب اور عقود فاسدہ اور کلمہ بین منصوب ہی کیونکہ ظرف واقع ہوا ہی تاکلوا کا یا حال ہی اموال سے اور تدلوا بہا الی الحکام معطوف ہی اوپر نہی کی یعنی تاکلوا پر

معطوف ہے لفظ لا کے تحت مین داخل ہی جسکا حاصل ہوا لاتدلوا بہا یا منصوب ہے
بسبب مضمر ہونی انکی یعنی اس قبیل سی لاتشرب اللبن وتاکل السمک اور
ادلا کی معنی ہین پہنچانا اور لیجانا اور ضمیر بہا مین راجع ہی طرف اموال کی اوپر
طریقہ حذف مضاف کی کہ وہ حکومت ہی یعنی حکومت اموال کی مت لیجاؤ
طرف حکام کی تاکہ کہا جاؤ بسبب اس مرافعہ کی طرف حکام کی ایک ٹکڑا
مالون آدمیو نکی بسبب گناہ کی یعنی بسبب و سچیز کے کہ موجب ہے گناہ کو جیسا
کہ گواہی جہوٹی اور قسم جہوٹی اس صورت مین یا کلمہ بالاثم مین سببیت کی
ہوئی یا دران حالیکہ متلبس ہو ساتھہ گناہ کی اس صورت مین باہی مذکورہ
مصاحبۃ کی ہوئی۔ اور تم جانتی ہو کہ باطل اور جہوٹ پر ہو۔ اسوسطی کہ مرتکب
ہونا گناہ کا باوجود علم اوسکی کی نہایت ہی قبیح ہی روایت کیا گیا ہی کہ تحقیق
عبدان حضرمی نی امرا القیس کندی پر ایک قطعہ زمین کا دعوی کیا اور عبدان
حضرمی کا کوئی گواہ اور بینہ نہ تہا پس حکم فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی
امرالقیس کو حلف کرنیکا تو امراء القیس نی قصد حلف کا کیا پس نبی علیہ السلام
نی یہ آیت پڑہی تحقیق وہ لوگ کہ خریدتی ہین ساتھہ عہد اللہ تعالی اور قسمون
اپنی کی مول تہوڑا پس باز رہا امراء القیس قسم کہانیسی اور تسلیم کیا قطعہ زمین کا
عبدان مذکور کو پس تب یہ آیت نازل ہوئی اور یہ آیت یعنی قولہ تعالی لتاکلوا
فریقا دلیل ہی اسبات پر کہ حکم قاضی کا باطن مین نافذ نہین ہوتا انتہی ترجمہ
التفسیر اب دیکہو کہ جو معنی اصطلاحی نص کی کتب اصول سی سابق مین ہم لکہ آئی
ہین اس آیت مین تمامہا و بعینہ موجود ہین جبرا مرکی کوتاہی ہو مولف
صاحب بیان فرماتین۔ اور حدیث صحیح متفق علیہ قطعی الدلالت سن لیجیے

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما انا بشر وانکم تختصمون الی ولعل بعضکم یکون الحن

بحجته من بعض فاقضی له علی نحو ما اسمع منه فمن قضیت له بشی من حق اخیه فلا یاخذه

فانما اقطع له قطعة من النار متفق علیه یعنی فرمایا رسول الله صلی الله علیه وسلم نے

نہین ہون مین مگر آدمی اور تم میری پاس مقدمہ اور فیصلی لاتی ہو اور شاید

کہ بعضا تم مین سی حجت مین ہوشیار ہو بعضی سی اور مین جیسا اوس سی سنونگا

فیصلہ کردونگا پھر مین جسکو دوسرے کے حق مین سی دلانی لگون تو وہ ہرگز نہ لیوے

یہی ہی کہ اوسکی واسطی ٹکڑا اگ کا جدا کیئی دیتا ہون روایت کیا اس حدیث کو

صحیح بخاری اور صحیح مسلم مین اور منتقی مین کہا ہی کہ رواہ الجماعة حاصل ترجمہ حدیث

کا یہ ہوا کہ تم اپنی مقدمی میری پاس لاتی ہو اور بعضی وقت کوئی اپنی دعوی مین

جھوٹا ہوتا ہی اور مجکو وہ اپنی دعوی مین جھوٹا معلوم نہین ہوتا کیونکہ وہ حجت

مین ایسا قوی اور تقریر مین اتنا چست ہوتا ہی کہ مین اوسکی دعوی کو سچا

گمان کرکے اوسکی دعوی کی موافق دلا دیتا ہون پھر وہ جو مین اوسکو دلاتا ہون

اوسکی بھائی کی حق مین سی اگ کا ٹکڑا ہوتا ہی کیونکہ وہ حرام ہوتا ہی دوزخ مین

کھینچ لیجاویگا تو دیکھو نبی علیہ السلام نی اپنا کلام اس حدیث مین اس لفظ سی شروع

کیا کہ مین آدمی ہون اس تنبیہ کیواسطی کہ حکم نفس الامر سی غیر مطابق ہوسکتا ہی

کہ وہ بشر ہین غیب دان نہین ہین دل کی بھید پر جب ہی خبر ہوتی ہی کہ وحی آوی

اور اس سی یہ ثابت نہین ہوتا کہ وہ حکم دینا بیجا ہی اسواسطی کہ یہ حکم دینی مین

غلطی نہین ہی کیونکہ حاکم کی ذمہ یہی ہی کہ دونون مدعی مدعا علیہ بین ظاہر کی

موافق یعنی جیسا کہ اونکی کلام سنکر معلوم ہو اور جو اونکی حجت سی ثابت ہو حکم

کردی یہ نہین ہی کہ نفس الامری حکم ہو حتی کہ جسکا دعوی جھوٹا ہو اور وہ جھوٹے

گواہ گذر دی اور قاضی کو اونکا جھوٹ معلوم نہو اور وہ اونکی گواہی کی موافق

بعد اونکی تعدیل کی حکم کردی تو قاضی کا حکم حق پر ہی اگرچہ وہ دعوی نفس الامر مین

ثابت نہین پس اس سی صاف اوربالتفصیل ثابت ہواکہ حکم قاضی کا جہوٹی گواہ
سی حرام کو حلال نہین کردیتا اور نہ حلال کو حرام اور اُسکا حکم ظاہر ہی مین جاری
ہوتا ہی نہ باطن مین اب اگر مولف کی نزدیک یہ حدیث درصورت شہادت
زور نفاذ قضا ظاہرا و باطنا کی نفی بالتفصیل نہین کرتی تو تبلادی کہ یہ کلام
حضرت کا فمن قضیت له بشیٔ من حق اخیه فلا یاخذ به فانما اقطع له قطعة من النار
کسواسطی ہی اور حضرت نبی علیہ السلام نی جو شی کسیکو اپنی حکم اور قضا سی
دلادی اگر وہ حرام نہین تو ٹکڑا دوزخ کا کیونکر ہوا ہیئوا تو جروا - اور دلیل
عقلی بہی پیش کرتا ہون جو عدم نفاذ کی مثبت ہی سنو کہ حقیقت قضا کی یہ ہی
جواب ظاہر کرنا ثابت کا ہی اور غیر ثابت کا ثابت کرنا نہین ہی اور دعوی
عقود و فسوخ مین ثابت نہین ہوتا درصورتیکہ دعوی کاذب ہو اور گواہی
جہوٹی ہون تو اب قضا صرف ظاہر مین نافذ ہوگی باطن مین نہین ہوگی
کیونکہ قضا حجت کی موافق نافذ ہوتی ہی اور یہ حجت باطن مین تو غلط ہی کیونکہ
گواہ جہوٹی ہین پس فقط ظاہر مین حجت ہی باطن مین نہین اور مشہود لہ یعنی
مدعی بہی اپنا اور نیز گواہونکا کذب جانتا ہی اور قاضی نہین جانتا سو قضا
ظاہر مین نافذ ہوگی بعد حجت باطن مین نہین ہوگی بلوغ المرام کی شرح مسک الختام
مین لکہا ہی یعنی قول علیہ السلام کی فانما اقطع له قطعة من النار پس جز این نیست
کہ می برم وجدا میکنم برای وی پارہ از آتش دوزخ باعتبار مایئول از باب مجاز
تشبیہ کقولہ تعالی انما یاکلون فی بطونہم نارا حدیث دلیل است بر آنکہ حلال نمیشود
بحکم حاکم شی محکوم بہ برای محکوم لہ وقتیکہ دعوی او باطل باشد در نفس الامر و شہادت کاذب
اما حاکم را حکم بظاہر و الزام آن و تخلیص محکوم علیہ بمحکوم بہ جائز است و نافذ میشود
حکم او در ظاہر ولیکن حلال نمیشود بدان حرام وقتیکہ مدعی مبطل و شہادت زور

وباین رفته اند جمهور و ابو حنیفه خلاف کرده و گفته نافذ میشود ظاہرا و باطنا چنانکه اگر
حکم کند حاکم بشہادت زور که این زن زوجه فلان ہست حلال میشود برای او و در سبل

گفته و استدل باثار لایقوم بها دلیل و بقیاس لایقوی علی معاوضة النص انتہی
آپ یہ فرماتی ہین کہ یہ حدیث دربارہ عدم نفاذ قضا کے بری نص نہین ہی الخ اقول
گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ؛ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ ؛ **قوله** اب گذارش یہ ہی الخ
اقول اب گذارش یہ ہی کہ اس تطویل لاطائل تحتہ سی اور قیاسات فاسدہ
و مع الفارق سی آپکی کار برآری معلوم کتاب اللہ اور سنت صحیحہ متفق علیہ قطعی الدلالۃ
اور دلائل عقلیہ اور اقوال علما سی یہ مسئلہ آپکا غلط فاحش ہو چکا اور بروی انصاف
و قانون مناظرہ اعتراض اہل حق کا حنفیوں پر ضرور وارد ہی اور کوئی مقدمہ آپکے
مقدمات مین کا کتاب و سنت سی بوجہ صحیح ماخوذ نہین اور سب مقدمات آپکے
مختل اور باطلہ اور فاسدہ ہین چنانچہ بہ تفصیل کما ینبغی مبین ہو چکا اور فی الحقیقت
یہ ہمکو بخوبی معلوم ہو گیا کہ آپ علم بی تکی مین اعلی درجہ کی کامل ہین چنانچہ علمای
اہل انصاف کو حال آپکی بی تکی کا اس رسالہ سی خصوصا اس تقریر پر تذویری
جو مسئلہ قضا سی متعلق ہی بخوبی روشن و ہویدا ہوگا اور شاید ہماری اس بیان شافی و
کافی سی آپکو بہی بشرط القای سمع و شہود قلب حقیقت حال ظاہر ہو جاوی ذرا
آنکہین کہولکر دیکہی ورنہ خیر انا للہ وانا الیہ راجعون ؎ آنکہین اگر مندی ہین
تو پہر دن بہی رات ہی ؛ اسمین قصور کیا ہی بہلا آفتاب کا ؛ اور کوئی کی مثل تو
آپنی خوب یاد کرلی ہی لیکن اس مثل ذیل پر بہی ذرہ دہیان فرمائیی کیونکہ یہہ
تاویلات فاسدہ آپکی عند العوام و الجہلا ہی کام دیتی ہین اور عند العلما اور نیز
آخرت مین محض بی سود اور ظلمات ہو جاوینگی مثل یہ ہی مثلہم کمثل الذی استوقد
نارا فلما اضاءت ما حوله ذهب الله بنورهم وتركهم في ظلمات لا يبصرون صم بكم عمي فهم

٨٦

لا یرجعون **دفع دفعہ تاسع۔ قولہ** بدلالت ولا تنکحوا الی قولہ نفرمایا **اقول**
جواب تو آپکی اس بات کا اتنا ہی ہی کہ نہی لا تنکحوا مین مجاز نہی اور مراد اس سی
نفی ہی قال فی نور الانوار والنہی عن نکاح المحارم مجاز عن النفی فکان نسخا لعدم
محلہ لان محل النکاح المحللات وہن محرمات بالنص انتہی اور اگر جواب تفصیلی منظور
ہو تو قبل از جواب دو ایک باتین اگر آپ سن لیوین تو بڑی عنایت ہو بحکم کلموا
الناس علی قدر عقولہم آپکی سمجھ کی موافق ہی عرض کرونگا دقائق علم اصول کو
دخل ندونگا انشاء اللہ تعالی **اول** یہ کہ شارع علیہ السلام نے اکثر امور اپنی شریعت
مین ایسی مقرر فرمائی ہین جنکی اقامت اور تقرر سے کسی غرض کی تحصیل مطلوب
ہی اور کسی منفعت کا حصول مقصود اور وہ امور از طرف شارع وسائل اون منافع
اور اغراض کی مشروع ہوئی ہین اور ذرائع اون فوائد کی موضوع چنانچہ عقد بیع
اور عقد اجارہ اور ہبہ اور عقد نکاح منجملہ اونہین امور کی ہین مثلا بیع اس غرض کے
واسطے مشروع ہوئی ہی کہ مشتری کو تملک مبیع حاصل ہو جاوی اور بائع کو تملک
ثمن۔ اور عقد اجارہ اس غرض کیواسطے مقرر ہوا کہ مستاجر کو ملک منفعت حاصل ہو
علی ہذا القیاس عقد نکاح اس غرض کیواسطے موضوع ہوا ہی کہ زوجین کو حل استمتاع
باہم حاصل ہو اور زوج کو ملک فرج اور حل وطی حاصل ہو کما ہین مفصلا فی کتب
اصول الفقہ پس اگر معاملات مذکورہ ایسی طور سے منعقد ہووین کہ غرض مقصود
شارع اونپر مترتب نہووی تو وہ معاملات عند الشارع سراسر باطل اور کالعدم
شمار کیی جاوینگی گو ظاہر مین اون عقود کی ارکان صوری پائی جاوین لیکن شارع
حکیم وخبیر کی نزدیک بحکم الشئی اذا خلی عن مقصودہ لغی کی معتبر نہو نگے بیع قبل القبض
کا بطلان جسکی نسبت مولف صفحہ دہم مین اقرار کرایا ہی اسیواسطے ہی کہ تملک مشتری
جو عقد بیع سے غرض ہی اسصورت مین متعذر اور دشوار ہی لہذا یہ عقد بیع عند الشارع

باطل رہیگا کہ مصداق ہی شعر مشہور کا سے زفرش خانہ تا بلب بام از آمن ہو ز بام
خانہ تا بہ ثریا از آن تو۔ وعلی ہذا القیاس ورصور متنوعہ باطلہ کی تصور کرنی چاہئین
چنانچہ مولف بہی صفحہ ۱۴ مین ہماری اصل اس مقصود کا اقرار کرتا ہی جسجگہ کہ انسان
کا فرکو مرتبہ نوعیۃ انسانیۃ سی گراکر زمرۂ انعام مین داخل کیا ہی وہو ہذا کیونکہ
جیسے آنکہہ دیکہنی کی لیئی ہی اور کان سننی کی لیئی آگ جلانیکی لیئی اور پانی
بجہانیکی لیئی اور یہ اغراض ان اشیا کی حق مین مقتضائی طبعی ہین ایسی ہی
یہان بہی چاہیئ آدمی عبادت کی لیئی بنا ہی تو پہر عبادت اوسکی حق مین
خاصہ سمجہی جاویگی کیونکہ امور طبعیہ منجملہ خواص اشیا ہوا کرتی ہین اسصورت مین
اگر بالفرض عبادت مذکورہ یعنی اطاعت وانقیاد مفقود ہوجاوی تو یا توبوجہ
انقلاب ماہیت وہ اوس نوع ہی سی نرہا یا یون کہو کہ یہ معلوم ہوگیا کہ یہ ادس
نوع سی ہی نہ تہا اتحاد شکل وصورت اسصورت مین مثل اتحاد عرض عام اشتراک
عرض عام ہوگا **امر دوم** یہ ہی کہ نبی علیہ السلام نی نکاح کی ترغیب دلائی ہی
اور فرمایا ہی کہ یہ میری سنت ہے جو اس سی منحرف ہوگا وہ مجہسی نہین ہے چنانچہ
حدیث انس کی آخر مین موجود ہی وا تزوج النساء فمن رغب عن سنتی فلیس منی
اور سنت نکاح ایسی سنت ہے کہ حضرت آدم علی نبینا وعلیہ السلام سی لیکر تا نبی آخر
الزمان ہر شریعت الٓہیہ مین جاری اور مشروع رہی حتی کہ بہشت مین بہی باقی
رہیگی عن ابی ایوب قال قال رسول اللہ صلعم اربع من سنن المرسلین الحیاء والتعطر
والسواک والنکاح رواہ الترمذی بالجملہ فضائل نکاح جو کتاب وسنت مین وارد ہین
اظہر من الشمس ہین **امر سیوم** یہ ہی کہ تنفیذ حدود بعد ثبوت ما یوجبہا حسب ضوابط
شرعیہ امام پر فرض وواجب ہے کیونکہ مقصود نصب امام سی یہی ہی کہ حفظ احکام
وحدود دینیہ اور نظم ونسق امۃ محمدیہ بذریعہ اوسکی یہان وہ میسر ہو فقہ اکبر مین

الکہا ہی ان المسلمین لا بد لہم من امام یقوم بتنفیذ احکامہم واقامۃ حدودہم وسد ثغورہم
وتجہیز جیوشہم واخذ صدقاتہم وقہر المتغلبۃ والمتلصصۃ وقطاع الطریق واقامۃ الجمع
والاعیاد وتزویج الصغار والصغائر الذین لا اولیا لہم وقسمۃ الغنائم ونحو ذلک
من الواجبات الشرعیۃ التی لا یتولیہا احاد الامۃ انتہی موضع الحاجۃ بلکہ تنفیذ
حدود الہیہ مین کسیطرح کی پاسداری اور مہربانی کرنی بہی مستحق حد پر نہین چاہیے
قال اللہ تعالی الزانیۃ والزانی فاجلدوا کل واحد منہما مائۃ جلدۃ ولا تاخذکم بہما رافۃ
فی دین اللہ ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الآخر ولیشہد عذابہما طائفۃ من المومنین
کہا بیضاوی نی قولہ تعالی ولا تاخذکم بہما رافۃ رحمۃ فی دین اللہ فی طاعتہ واقامۃ
حدہ فتعطلوہ او تسامحوا فیہ ولذلک قال النبی علیہ السلام لو سرقت فاطمۃ بنت محمد
لقطعت یدہا ان کنتم تومنون باللہ والیوم الاخر فان الایمان یقتضی الجد فی طاعۃ اللہ
والاجتہاد فی اقامۃ حدودہ واحکامہ تعالی وہو من باب التہیج ولیشہد عذابہما طائفۃ
من المومنین زیادۃ فی التنکیل فان التفضیح قد ینکل اکثر ما ینکل التعذیب انتہی اور حدیث
مین ہی عن عبادۃ بن الصامت قال قال رسول اللہ صلعم اقیموا حدود اللہ فی القریب
والبعید ولا تاخذکم فی اللہ لومۃ لائم رواہ ابن ماجہ وعن ابن عمر ان رسول اللہ صلعم
قال اقامۃ حد من حدود اللہ خیر من مطر اربعین لیلۃ فی بلاد اللہ رواہ ابن ماجہ
ورواہ النسائی عن ابی ہریرۃ وغیر ذلک من الاحادیث
واضح ہو کہ جن حدیثون مین آیا ہی کہ حتی الوسع حدود کو مسلمین سے
دفع کرنا چاہیے چنانچہ یہ حدیث ادرأوا الحدود عن المسلمین ما استطعتم
یا ادرأوا الحدود بالشبہات وغیر ذلک تو قطع نظر اس سے
(کہ یہ حدیثین ضعیف ہین کما صرح المحدثون بضعفہا مقابلہ اور معارضہ
احادیث صحاح کا نہین کرسکتین) ہم کہتے ہین کہ ان احادیث مین

خطاب ہے غیر ائمہ کیطرف یعنی سائر مسلمین کو چاہیے کہ باہم موجبات حدود کے پوشیدہ
کرین اور ستر عیوب مسلمین یعنی زنا وغیرہ کو چھپا کر حاکم اور امام تک مرافعہ اسکا
نکرین یا ان احادیث سے یہ غرض ہے کہ اگر ثبوت موجبات حدود اور وقوع
مین اوسکی ائمہ کو کسیطرح کا شک و شبہ رہے تو بھی حدود ساقط ہونگی ورنہ
حکام اور ائمہ کو جائز نہین ہے کہ بعد ثبوت موجبات حدود کی حدود کو دفع
اور درا کر دیوین ع اگر نیک مردی نماید عسس نیارد بشب خفتن از دزد کس
سلمنا کہ ان احادیث مین ائمہ ہی مخاطب ہین تو اندرین صورت انکا حاصل یہ ہے
کہ ائمہ کو چاہیے کہ خوب استثبات فرماوین اور استفصال کرین اون امور سے جو
مسقط حد ہین مبادا کہ بعد تنفیذ حدود کوئی امر ایسا منکشف ہوجاوے جو مسقط حد
ہے ع کہ سہل است لعل بدخشان شکست شکستہ نشاید دگر بارہ بست ع چو خشم آیدت
بر گناہ کسی بتامل کنش در عقوبت بسی ع چنانچہ حدیث ابی ہریرہ مین جو صحیح متفق علیہ ۸۸
ہے استفصال اور استثبات حضرت علیہ السلام سے باین مبالغہ منقول ہے کہ اوس سے
بڑھ کر تطلب باین حقیقت حال کا متصور نہین ہوسکتا گویا کہ تلقین امور مسقطہ
حدود کی اوسکو کیا جاوے تو زیبا ہے۔ باین طریق دفع اور درا حدود البتہ ہو سکتا ہے
اور یہ معنی نہین ہین کہ بعد استفصال و استثبات کے بھی حدود کو جاری نکرین
اور یہی جو بیان کیے گئے حدیث مین بھی آئے ہین دیکھو عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ عبداللہ
بن عمرو بن العاص ان رسول اللہ صلعم قال تعافوا الحدود فیما بینکم فما بلغنی من حد
فقد وجب رواہ ابوداود والنسائی اور یہ معنی بھی نہین ہین کہ کتاب و سنت مین
تاویلات فاسدہ اور شبہات کاسدہ اور تحریفات باطلہ کرکے موجبات حدود کو
موجبات نرکہو کیونکہ یہ فعل تو یہود کا ہے عن عبداللہ بن عمر ان الیہود جاؤا الی
رسول اللہ صلعم فذکروا لہ ان رجلا منہم وامرأۃ زنیا فقال لہم رسول اللہ صلعم ما تجدون

فی التوراة فی شان الرجم قالوا نفضحهم ویجلدون قال عبد اللہ بن سلام کذبتم ان
فیہا الرجم فاتوا بالتوراة فنشروہا فوضع احدہم یدہ علی آیۃ الرجم فقرا ما قبلہا وما
بعدہا فقال عبد اللہ بن سلام ارفع یدک فرفع فاذا فیہا آیۃ الرجم فقالوا صدق
یا محمد فیہا آیۃ الرجم فامر بہما النبی صلعم فرجما وفی روایۃ قال ارفع یدک فرفع فاذا
آیۃ الرجم تلوح فقال یا محمد ان فیہا آیۃ الرجم لکننا نتکاتمہ بیننا فامر بہما فرجما متفق
علیہ اب بعد نگارش مو ثلثہ کی گذارش یہ ہی کہ نکاح کا محرمات سی ممکن الوقوع
ہونا بلکہ وقوع مین آجانا مسلم کہ علت فاعلہ موجود و علت قابلہ موجود تراضی بھی
اس سی یہ کب لازم آتا ہی کہ نکاح شرعی حقیقی منعقد ہو جاوی جسکی شرع مین تعریف
یہ ہی کہ عقد بین الزوجین جو سبب حل وطی کا ہو کیونکہ جب نکاح شرعی حقیقی
منعقد ہو جاتا ہی تو سب آثار اور لوازم اوسکی بہی پائی جاتی ہین کہ الشئی اذا ثبت
ثبت بلوازمہ تو بصورت تحقق نکاح حقیقی حل وطی اور جملہ حقوق جو بین الزوجین
ہوتی ہین سب تحقق ہو جاوینگی یعنی زوج پر نفقہ واجب ہو جاویگا کہ وہ طعام
اور کسوت اور لباس ہی اور ادای مہر خواہ معجلا ہو یا موجلا وغیر ذالک من الحقوق
اور زوجہ پر تمکین زوج کی وطی اور جماع پر واجب ہو جاویگی چنانچہ آیا ہی حدیث
مین من حق الزوج علی المرأة اذا ارادہا فی نفسہا وہی علی ظہر البعیر ان لا تمنعہ
غیر ذالک من الحقوق التی جارت فی الاحادیث الصحیحۃ وذکرہا الفقہاء ایضا فی کتب
الفقہ اور یہ بات ہر کہ ومہ جانتا ہی اور اغلب کہ مولف بہی انکار نکریگا کہ کوئی
حکم ان احکام سی اور کوئی غرض اغراض مقصودہ شارع علیہ السلام سی نکاح محرم
مین مترتب اور متفرع نہین ہوتی اور قاضی پر تفریق واجب بل فرض ہی
اگر یہ نکاح صوری نکاح حقیقی و شرعی ہوتا تو قاضی پر وجوب تفریق کی کیا
وجہ تہی کیونکہ جو شخص باعث تفریق کا بین الزوجین ہوتا ہی وہ تو عند الشارع

نہایت مذموم اور معتوب ہوتا ہی قال اللہ تعالیٰ فی محل الانکار والذم فیتعلمون منہما

ما یفرقون بہ بین المرأ و زوجہ وجاء فی الحدیث عن جابر قال قال رسول اللہ صلعم

ان ابلیس یضع عرشہ علی الماء ثم یبعث سرایاہ یفتنون الناس فادناہم منہ

منزلۃ اعظمہم فتنۃ یجیٔ احدہم فیقول فعلت کذا و کذا فیقول ما صنعت شیئا قال

ثم یجیٔ احدہم فیقول ما ترکتہ حتی فرقت بینہ و بین امرأتہ قال فیدنیہ منہ ویقول

نعم انت قال الاعمش اراہ قال فیلتزمہ رواہ مسلم پس ثابت ہوا کہ نکاح محرمات

جو فقط بنظر مشاکلت کی اطلاق لفظ نکاح کا اوسپر کیا گیا ہی شارع علیہ السلام

کی نزدیک ہرگز نکاح نہین بحکم امر اول کی اور تسمیہ اس عقد کا ساتھہ اسم نکاح

ایسا ہی کہ مسیلمہ کذاب کا نام احمد کہا جاوی سہ شیر قالین از برای گدکنند

مسیلمہ را لقب احمد کنند در صورت ایجاب قبول جو ہوا ہی وہ سب باطل و لغو

اور کالعدم ہی اگر نکاح حقیقی ہوتا تو بالضرور مرغوب فیہ شارع ہوتا بحکم امر ثانی کی

اور جبکہ یہ نکاح محض باطل اور انہ کان فاحشۃ ومقتا وساء سبیلا کا مصداق ہو

تو وطی کرنا ایسی منکوحہ سی اشد زنا ہوگا پس در صورت ثبوت کامل ومعتبر عند الشارع

کی بعد استفصال و رفع اشتباہات کی تنفیذ حد زنا اوسکی فاعل پر بالضرور واجب بحکم

امر سوم کی اور بعد استفصال اور رفع اشتباہات کی سقوط حد کی کوئی وجہ نہین اور آیہ

نساءکم حرث لکم اس بات پر دلالت نہین کرتی کہ ہر ایک عورت وطی تمہاری

کہیتی ہی بلکہ لفظ نساء جو مضاف ہی طرف ضمیر کم کی بطور اضافت معنویہ مفید

تعریف یا تخصیص اوسسے مراد ازواج منکوحہ بنکاح صحیحہ ہین نہ ایسی عورتین جو

کسی طرح سی حلال نہو سکین اور محل حلت ہی نہون قولہ اور باوجود امکان

معنی حقیقی الی قولہ ایسی ہی نکاح محرمات کو بوجہ مذکور نکاح حقیقی سمجھتی ہین یہ

نہین کہ مجازاً نکاح کہدیا واقع مین نکاح نہین اقول العجب کل العجب کہ بعض

باوجودیکہ قائل وجوب تقلید امام صاحب کا ہی معہذا برعکس مذہب امام صاحب کے
لفظ نکاح کی معنی حقیقی عقد کو قرار دیتا ہی حالانکہ لفظ نکاح عندالامام معنی وطی میں
حقیقی اور معنی عقد مین مجاز ہی منار کی متن مین ہی والنکاح حقیقۃ للوطی ودرا
انتہی اور اس مذہب پر دلیل امام صاحب کی آیہ فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح زوجا
غیرہ ہی وجہ استدلال امام صاحب کی یہ ہی کہ جمہور کا مذہب ہے کہ جبتک زوج
ثانی وطی کرکے طلاق نہ دیوے تو وہ عورت زوج اول کو حلال نہین ہوسکتی چنانچہ
حدیث مین آیا ہی عن عائشۃ قالت جاءت امراۃ رفاعۃ القرظی الی رسول اللہ
صلعم فقالت انی کنت عند رفاعۃ فطلقنی فبت طلاقی فتزوجت بعدہ عبدالرحمن
بن الزبیر وما معہ الا ہدبۃ الثوب فقال اتریدین ان ترجعی الی رفاعۃ فقالت
نعم قال لا حتی تذوقی عسیلتہ ویذوق عسیلتک متفق علیہ والیضا ومن لم
یستطع منکم طولا ان ینکح المحصنات المومنات فمن ما ملکت ایمانکم من فتیاتکم المومنات
اس آیہ مین بہی امام صاحب لفظ نکاح کو معنی وطی مین قرار دیتی ہین اور حدیث
مین آیا ہی تناکحوا تکاثروا امام صاحب کہتی ہین کہ یہان بہی لفظ تناکحوا کی
معنی تجامعوا لیجاوینگی ورنہ تکاثروا صرف عقد نکاح پر مترتب نہین ہوسکتا
اور نیز اسی آیہ مین لا تنکحوا ما نکح اباؤکم مین اگر معنی نکاح عقد کی لیی جاوینگے
تو حرمۃ مصاہرۃ بالزنا جو مذہب امام ہی مولف کیونکر ثابت کریگا اور مذہب
امام کو کسطرح محفوظ رکہیگا بینوا توجروا اب مولف کو اختیار ہی چاہی ان دلائل
امام صاحب کو رد کری اپنی قول کا پاس کرکے یا اختیار کری امام کی تقلید
کا لحاظ کرکے ہمارا کچہ حرج نہین ہماری نزدیک تو بسبب فقدان جملہ احکام
اور اغراض نکاح کی ایسی عقد کو بطور مشاکلت نکاح کہدیا ہی جیسی بیع مالیہ
عند البائع یا بیع میت ودم کو جو مال شرعی نہین بیع شرعی نہین کہہ سکتی

فقط بطور مشاکلت ہیچ کہدیتی ہین چنانچہ امر اول مین بطور معقول وہم ہنج
منقول ونیز باقرار مؤلف مقصود اصلی ہمارا واضح ولایح ہوچکا۔ اور ایسا عمل
نکاح حقیقی کیونکر ہوسکتا ہی کہ اوسکی بعض افراد عند اللہ فاحشہ اور ممقوت ہین اور
پہلی شرائع مین کبہی اوسکی رخصت نہین ہوئی قال اللہ تعالی ولا تنکحوا ما نکح
اباؤکم من النساء الا ما قد سلف انہ کان فاحشۃ ومقتا وساء سبیلا کما یعنا
فی تفسیر آیۃ مین قولہ تعالی انہ کان فاحشۃ ومقتا وساء سبیلا علۃ للنہی ای نکاحہن
انکان فاحشۃ عند اللہ ما رخص فیہ لامۃ من الامم ممقوت عند ذوی المروات ولذلک
سمی ولد الرجل من زوجۃ ابیہ المقتی وساء سبیلا سبیل من یراہ ویفعلہ اگر نکاح محرمات
نکاح حقیقی ہوتا تو ضرور اوس نکاح مین داخل ہوتا جسکو رسول نے مسنون اور
مشروع فرمایا ہی اور اوسکی ترغیب دلائی ہی بحکم امر دوم کے بلکہ نکاح کرنا
باپ کی زوجہ سے تو ایسا فعل ہی کہ فاعل اوسکا واجب القتل ہی کما جاء فی
الحدیث عن البراء بن عازب قال مر بی خالی ابو بردہ بن نیار ومعہ لواء فقلت
این تذہب فقال بعثنی النبی صلعم الی رجل تزوج امراۃ ابیہ آتیہ براسہ رواہ
الترمذی وابوداود وفی روایۃ لہ للنسائی وابن ماجہ والدارمی فامرنی ان
اضرب عنقہ واخذ مالہ وفی ہذہ الروایۃ قال عمی بدل خالی اب اور غور کرنیکا
مقام ہی کہ صحابہ کرام نے جو کہ الفاظ شرعیہ کی سمجہنی مین مرجع انام ہین اور
کتاب وسنت کی فہم مین اونہین پر اعتماد تمام نکاح حلالہ کو باوجودیکہ بدلالت
آیۃ حتی تنکح زوجا غیرہ کی ماسورہ ہی لاکن بسبب فساد نیت محلل کی سفاح
اور زنا قرار دیا ہی چنانچہ آیا ہی مصنف ابن ابی شیبہ اور سنن اثرم اور
ابن منذر مین عن عمر بن الخطاب انہ قال لا اوتی بمحلل ولا محلل لہ الا رجمتہما و
لفظ عبد الرزاق وابن المنذر لا اوتی بمحلل ولا محللۃ الا رجمتہما وہو صحیح عن عمر

وقال عبد الرزاق عن معمر والزہری عن عبد الملک بن المغیرۃ قال سئل ابن عمر
عن تحلیل المرأۃ لزوجہا فقال ذاک السفاح رواہ ابن ابی شیبہ وقال عبد الرزاق
انا الثوری عن عبد اللہ بن شریک العامری قال سمعت ابن عمر سئل عن رجل
طلق ابنۃ عم لہ ثم رغب فیہا وندم فاراد ان یتزوجہا رجل یحللہا لہ فقال ابن عمر
کلاہما زان وان مکث عشرین سنۃ او نحو ذلک اذا کان اللہ یعلم انہ یرید ان
یحلہا الی غیر ذلک من آثار الصحابۃ رض پس بنظر ان آثار کے نکاح محرمات ابدیہ
جو سراسر باطل اور حرام ہی کسطرح زنا اور سفاح قرار ندیا جاویگا اور کیونکر نکاح
حقیقی ہوگا ان ہذا لشئ عجاب **قولہ** ہان جیسی بوجہ مفاسد الی قولہ مندفع
ہوجاتی ہین **اقول** ہان اگر نکاح محرمات ابدیہ پر آثار نکاح مثل حل وطی وغیرہ
مترتب ہوتی تو نکاح کہاجاتا جیسا کہ اگر قتل پر آثار قتل مثل ازہاق روح وغیرہ
۹۲ مترتب ہون تو قتل کہین گی والا نہ اور جسطرح پر مولف نی قتل کو مقیس علیہ
اور نکاح محرمات ابدیہ کو مقیس گردانا ہی وہ محض غلط اور قیاس مع الفارق ہی
کیونکہ قتل سی جو ازہاق روح ہوتا ہی وہ بامر تکوینی اللہ تعالی کی ہی نہ بامر تشریعی
آیۃ ربی الذی یحیی ویمیت اسپر دال ہی اور نکاح پر جو حل وطی وغیرہ مترتب
ہوتا ہی وہ بامر تشریعی ہی نہ بامر تکوینی۔ قتل حقیقی کے بعد بحسب عادت اللہ
ازہاق روح بالضرور ہوگا اور نکاح حقیقی کے بعد وقوع وطی ضروری نہین۔
قتل افعال حسیہ مین سی ہی اور نکاح افعال شرعیہ مین سی ہی نور الانوار مین
موجود ہی الافعال الحسیۃ مایکون معانیہا المعلومۃ القدیمۃ قبل الشرع باقیۃ علی
حالہا ولا یتغیر بالشرع کالقتل الی آخرہ والمراد بالامور الشرعیۃ ما تغیرت معانیہا
الاصلیۃ بعد ورود الشرع بہا۔ پس قیاس کرنا نکاح کا اوپر قتل کی باوجود
اسقدر فارقون کی قیاس مع الفارق ہوا۔ سلمنا کہ قتل مقیس علیہ اور نکاح

مقبین ہو سکتا ہی تو کہتی ہین ہم کہ اگر انزہاق روح جو باقرار مولف اوسکی آثار سی ہی
بعد ایک فعل کی جو بوجہ من الوجوہ مشاکل قتل ہی مترتب ہووے تو اوسکو قتل
حقیقی نہ کہین گی مجازاً قتل کہین تو ہو سکتا ہی ایسی ہی اگر حل وطی جو آثار نکاح
سی ہی بعد ایک عقد کی جو مشابہ نکاح کی ہو مترتب ہووی تو اوسکو بھی نکاح
حقیقی نہ کہین گے مجازاً کہین تو کچہ مضائقہ نہین اور اطلاق قتل کا ایسی
فعل پر جس سی انزہاق روح نہو حدیث مین آیا ہی عن ابی سعید قال قال
رسول اللہ صلعم اذا صلی احدکم الی شئی یسترہ من الناس فاراد احدان یجتاز بین
یدیہ فلیدفعہ فان ابی فلیقاتلہ فانما ہو شیطان ہذا لفظ البخاری ولمسلم معناہ ظاہر ہی
کہ قتل کی معنی یہان وہ نہین جسپر انزہاق روح مترتب ہوتا ہی بلکہ دفع بالقہر کی
معنو مین ہی اور مجازاً قتل کہا گیا ہی ایسا ہی ما نحن فیہ مین نکاح مجازی کہین
اور جبکہ نکاح حقیقی شرعی نہوا تو انتفا ر زنا ہو تو کیونکر ہو اندرین صورت احکام
زنا مثل اجرای حدود منتفی ہون تو کیونکر ہون ہان البتہ اگر زنا کی وقوع مین
کسیطرحکا شک و شبہ واقع ہوگا تو حد مندفع اور مندرا ہو سکتی ہی لکن بعد استفصال
تام اور اشتباہات تمام کی سقوط حد کی ایسی زانی پر سی کوئی صورت نہین جیسا کہ
امر سیوم مین گذرا خاصکر جب یہ دیکہا جاوی کہ ناکح محرمات ابدیہ دو فعل حرام
قطعی کا مرتکب ہوتا ہی ایک نکاح محرمات دوم وطی محرمات ابدیہ اور مولف بہی حرام
حرام کی اشد حرام ہونیکا مقر ہی کما سیاتی، **قولہ** ہان یہ بات مسلم الی قولہ گذر چکا
اقول بیان ماسبق سی بخوبی واضح ولائح ہو چکا کہ زن منکوحہ محرمات ابدیہ
کی بسبب نہونی محل نکاح کی زوجہ نہین ہو سکتی اور مرد ناکح زوج نہین ہو سکتا
اور کوئی حکم احکام زوجیت مین سی اوسپر مترتب نہین ہوتا اور نیز دیگر کوئی
صورت صور حلت مین سی مثل ملک یمین وغیرہ کی پائی نہین جاتی اور باقرار

مولف حرمت مین نہایت بڑہکر ہی پہر بہی یہ وطی زنا نہووی تو کیا ہو گی تعریف
زنا کی جو ہی ایلاج الفرج فی غیر المحل وہ یہانپر صادق ہی - اور یہ جو مولف اس
حرمت کو حرمت حیض و نفاس پر قیاس کرتا ہی یہ قیاس مع الفارق ہی بایں وجہ
کہ وطی حالت حیض و نفاس مین قبیح بغیرہ مجاوراً ہی یعنی بعض احیانمین قبیح مجاوراً
ہی اور دوسری وقت منفک نور الانوار مین ہی ومثلہ ای مثل البیع وقت النداء
فی القبح لغیرہ مجاوراً وطی الحائض مشروع من حیث انہا منکوحة وانما یحرم لاجل الاذی
وہو مما یمکن ان ینفک عن الوطی بان یوجد الوطی بدون الاذی والاذی بدون
الوطی وفی حاشیتہ فان قلت لانسلم زوال الاذی عن الوطی حال الحیض قلت
لیس الکلام فی حال کونہ منہیا عنہ بل المراد منہ امکان خلو الوطی عن الحرمة فی ہذا
المحل بعینہ کذا قال ابن الملک - اور وطی محرمات ابدیہ کل احیان مین قبیح ہی
یعنی قبیح لعینہ شرعاً پس باوجود اس فارق بین کی قیاس کرنا وطی محرمات ابدیہ
کا اوپر وطی حالت حیض و نفاس کی محض قیاس مع الفارق ہوا علی الخصوص جبکہ
یہ دیکہا جاوی کہ فرج محرمات ابدیہ کی کسیوقت مین اور کسی وجہ اور کسی عنوان سے
حلال نہین ہو سکتی اور فرج منکوحہ بنکاح صحیح کی اصل مین حلال لیکن بسبب عروض منع
عارض یعنی اذی کی ایک خاص وقت مین منہی عنہ اور مباشرت تو بہی جائز اور
بعد زوال عارض کی وہی حلت اصلی ثابت و عائد ہو جاتی ہی جیسی بعد زوال
حرارت عارضی پانی کی برودت اصلی ظاہر ہو جاتی ہی تو قیاس کرنا اس حرمت
کا اوس حرمت پر کیسا کچہ بعید از عقل و خلاف علم اصول ہی حالانکہ جماع حائضات
حیض و نفاس کی دو اعتبار ہین ایک تو مشروع ہونا اسوجہ سی کہ وہ عورت
منکوحہ بنکاح صحیح ہی اور دوسری ممنوع ہونا بسبب عروض عارض اذی کی پس
اور جماع محرمات ابدیہ کا ابد الآباد حرام اور کوئی اعتبار اوسکی حلت اور مشروعیت

نہین ہو سکتا ؎ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ۔ اور آثار کا موثر سے عام ہونا مسلم پہر اس سے تمکو کیا فائدہ جبکہ جماع محرمات ابدیہ کا بدلائل ماسبق زنا ہونا ثابت ہو چکا غایت ما فی الباب یہ ہو کہ زنا وطی محرمات ابدیہ سے عام رہی کیونکہ کل افراد وطی محرمات ابدیہ کا زنا ہونا ثابت کیا گیا اور بعض افراد زنا وطی محرمات ابدیہ نہین ہوتین اور یہی معنی ہین عموم وخصوص مطلق کی لان مرجع العموم والخصوص

مطلقاً الی موجبۃ کلیۃ موضوعہا الاخص ومحمولہا الاعم وسالبۃ جزئیۃ موضوعہا

الاعم ومحمولہا الاخص **قولہ** اب عرض خدمت مبارک مین یہ ہی الی آخرہ

اقول اب آپکی یہ کل گذارش بہ تغیر یسیر آپ ہی کی خدمت مبارک مین لوٹا ئی دیتا ہون ؎ ہمارا ہی خط یار نی پہیر بہیجا ۔ وہی آگی آیا جو اپنا لکہا تہا ۔ سُن لیجئی اب عرض خدمت مبارک مین یہ ہی کہ ہمنی تو بدلائل عقل ونقل محرمات ابدیہ کا محل نکاح نہونا اور اسوجہ سی اسوطی بعد النکاح کا از قسم زنا ہونا براہین ساطعہ اور دلائل قاطعہ سی ثابت کردیا اور آپکی سب اَدِلّہ اَذِلّہ ہوگئی اب آپ کسی اور دلیل قوی ضعیف عقلی نقلی سی اسکا نکاح ہونا اور اس سبب سے اوس جماع کا زنا نہونا جو اس نکاح باطل کی بعد وقوع ہو ثابت کیجئی اور ہمین نہین تو یہ لیجئی پر شبہات وثبوت ہونی کی تکی زٹل جعفر زٹلی صاحب کی پہلی پیر لپ نہو یا لفظ پہلی وزٹل کی جگہ بہ تغیر عبارت معما وشرح معما جیسا کہ آپ نی مسئلہ ثامن کی جواب مین کیا ہی کہ کہین فرماتی ہو کہ یہ معما ہی اور کہین کہتی ہو کہ یہ شرح معما ہی ؎ حدیث از مطرب ومی گو وراز دہر کمتر جو ۔ کہ کس نکشود ونکشاید بحکمت این معمارا ۔ نصیحت گوش کن جانان کہ از جان دوستر دارند ۔ جوانان سعادتمند پند پیر دانا را ۔ مگر اپنی خیال مین یہ آتا ہی کہ آپکو جواب تو بن نہ آویگا اپنی خجالت اوتارنیکو جواز وطی محرمات ابدیہ سی انکار کر جاؤگی اور مین جانتا ہون سہی اما زجواب دفع دفعہ ثامن مین

اختیار فرماوینگی اور جواز وحل نکاح دوست و بروز نان شوہردار وغیرہ سی انکار کرجاوینگی اور اب بہی کچہہ اقرار کیاہے اور کچہہ انکار بقول شخصی کہ نہ اینکار میکنم و نہ انکار مگر یہ یاد رہی کہ مذبذبین بین ذلک لا الی ہولاء ولا الی ہولاء کا مصداق ہونا برا ہی آخرت کا مواخذہ دنیا کا مناقشہ آخر اللہ تعالی حکیم و خبیر ہے مبادا بسبب قول کرنی خلاف کتاب و سنت کی جو جزا و سیر مترتب ہوتی ہی وقوع مین آدی خصوصًا جب یہ لحاظ کیا جاوی کہ آپ نی سوال خامس کی جواب مین وہ انداز و مسلک اختیار کیا ہی کہ جسکی موافق رسول اللہ صلعم کی اطاعت کا وجوب بی سند ہی اور کیا عرض کرون یہ قول آپکا لونکہ آپہی پر اسو بطلی آیا ہی کہ ٭ انجہان کوہست و فعل ماندہ ٭ بازمی آید ندا را بصدا ٭

دفع دفعہ عاشر

قولہ آپ بجای تحدید دہ دردہ الی قولہ ہل من مزید ہوجاویگی لو اقول ہرگاہ کہ نسبت تحدید دہ دردہ کی آخر جواب مین آپکا اقرار ہی کہ دہ دردہ کوئی اصل مذہب نہین فقط ایک رائی کی بات ہی تو آپ نی ناحق اسقدر کاغذ اور روشنائی کو خراب کیا اور اتنا اینچ پینچ اپنی تقریر پرتزویر مین برتا سائل کی سوال کا جواب فقط اتنا ہی کافی تہا کہ دہ دردہ کوئی اصل مذہب نہین ایک رائی اور قیاس کی بات ہی البتہ اگر بعوض اس تقریر طویل الذیل کی جو محض خلاف داب مناظرہ ہی اتنا اور زیادہ فرما دیتی کہ یہ جو بعض کتب حنفیہ مین عمل کرنا او سپر وجوبًا و حتمًا لکہا ہی وہ خلاف اصل ہی اور بحر الرائق وغیرہ مین اسکو چند وجوہ سی رد کر دیا ہی تو اور زیادہ عنایت ہوتی اور اہل علم کی اس طعن و اعتراض سی جو آپ پر وارد کرتی ہین کہ ہر جہ سوال بسوال کرنا قانون مناظرہ کی خلاف ہی اور مناظرہ سی بہاگ جانا چہوٹ جاتی مگر کیا کیجیی آپ بہی مجبور ہین حضرت اوستاد مجدد و مجامع الفنون

قاسم العلوم جیسا ارشاد فرماتی ہین آپ تحریر مین لاتی ہین سے درپس آئینہ طوطی
صفتم داشتہ اند ۔ ہرچہ استاد ازل گفت ہمان میگویم ۔ اور ہم تو نہ درپی
تحدید تہی نہ درپی عدم تحدید سائل ہی تحدید وہ دردہ سی لیکن بپاس خاطر
جناب آپکی سوالونکا جواب دیا جاتا ہی سُنئی ہم کہتی ہین کہ الف لام الماء طہور
مین استغراق کا ہی جو لام طبیعت سی بہی بڑہکر ہی اور آپ طلب دلیل سی
قطع نظر نفرمائیی دلیل ہماری پاس موجود ہی بشرطیکہ آپ نی مختصر معانی مولف
علامہ تفتازانی پڑہی ہو کیونکہ تذکرۃ البلاغت میں یہ مسئلہ مذکور نہین ہی سُنئی
وقد یفید المعرف باللام المشار بہا الی الحقیقۃ الاستغراق نحو ان الانسان لفی
خسر اشیر باللام الی الحقیقۃ لکن لم یقصد بہا الماہیۃ من حیث ہی ہی ولا من
حیث تحققہا فی ضمن بعض الافراد بل فی ضمن الجمیع بدلیل صحۃ الاستثناء الذی
شرطہ دخول المستثنی فی المستثنی منہ لو سکت عن ذکرہ انتہی موضع الحاجۃ یعنی علامہ
تفتازانی فرماتی ہین جسکا حاصل یہ ہی کہ صحیح ہونا استثنا کا دلیل استغراق کی
ہی کیونکہ استثنا متصل کی شرط ہی دخول مستثنی کا مستثنی منہ مین جزماً اگر سکوت
کیا جاوی اوسکی ذکر سی مثلاً زید بالضرور داخل ہی قوم مین اگر سکوت کیا جاوی
اوسکی ذکر سی اور نہ کہا جاوی جاءنی القوم الا زیداً اب دیکھو کہ حدیث دیگر مین
استثنا موجود ہی عن ابی امامۃ الباہلی قال قال رسول اللہ صلعم ان الماء لا ینجسہ
شئی الا ما غلب علی ریحہ وطعمہ ولونہ اخرجہ ابن ماجۃ وفی روایۃ البیہقی ان الماء
طہور الا ان تغیر ریحہ او طعمہ او لونہ بنجاستہ تحدث فیہ پس اگر کلمہ الماء مین
الف لام استغراق کا نہوتا تو یہ استثنا متصل بموجب قواعد عربیہ کی ہرگز درست
نہوتا اور اگر آپ کہین کہ ان الماء طہور لا ینجسہ شئی کی سوا جو زیادت بروایت
ابن ماجہ اور بیہقی آئی ہی اوسکو محدثین نی ضعیف کہا ہی تو اجماع تمہارا اوسپر

تو یادت کی ساتھہ باطل ہوا تو کہتا ہون کہ ہمنی اس زیادت کی ضعف کو باعتبار
اسناد کی تسلیم کیا لاکن آپ اسکو کیا کیجیئے گا کہ امام صاحب تو حدیث ضعیف
کو بھی رائی سی مقدم اور افضل کہتی ہین کما سیاتی مفصلا اور نسبت مسئلہ دہ
دردہ کی آپ فرماہی چکی ہین کہ ایک رائی اور قیاس کی بات ہی تو مانحن فیہ
مین حدیث ضعیف کو بھی رائی سی آپ کیونکر مقدم نکہین گی اور کیونکر تسلیم
نکرین گی علاوہ بران یہ کہ علامہ ابن منذر اور ابن ملقن نی تصریح کی ہی کہ
اس زیادت کی مضمون پر اجماع واقع ہوگیا ہی چنانچہ شوکانی نی دراری مضیہ
مین لکہا ہی۔ اب مین پوچہتا ہون کہ آپکی نزدیک اجماع حجت ہے یا نہین
شق اول پر احتجاج او راست لال ہمارا ساتہہ اس زیادت کی کہ وہی بعینہ مسئلہ
اجماعیہ ہی ٹہیک اور درست رہا اور شق ثانی پر اتنا تو ضرور ہی ہوگا کہ یہ زیادت
باعتبار مفاد اور مضمون کی صحیح اور درست ہوگی کیونکہ تمام مجتہدین نی اس مضمون
کو تلقی بقبول کر لیا ہی گو باعتبار سند روایت کی یہ زیادت ضعیف ہوا ندر نصورت
اقل درجہ اجماع اس زیادت کی مضمون کو مفید صحت تو ضرور ہی ہوگا تو بھی
احتجاج ہمارا اس زیادت کی مضمون و مفاد صحیح کی ساتھہ ہوا اور ٹہیک رہا۔
اور حدیث ان الماء طہور لا ینجسہ شئی کو آپ بھی تسلیم کرتی ہین آپکو الف لام
فقط کلام ہی بس جو پانی بو مزہ رنگ مین کسی نجاست سے متغیر ہو جاوی تو بسبب
نجس ہو جانیکی آپکی نزدیک بھی اس حدیث سی مستثنی ہی رہیگا تو بدلیل استثنا مسلمہ
فریقین ثابت ہوا کہ الف لام الماء مین استغراق کا ہی اور اگر اصول کی طور پر
جواب منظور ہو تو بھی سن لیجئی کہ کلمۂ الماء عام ہی اور حکم عام کا حنفیون کے
نزدیک یہ ہی کہ اپنی افراد کو قطعاً شامل ہوتا ہی تو لفظ الماء بھی سب افراد ہا کو
بموجب تمہاری مسلک کی شامل ہوگا دیکھو نور الانوار اور دائرۃ الاصول اور

مدار الغحول مین ہی اما العام فما یتنا ول افرادا متفقۃ بالحد و دلالتہ بسبیل الشمول وانہ یوجب
الحکم فیما یتنا ولہ قطعاً ونفظہ لنور الانوار آگی رہی تخصیص عام کی سو وہی زیادت مجبر
علیہا المخصص واقع ہوگی اور یہ جو آپ ہٹ دہرمی سی فرماتی ہین کہ حسب رای
ظاہر پرستان یہ لازم تہا کہ پیشاب بہی پاک ہوتا کیونکہ وہ بہی اصل مین پانی ہی مگر
حالانکہ توضیح مین آپ نی شاید پڑہا ہو کہ وہوای التخصیص اما بالعقل نحو خالق
کل شئی للعلم بالضرورۃ ان اللہ تعالی مخصوص منہ وتخصیص الصبی والمجنون من خطاب
الشرع من ہذا القبیل اس سی قطع نظر کرکے عرض ہی کہ اس الزام کو آپ نسبت
فرقہ ظاہریہ کی کسی دلیل سی ثابت کیجیی ورنہ یون تو آپکی نسبت بہی کہہ سکتی ہیں
کہ پیشاب اگر دہ دردہ ہو تو چاہیی کہ آپکی نزدیک پاک ہو کیونکہ پیشاب بہی اصل
پانی ہی اور حدیث لایبولن احدکم الی آخرہ اور عمل در آمد زمان نبوت وصحابہ
واتفاق آرای وافہام ہرگز معارض حدیث الماء طہور کے نہین ہی کما سیاتی
فانتظرہ **قولہ** اور اگر بمقابلہ تحدید دہ دردہ آب دریں تحدید قلتین میں الی قولہ
اور وہان وجود نجاست ثابت **اقول** ہم درپی تحدید قلتین ہی نہین آپ خود
بخود اپنی ذمہ کی جوابدہی ٹالنی کو یہ باتین گھڑ رہی ہین مگر نشنود یا
من گفتگوی میکنم ؛ اگرچہ دعوی ہمارا یہان پر تحدید قلتین نہین ہی کیونکہ ہم ہی نہ
کسی امر کی مدعی ہوئی ہی نہین کہا ہی سوال ہماری ختم نہین ہوئی یہ دسون
سوال ہی اور جواب کسی سوال کا ابہی تک پتا ونشان نہین بقول شخصی
ہنوز دہلی دور لکن باوجود اسکی بپاس خاطر آپکی سوالات بی محل کا جواب دیا جاتا ہی
سنئی کہ جن لوگون نی حدیث قلتین مین اضطراب کا نام بہی لیا ہی انکی مقابلہ
نی ایسی جوابہای دندان شکن دیی ہین کہ بجای ثابت کرنی اضطراب کی حدیث
مذکور مین خصم خود مضطرب ہوگئی ہین اور پہر حدیث قلتین سی اضطراب ثابت

نہین کرسکی آپ نی یہان نیز ایسی مہمل بات فرمائی اور فقط یہ کہدیا کہ (حدیث
مضطرب ہی) نہین معلوم کہ مراد آپکی مضطرب فی الاسناد ہی یا مضطرب
فی المتن یا مضطرب فی المعنی یا کل مین اضطراب ہی اور نہ کسی طور کی اضطراب
کو آپ نے مفصلاً بیان کیا جو دفع کیا جاتا پس جب کسی قسم کا اضطراب آپ بیان
فرماوینگی اوسکا جواب دیا جاویگا اور دفع کیا جاویگا انشا اللہ تعالی پس جبکہ
حدیث قلتین ایسی صحیح ہوئی کہ جسنی اوسمین جرح اور قدح کیا ہی وہ ائمۂ اعلام
واثبات نی اوٹھا دیا ہی تو شرط صحت مولانا مشتہر کی ساتھ اون معنون کی
جو سابق مین اونکی کلام سی ہم نقل و بیان کر آئی ہین اس حدیث مین موجود ہوئی
اور مقابلین مفقود ہو گئی اور بعد مفقود ہوئی بحکم آنکہ خصم را تا بدر وازہ باید رسانید
عرض کرتا ہون کہ آپ اسکا کیا جواب دیونگی کہ مذہب امام مین حدیث ضعیف
ہی رائی اور قیاس پر مقدم ہی چند امثلہ گذارش کرتا ہون ملاحظہ فرمائیی ۱۰۱
حدیث قہقہہ فی الصلوۃ کو امام نی محض قیاس پر مقدم کیا ہی حالانکہ باجماع ائمہ
حدیث وہ ضعیف ہے۔ اور مقدم کیا ہی حدیث وضو کرنیکو ساتھ نبیذ تمر کی اوپر
قیاس کی اور اکثر اہل حدیث نی اوسکو ضعیف کہا ہی۔ اور جس حدیث مین اکثر
ایام حیض کی دس دن آئی ہین اوسکو بھی قیاس پر مقدم رکہا ہی باوجودیکہ وہ
حدیث بھی باتفاق محدثین ضعیف ہے۔ اور حدیث لا مہر اقل من عشرۃ دراہم کو
بھی قیاس پر مقدم کیا ہی حالانکہ سب ائمہ حدیث نی اوسکی تضعیف کی ہی اگر
تفصیل زیادہ منظور ہی تو ہدایہ شریف کا کوئی باب کہولکر دیکھ لیجیی کہ مقدر ضعیف
حدیثون سی استدلال پکڑا ہی گویا کہ یہ معلوم ہوتا ہی کہ مذہب امام صرف احادیث
ضعاف پر ہی مبنی کیا گیا ہی و ذکر ابن حزم الاجماع علی ان مذہب ابی حنیفۃ
ان ضعیف الحدیث اولی عندہ من الرای والقیاس اذ لم یجد فی الباب غیرہ

وقال الملا علی قاری ان ابا حنیفة قدم الحدیث ولو کان ضعیفا علی القیاس و
کذا اعتبر الحدیث الموقوف وترک الرائی وکذا عمل بالمراسیل وقال ابن القیم
واصحاب ابی حنیفة مجمعون علی ان مذہب ابی حنیفة ان ضعیف الحدیث
اولی عنده من الرائی والقیاس وعلی ذلک بنی مذہبه - فثبت ان مذہبه
تقدیم الحدیث الضعیف علی القیاس والرائی - اندریں صورت حدیث قلتین کی
مقدم کرنیمیں وہ دردہ پر جو موجب آپکی ہی اقرار کی رائی اور قیاس کی بات ہے
کیوں انکار ہی بلکہ بحکم تقلید امام صاحب کی مانحن فیہ میں حدیث قلتین پر
عمل کرنا آپ پر واجب ہے ورنہ تقلید امام ٹوٹ جاویگی حالانکہ وہ دردہ رائی
امام بھی نہیں ہی فقط ایک رائی بعض متاخرین کی ہی جسکا التزام کرنا امام
کی نزدیک بھی بدعت حقیقیہ میں داخل ہوگا صدق رسوله الکریم ما احدث قوم
بدعة الا رفع مثلها من السنة فتمسک بسنة خیر من احداث بدعة رواه احمد ۱۰۲
علاوہ یہ کہ آپکی تحدید وتقدیر اسقدر مضطرب ہے کہ اوتنا اضطراب آپ حدیث
قلتین میں ہرگز ثابت نہ کرسکینگے چند اضطراب کا بیان کرتا ہوں بگوش
ہوش شنیئی قال فی الفتاوی التاتارخانیة ناقلا عن المحیط وغیرہ یجب ان یعلم
ان الماء الراکد اذا کان کثیرا فهو بمنزلة الماء الجاری لا یتنجس جمیعه بوقوع
النجاسة فی طرف الا ان یتغیر لونه او طعمه او ریحه علی هذا اتفق العلماء وبه اخذ
عامة المشایخ وان کان قلیلا فهو بمنزلة الجوابی والاوانی یتنجس بوقوع النجاسة الجاب
فیه وان لم یتغیر احد اوصافه وقال الشافعی رحمه الله فیما دون القلتین مثل قولنا
واذا بلغ قلتین او زیادة مثل قول مالک ثم لا بد من حد فاصل بین القلیل
والکثیر فنقول اذا کان الماء بحیث یخلص بعضه الی بعض بان تصل النجاسة
من الجزء المستعمل الی الجانب الاخر کان قلیلا وان کان لا یخلص کان کثیرا

وإذا اشتبه الخلوص فالجواب فيه كالجواب فيما إذا لم يخلص ثم اتفق الروايات
عن أبي حنيفة وأبي يوسف ومحمد في الكتب المشهورة أن الخلوص يعتبر بالتحريك
إذا حرك طرف منه إن لم يتحرك الطرف الآخر فهو مما لا يخلص وإن تحرك الطرف
الآخر فهو مما يخلص يستدل بوصول الحركة إلى الجانب الآخر على أن النجاسة وصلت
وبعدم وصول الحركة على أن النجاسة لم تصل إليه والمتأخرون اعتبروا الخلوص
بشيء آخر فعن أبي نصر أنه قال إن كان لما رجال لو اغتسل فيه يتكدر الجانب الذي
اغتسل ووصلت الكدرة إلى الجانب الآخر فهو مما يخلص بعضه إلى بعض وأبو حفص
الكبير اعتبر الخلوص بشيء آخر وهو الصبغ فقال يلقى فيه الصبغ من جانب فإذا
أثر الصبغ من الجانب الآخر فهو مما يخلص بعضه إلى بعض وأبو سليمان الجوزجاني
كان يقول إن كان عشرا في عشر فهو مما لا يخلص وإن كان أقل فهو مما يخلص وعن محمد
في النوادر أنه سئل عن هذه المسئلة فقال إن كان مثل مسجدي هذا فهو مما لا يخلص ۱۰۳
بعضه إلى بعض فلما مسح المسجد كان ثمانيا في ثمان في رواية وعشرا في عشر في
رواية واثنا عشر في اثنا عشر في رواية انتهى موضع الحاجة مع بعض اختصار اور
عبارت در مختار یہ ہے شنلو والمعتبر في مقدار الراكد أكبر رأي المبتلى به فيه فإن غلب
على ظنه عدم خلوص النجاسة إلى الجانب الآخر جاز وإلا لا هذا ظاهر الرواية عن
الإمام وإليه رجع محمد وهو الأصح كما في الغاية وغيرها وحقق في البحر أنه المذهب
وبه يعمل وأن التقدير بعشر في عشر لا يرجع إلى أصل يعتمد عليه الخ وقال في النهر
الفائق قال محمد لا أوقت فيه شيئا أقول إنا لله وإنا إليه راجعون مصرع
شد پریشان خواب من از کثرت تعبیرہا محل غور و انصاف ہے کہ علماء حنفیہ
نے علامت وصول نجاست میں کسقدر اختلاف و اضطراب کیا ہے اور
بیان ان علما کا کتنا مختلف اور مضطرب ہے اصل امام صاحب تجب فرماتے ہیں

کہ کثیر وہی جسمین اثر نجاست کا ایک جانب سی دوسری جانب نہ پہنچی پہر علامت
نہ پہنچنی اثر کی امام صاحب سی یہ ہی کہ تحریک ایک جانب سی دوسری جانب
آب کی حرکت نکری - اقول امام بغوی صاحب فرماتی ہین کہ یہ تقدیر کیسی
مجہول ہی کیونکہ تحریک نہایت درجات مختلفہ رکہتی ہی بسبب قوت و ضعف
محرکان کی کذا فی المصفے - اور علامہ ابی نصر ابن محمد بن سلام فرماتی ہین
کہ کدورت جو ایک جانب آب مین بسبب غسل کرنکی پیدا ہووی وہ دوسری
جانب تک نہ پہنچی - اور ابو حفص کبیر جو شاگرد خاص ہین امام محمد کی وہ
فرماتی ہین کہ زعفران وغیرہ یعنی کوئی رنگ دار شی اوسمین ڈالی جاوی پہر
اگر رنگ ایک طرف سی دوسری طرف کو نہ پہنچی تو یہ علامت ہی عدم وصول
نجاست کی اور ابو سلیمان جوزجانی فرماتی ہین دہ دردہ کو اور اگر اس سی کچہ
کم ہی تو نجس ہوگا اور امام محمد صاحب نی تقدیر اوسکی اپنی مسجد کی ساتہہ ۱۰۴
فرمائی بعد پیمایش کی ایک روایت مین تو ہشت در ہشت ہوئی جو چونسٹہہ گز
مکسر ہوتی ہی اور دوسری روایت مین دہ دردہ جو سو گز ہوتی ہی اور ایک
روایت مین دوازدہ در دوازدہ گز جو ایکسو چوالیس گز ہوتی ہی اور ایک
روایت مین پانزدہ در پانزدہ گز جو دوسو پچیس گز ہوتی ہی کما قالہ الشیخ فی
اللمعات اور امام محمد صاحب نے قول دہ دردہ سی ہی رجوع کیا اور فرمایا کہ مین
اسباب مین کچہ تحدید اور تقدیر نہین کر سکتا ایہا المخاطب الاتری انہم فی کل
وادیہیمون غور تو کرو کہ اصل مذہب امام صاحب کا ماء کثیر مین یہ تہا کہ خلوص
نجاست ایک جانب سی دوسری جانب کو نہو اور اس عدم خلوص کی پہچان مین
امام اور صاحبین نی ساتہہ تحریک ایک جانب سی دوسری جانب تک بیان
فرمائی اور وہ نہایت ہی مجہول ہی کیونکہ تحریک موافق قوت محرک کی اور ضعف

تحریک کی باہم مختلف ہوتی ہی ایک تحریک سی تو دو گز تک ہی حرکت پہنچیگی
اور ایک تحریک سی پچاس گز تک صدمہ پہنچیگا اور جیسی تنی قلّہ کی معنی حدیث
قلتین مین چوٹی پہاڑ کی لیتی ہین ہم ہی کہتی ہین کہ اگر کتنی ہی کثیر پانی مین سمندر
ہو یا دریا ایک چوٹی پہاڑ کی گر پڑی تو پہر کتنی دور تک اوس تحریک کا
اثر پہنچیگا بینوا توجروا پہر بعد ان سبکے دیگر اصحاب اجتہاد اور ترجیح
کی تعبیرات مختلفہ اور تفسیرات مضطربہ کو خیال کیا جاوی کہ کسقدر مختلف
اور مضطرب ہین اور پہر اوس تفاوت پر غور فرمانا چاہیی کہ درمیان مسافت
چوتسہ گز اور سو گز اور ایکسو چوالیس گز اور دوسو پچیس گز کی کسقدر تفاوت ہے
سے ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا اور حدیث لایبولن احدکم الخ وغیرہ
من الاحادیث المعلومۃ منافی اور مناقض احادیث مجتہدہا اہل حق کی نہین ہی
آپکی اس اثبات تناقض بین الاحادیث پر ایک حکایت یاد آئی پیش کرتا ۱۰۵
ہون **مثنوی** گفت استا احول را کاندر آ رو برون آر از وثاق آن شیشہ را
چون درون خانہ احول رفت زود شیشہ پیش چشم او دو می نمود گفت احول
زان دو شیشہ تا کدام پیش تو آرم بکن شرح تمام گفت استا ان دو شیشہ
نیست رو احولی بگذار و افزون بین مشو گفت ای استا مرا طعنہ مزن
گفت زان دو شیشہ یک را بر شکن چون یکی بشکست ہر دو شد ز چشم مرد
احول گردد از میلان و خشم شیشہ یک بود بچشمش دو نمود چون شکست آن
شیشہ را دیگر نبود آپکو شرائط تناقض ہی نہین معلوم ان دو شعر کو ہی
یاد کر لیجیئے سے در تناقض ہشت وحدت شرط دان وحدت موضوع و محمول
و مکان وحدت شرط و اضافت جزو کل قوت و فعل است در آخر زمان
آپ گذارش یہ ہی کہ حدیث ماء دائم اور نیز حدیث استیقاظ اور ولوغ کلب پہر

پانی کی نجس ہونیکا کہان ذکر ہی جو منافض ان الماء طہور کے ہووی حدیث
ماء دائم مین نہی ہی پیشاب کرنیسی اور یہ نہین فرمایا کہ ماء دائم پیشاب
کردینی سی نجس ہوجاتا ہی مین آپسی پوچھتا ہون کہ اگر ماء راکد مین جو دہ
در دہ ہو پیشاب واقع ہوجاوی تو وہ آپکی نزدیک نجس ہوتا ہی یا نہین
شق اول آپ کی مذہب کی خلاف ہی اور شق ثانی جبکہ آپکی نزدیک علت
نہی تنجیس ہی تو کیا وجہ کہ نجس نہو پس معلوم ہوا کہ علت نہی حدیث لایبولن
مین تنجیس نہین ہی بلکہ ایذای بنی آدم اور لحاق لعن وطعن ہی ہان البتہ
اگر احد الاوصاف الثلثہ مین بالفعل متغیر ہو جاوی تو نجس ہوجاویگا کما ہو
بدلیل الاجماع اور چونکہ شارع حکیم وخبیر نی ذرائع اور وسائل کو بہی اپنی شریعت
مین مسدود او منہی فرمادیا ہی چنانچہ سابق مسئلہ قضا مین مفصلا بیان
ہوچکا لہذا پیشاب کرنیسی عموما خواہ آب کثیر ہو یا قلیل نہی فرماوی کہ
مبادا اسکی دیکہا دیکہی اور لوگ بہی پیشاب کردیا کرین اور یہ امر عادت
ہوجاوی اور پانی بعد چندی متغیر اور نجس ہوجاوی اور دیکہو حدیث بند کرنی
ذرائع کی عن ابی ہریرۃ قال انی سمعت حبی ابا القاسم صلعم یقول لا تقبل
صلوۃ امراۃ تطیبت للمسجد حتی تغتسل غسلہا من الجنابۃ رواہ ابو داود وروی
احمد والنسائی نحوہ۔ اب غایت الباب یہہ ہی کہ اگر پانی قلتین ہی ہم ہوگا
تو مخالطت نجاستہ سی درصورت عدم تغیر بہی مکروہ ہوجاویگا بسبب مظنہ حمل خبث
کی نہ نجس قطعی۔ اگی رہی لفظ حدیث کی مسلم شریف مین لا یغتسل احدکم فی الماء
الدائم وہو جنب اسمین بہی علت اور حکمت نہی فقط تکدر پانی ہی جس سی طبایع
سلیمہ کسیقدر نفرت کرتی ہین یا یہ حکم تعبدی ہی لیکن علت اس نہی کی بہی
تنجیس نہین ہی اب منصف لبیب کو ثابت ہوا ہوگا کہ دونوں حدیثونکی مفاد

اور مضمون مین وحدت محمول جو شرائط تناقض سے ہنین موجود مفاد
حدیث اول یہہ ہی ان الماء طهور لا ینجسه شی بشرط ان لا یتغیر احد اوصافه
الثلث اور مفاد حدیث دوم ان الماء لا ینبغی ان یبال فیه پس ان دونون
حدیثو نمین تعارض اور تناقض نہوا ـ علی ہذا القیاس حدیث استیقاظ اور حدیث
بیر بضاعه مین کسیطرح تناقض نہین ہوسکتا کیونکہ مابین اونکی نہ وحدت
محمول ہی اور نہ وحدت موضوع حدیث استیقاظ کا مضمون اور مفہوم ہی کہ
الاناء لا یغمس فیه الید حتی یغسلها ثلثا اور اگر وحدت موضوع بہی تسلیم کیا وی
تو پہر وحدت محمول کہانسی لاوگی جو شرائط تناقض سے ہی اور چونکہ محدثین
اس حدیث کو باب سنن وضو مین لاتی ہین تو اس سی صاف ظاہر ہی
کہ پیش از وضو ہاتہ کا دہونا حضرت نی مسنون فرمایا ہی اور غمس سے جو
نہی فرمائی وہ برای کراہت چنانچہ آخر حدیث کا اسکی دلیل ہی یعنی فانه ١٠٧
لا یدری این باتت یده تو معلوم ہوا کہ یہ امر بطور سنت اور مستحب کی ہی کہ
واسطی احتیاط کی اوسکا حکم کیا ہی نہ فرض و واجب حنفیو نمین سی کوئی بہی قائل
نہین کہ قبل وضو یا بعد تو م غسل یدین فرض و واجب ہوا اور جبکہ یہ امر ندب
کی واسطی ہوا تو نہی بہی کراہت کیواسطی ہوئی خصوصا جبکہ یہ لحاظ کیا جاوی
کہ حضرت علیه السلام نی لا یدری این باتت یده فرمایا کہ جس سی معلوم ہوا کہ
پلید ہونا ہاتہ کا خواب مین امر یقینی نہین ہی پس مجرد توہم اور احتمال سی
کوئی چیز فرض و واجب کیونکر ہوسکی یا حرام اور نجس قطعی بہی کیونکر ہوا اور اس
صورت بعد استیقاظ کی ڈالنا ہاتہ کا پانی مین علت تنجیس کیونکر ہوگا البتہ
اگر یون ارشاد ہوتا کہ ان غمس احدکم یده فی الاناء تنجس ماءه تو مفید مدعای
خصم ہوتا و دونه خرط القتاد ـ آگی رہی حدیث ولوغ کلب وہ بہی مناقض

حدیث بیر بضاعہ کی نہین بچند وجوہ اولاً بانیکہ اس حدیث اور حدیث بیر بضاعہ
مین وحدت موضوع نہین اور بغیر وحدت موضوع تناقض متحقق نہین ہوسکتا
- اور ثانیاً بانیکہ یہ حدیث حنفیونکی نزدیک منسوخ ہی علما حنفیہ کہتی ہین کہ
یہ حکم ابتدائی اسلام مین تہا بعد ازان منسوخ ہوا کما قال الشیخ عبدالحق ثالثاً
بانیکہ کیون نہین جائز کہ یہ حکم تعبدی ہو کیونکہ شریعت مین ہماری بہت سے
احکام تعبدی بہی موجود ہین کیا ضرور ہی کہ یہ حکم بسبب نجاست کی ہی ہو
خصوصاً جبکہ یہ لحاظ کیا جاوی کہ اگر حکم بسبب نجاست کی ہوتا تو کم سات
مرتبہ سی بہی کفایت کرتا کتی کی منہ کی نجاست تمہاری نزدیک بہی بول
وبراز سی بڑہکر تو ہی ہی نہین پس ثابت ہوا کہ یہ امر تعبدی ہی نہ بغرض
نجاست **سوال** اگر کوئی شخص کہی کہ تمہاری تقریر سی معلوم ہوا کہ ہر ایک
پانی جو روی زمین پر پایا جاوی وہ سب پاک ہی بشرط اسکی کہ رنگ مزہ بو ١٠٨
مین متغیر نہوا ہو مقدار قلتین ہو یا کم وبیش پہر تحدید قلتین جو تمہاری نزدیک
حدیث صحیح مین وارد ہی اوسکا کیا فائدہ اور مفہوم مخالف حدیث قلتین سے
ظاہر ہی کہ درصورت مادون قلتین کی وقوع نجاست سے پانی نجس ہو جاویگا
اگرچہ احد الاوصاف الثلث مین متغیر نہوا ہو تو حدیث قلتین معارض ومناقض
حدیث بیر بضاعہ کی ہوگئی **جواب** وبہ نستعین حدیث قلتین معارض حدیث
بیر بضاعہ کی ہرگز نہین ہی کیونکہ جسطرح حدیث بیر بضاعہ مقید ہی ساتہ اوس
زیادت کی جو مجمع علیہا ہی اسیطرح حدیث قلتین بہی مقید ساتہہ اوسی زیادت
اجماعی کی ہی تو حاصل حدیث یہ ہوا کہ پانی مقدار قلتین حامل خبث نہین ہوتا
کسی حال مین بشرط اسکی کہ بعض یا کل اوصاف ثلثہ پانی کی وقوع نجاست
سی متغیر ہو جاوین کہ اندرینحالت بضرورت حکم حس ومشاہدہ نجس ہو جاویگا

اور مفہوم مخالف حدیث کا فقط اتنا حکم کرتا ہی کہ مادون قلتین مظنہ حمل خبث
کا ہی اور اسپر دلالت نہین کرتا کہ مادون قلتین قطعًا ویقینًا حامل خبث ہو
جاتا ہی یا نجس قطعًا کیونکہ اول تو درمیان مفہوم مخالف اور موافق کی کسیطرح
تغایر تام کافی ہی خواہ وہ تغایر فقط کراہت اور عدم کراہت سہی ہی ہو اور
ثانیا یہ کہ پلیدی مخرج طہوریت آب تو وہی ہی کہ مغیر بعض اوصاف یا کل
اوصاف ثلثہ کی ہو اور نیز درمیان حمل خبث اور نجاست مخرجہ طہوریت کے
ہرگز تلازم نہین ومن ادعی فعلیہ البیان پس ثابت ہوا کہ مفہوم مخالف موافقہ
حدیث قلتین کا ہرگز تناقض اور منافات نہین رکھتا ساتھہ حدیث بیر بضاعہ
کی اور جبکہ شارع علیہ السلام نی نفی نجاست کی مطلق پانی سے کہا ہی بصیغہ
عموم کی ہی اور پانی مقید بقلتین سے ہی بطور عموم ہی کی کی ہی اور زیادت
مجمع علیہا بطور صیغہ استثنا کی ان دونون حدیثونکی مخصص واقع ہوئی ہی ١٠٩
غایۃ الامر یہ کہ نسبت حدیث بیر بضاعہ کی بطور مخصص متصل کی ہی اور نسبت حدیث قلتین کے
بطور مخصص منفصل کی اور یہ قاعدہ مقررہ علم اصول کا ہی کہ صیغہ عام خاص پر مبنی اور محمول ہوا
کرتا ہی مطلقا تو اب کچہہ منافات ان دونون حدیثون مین نہی۔ آگی رہی یہ بات کہ فائدہ
مقید کرنیکا ساتھہ قلتین کی کیا ہی کہ کلام فصیح و بلیغ مین کوئی لفظ تقیید وغیرہ
خالی از فائدہ نہین ہوتا **جواب** یہ ہی کہ فرق اور فصل کردینا درمیان
پانی قلیل و کثیر کے کتنا بڑا فائدہ ہی موضع اللرام کی شرح مین حجۃ اللہ البالغہ سے
نقل کیا ہی عبارتہ ہذا معنی وی آنست کہ حامل نمیشود خبث معنوی را کہ حکم کنیم
بان شرع نہ عرف و عادت و ہرگاہ یکی از اوصاف ثلثہ او متغیر گردد و حکم
کیفا وکما فاحش شود ازین باب نباشد قلتین اکمد فاصل میان قلیل و کثیر
مقرر کردہ اند بنا بر امر ضرور یست کہ چارہ نیست لزان بالکلیہ تحکم و جزاف است

وہمین ہست حال جمیع مقادیر شرعیہ وچون آب مقدار دو قلتین در زمین
مستوی باشد غالباً ہفت شبر در پنج شبر بود واینقدر را در نامی حوض است و
اعلی وساوانی قلہ است وہیچ آوند از قلہ نزد ایشان معروف نبود وقلال
ہجر ہم غالبا برابر نمیند پس این حدیث فاصل میان قلیل وکثیر وہر کہ
قائل نشدہ بقلتین مضطرب گردیدہ است بسوی شکل وی در ضبط مای کہ
ہمچو مالکیہ یا بسوی رخصت در ابار صحرا مانند شکمہای شتران وبالجملہ آنچہ
درین باب معتمد بہ تواند شد وعمل بران واجب گردد موجود نیست و حدیث
قلتین اثبت احادیث این باب است بی شبہ انتہی ملخصا اور واضح ہو کہ شارع
علیہ السلام نی جو حد فاصل درمیان قلیل وکثیر کی مقرر فرمائی اوسکا مطلب
یہہ ہی کہ اگر ما دون قلتین مین نجاست مخالط ہو لکن احد الاوصاف مین
تغیر نہ آوی اندرینصورت پانی پاک ہی لیکن بوجہ قلیل رہونیکی مکروہ ہی بخلاف 110
آب کثیر یعنی قلتین یا فوق القلتین کی کہ اگر اوسمین نجاست مخالط ہوگی تو
درصورت عدم تغیر استعمال اوسکا مکروہ بہی نہین ہوگا چنانچہ مصفی مین لکہا ہی
پس آنچہ اقرب بتحقیق می نماید اینست کہ آنجا دو علت است وہر دو موثر تغیر یعنی
ومخالطت نجاست پس تغیر او را نجس میسازد قطعاً ومخالطت مکروہ میسازد
بکراہت شدیدہ کہ جز بضرورت نباید مرتکب آن شدن اب قلیل را بخلاف
کثیر وہمو قول ابن حاجب یعنی مار قلیل کہ مخلوط باشد بنجاست مشہور از مذہب
مالک اینست کہ مکروہ است وبعضی گفتہ اند نجس است واینجا مفہوم مخالف حدیث
قلتین ومفہوم مخالف قول مالک با عموم حدیث ان الماء طہور اشتی پیدا کردہ
واللہ اعلم انتہی کلام المصفی اور اگر کوئی کہی کہ قلتین ہی کو حد فاصل قرار دینی
مین کیا حکمت ہی تو جاننا چاہیی کہ عرب کی نزدیک جو ظروف ماء دون قلتین

حد اوانی مین داخل ہین مقدار سبو کو کوئی حوض نہین کہتا اور مقدار فوق القلتین
اونکی نزدیک حوض مین داخل ہی یعنی اتنی مقدار کو حوض کہہ سکتی ہین اگر
زمین معتدل الانخفاض مین واقع ہو کیونکہ حیاض واقعہ فی ملک الحجاز بڑی بڑی
تالاب تو کیا دہ دردہ بہی نہین ہوتی ہین اور چونکہ نظر شارع علیہ السلام مین
پانی بقدر حیاض کندائیہ کثیر مین داخل تہا اور پانی بقدر ماہ کندائی یعنی مادون
القلتین قلیل مین داخل تہا اور درمیان اوانی او حیاض کی بجز قلتین ہجر کی
اور کوئی ظرف معروف اونکی نزدیک نہین تہا لہذا اوسکو حد فاصل قرار دیا
جو درمیان کراہت اور عدم کراہت کی معیار تقریبی اور تخمینی ہو گیا اور قلتین کو
حکم فوق القلتین کا دیا گیا اب منصف لبیب کو ثابت ہوا ہوگا کہ احادیث
احکام المیاہ مین باہم کسی طرح سی منافات اور تناقض نہین ہی و سب احادیث
واجب العمل اور زمانہ صحابہ مین بہی انہین احادیث پر عمل درآمد تہا اگر احوال
صحابہ درباب استعمال میاہ مختلفہ اور عدم مبالات اونکی دہ دردہ وغیرہ سی لکہی
جاوی تو اس مختصر مین گنجایش نہین دو ایک حدیث سید المحدثین بفتح الدال یعنی
حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی پیش کرتا ہون عن یحیی بن عبد الرحمن قال
ان عمر خرج فی رکب فیہم عمرو بن العاص حتی وردوا حوضا فقال عمرو بن العاص
یا صاحب الحوض ہل ترد حوضک السباع فقال عمر بن الخطاب یا صاحب الحوض
لا تخبرنا فانا نرد علی السباع وترد علینا رواہ مالک اور یہ امر پہلی بیان ہو چکا کہ
حیاض واقعہ فی الحجاز دہ دردہ نہین ہوتی ہتی قال فی المصفی و بیقین معلوم است
کہ حیاض حجاز غدیر کبیر نمی باشد و نہ عشر در عشر انتہی — و مر عمر بن الخطاب
یوما فسقط علیہ شئ من میزاب و معہ صاحب لہ فقال یا صاحب المیزاب ماءک
طاہر او نجس فقال عمر یا صاحب المیزاب لا تخبرنا و مضی ذکرہ احمد قولہ یہ کسب ماء

توافق ارائی عام وخاص اہل تو لا احتیاط واجب ہوتی ہی اقول و بہ نستعین
اگر ارائی عام وخاص سی ارائی غیر اہل شکوک و وسوسہ مراد ہی تو ارائی صحیحہ
اونکی مخالف احادیث صحیحہ مذکورہ کی نہین ہین بلکہ آرائی اونکی موافق روایت
اور مطابق درایت ہین کیونکہ کوئی عاقل گمان استعمال نجاست نہین کرتا
مگر اوسیوقت کہ یا تو جرم نجاست پانی مین مخلوط ہو جاوی اور بعینہ اوسی استعمال
کیا جاوی یا احد الاوصاف الثلث مین تغیر آجاوی ایسی ہی پانیکو قطعاً
عقل کہتی ہین کہ نجس ہو کیونکہ اس صورت مین عین نجاست کا استعمال لازم
آتا ہی کماً یا کیفاً تو ارائی صحیحہ ان احادیث کی مخالف نہوئین اور اگر ارائی عام
وخاص سی ارائی اہل وسوسہ و اوہام مراد ہین تو کسی پر اقتدا اور اتباع ایسی
ارائی فاسدہ کا لازم نہین چہوڑکر اقتدائی رسول مقبول ان آرائی کی تقلید
کیونکر کیجاوی وقد قال اللہ تعالی لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن ۱۱۴
کان یرجو اللہ والیوم الاخر۔ وایضا قال تعالی قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی
یحببکم اللہ وقال تعالی وان ہذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم
عن سبیلہ جاننا چاہئے کہ اہل وسوسہ تو مصداق اس حدیث کی ہین سیکون فی
ہذہ الامۃ قوم یعتدون فی الطہور والدعاء رواہ احمد وابو داود وابن ماجہ
اب اس حدیث کو ملاؤ اس آیہ سی ان اللہ لا یحب المعتدین اور درمیان وقوع
نجاست اور نجس ہو جانی پانیکی کسی عاقل کی عقل مین تلازم نہین ہی ورنہ
چاہئی کہ دہ دردہ بہی وقوع نجاست سے نجس ہو جاوی ہذا خلف اور حدیث
لا یبولن احدکم الخ بالضرور واجب العمل ہی نہ بوجہ احتیاط مخترعہ تمہاریکی بلکہ بوجہ
اوس احتیاط کی جو سابق مین شرح ہو چکی اور جسکی تو وسواس و اوہام کا نام احتیاط
رکہ لیا ہی وہ احتیاط کہ آخرت مین کار آمد ہو اور اوسپر اللہ تعالی عتاب کریگا

وہ سنت کی موافقت مین ہی اور جب سنت سے تجاوز ہوگیا تو وہ جہاں تہی
وضو ہی اور اسراف ہوگیا عن عبداللہ بن عمر بن العاص ان النبی صلعم مر بسعد
وہو یتوضا فقال ما ہذا السرف یا سعد قال افی الوضوء سرف قال نعم وان کنت
علی نہر جار رواہ احمد وابن ماجہ وفی جامع الترمذی من حدیث ابی بن کعب
ان النبی صلعم قال للوضوء شیطان یقال لہ الولہان فاتقوا وسواس الماء پس
اندرینصورت اتباع کرنا ایسی ظنون فاسدہ کا احتیاط نہین ہی بلکہ بڑی احتیاط
یہ ہی کہ اس احتیاط کو جلد اور فی الحال ترک کردی سے غافل ز احتیاط نفس
یک نفس مباش بو شاید ہمین نفس نفس واپسین بود اور دہونا ہاتھ کا بعد نوم
مستحب ہے نہ واجب کما مر مولف جو واجب کہتا ہی خلاف مذہب جمہور ہی اور حرمت
اکل صید واقع فی الماء پر مولف جو قیاس کرتا ہی وہ قیاس مع الفارق ہی کیونکہ
وہان صید مذکور کی سبب حلت مین ہی شک واقع ہوگیا ہی اور حیوان مین ١٦٣
بموجب مذہب حق کی اصل حرمت ہی بخلاف پانیکی کہ اوسمین اصل حلت ہے
تو قیاس اس چیز کا جسمین اصل حلت ہی اوپر اوس چیز کی جسمین اصل حرمت ہے قیاس
مع الفارق ہوا۔ برای خدا آپ جو با جتہاد خود قیاس فرمایا کرین تو شدہ اس
قاعدہ پر غور اور امعان نظر فرما لیا کرین کہ اذا ثبت ان ہذا علۃ لکن یمکن ان
یکون فی الفرع مانع او لخصوصیۃ الاصل اثر قولہ اب گذارش الی قولہ دس کی حکم
بیس لیجئیگی اقول حدیث الماء طہور لکین الف لام کا استغراقی ہونا ہم ثابت
کرتی ہی اگرچہ اور منظور ہی تو سنئیی بحر العلوم شرح مسلم میں کہتی ہیں ثم اختار عند جابر بن حنیفہ
ومشایخ الشافعیۃ والمالکیۃ ایضا علی ما ہو الظاہر علی ان المدخول حقیقۃ الی الاخر
عند مشایخ الامر کما انہ بعینہ مفرد لیہم وقال فی مقام آخر ثم اختار عند جابر مشایخنا
ومشایخ الشافعیۃ والمالکیۃ بل الحنبلیۃ ایضا علی ما ہو الظاہر ان المدخول حقیقۃ

فی الاستغراق عند مقارنۃ اللام کما ان مدونہا للفرد المبہم - اور یہ بات ثابت ہو چکی
کہ اگر حدیث متنازع فیہ ضعیف بہی تسلیم کیا جاوی تو بہی بسبب وجوب تقلید مجتہد
امام کے حدیث ضعیف پر بہی عمل کرنا آپ پر واجب ہی اب اگر آپکی پاس کوئی
دلیل ایسی مواقع مین ایسی حدیث پر عمل نکرنی پر دلالت کرتی ہو تو لاییی اور
تیش کی جگہ تیش لیجائیئے قولہ بہی حنفیہ الی قولہ فرق اب قلیل و آب کثیر
مین متفق علیہ اقول و باللہ التوفیق حدیث الماء طہور درصورت الف لام استغراق
کی وجب العمل اور ترک عمل مین کسیطرح کی معذوری نہین کیونکہ مخصص متصل
الا ان تغیر ریحہ او طعمہ او لونہ موجود ہی اور الف لام عہد کی کچہ ضرورت نہین کہ
العبرۃ لعموم اللفظ لا لخصوص السبب اور اگر یہ شک واقع ہو کہ ذکر ایک خاص پانی کا
پہلے الماء کی قرینہ عہد کا ہی تو اوسکا فک یہ ہی قال المولوی عبد الحکیم علی حاشیۃ
مختصر معانی و ہذا التقدم شرط لصحۃ استعمالہ کما فی الضمیر الغائب لا انہ قرینۃ کما وہم اور 114
دلیل استغراق جو استثنا ہی موجود یعنی الا ان تغیر ریحہ الخ اور حدیث قلتین اول تو
مضطرب نہین اور اگر ضعف و اضطراب بہی اوسکا تسلیم کیا جاوی تو بہی بموجب
مذہب امام کے خصم پر حجت ہی کما مر اور مولف یہ جو کہتا ہی (کہ شرائط ادای
فرائض کی لیئے ایسی حجت چاہیئی کہ جیسی فرائض کی لیئے) اس سے کیا مراد ہی اگر
یہ مراد ہی کہ ثبوت طہارت کسی مخصوصہ پانیکی واسطی حجت قطعی جسمین کسیطرح کا
شبہ نہو چاہیئی تو مذہب کہ مولف اسکا بہی قائل ہو گا کہ ہر ایک ستونی پر وحی اترتی
ہی کہ فلان پانی طاہر ہی اور فلان پانی نجس کیونکہ بغیر نزول وحی کی طہارت
قطعی و یقینی جسمین کسیطرح کا شک و شبہ نہو اکثر میاہ کی نسبت ثابت ہو نہین سکتی
ہی کہ علم غیب تو کسیکو دیا ہی نہین گیا اور نیز اس صورت آپکی مذہب مختار
اور حدہ کی مخالف و ناقض ہو گا کیونکہ آپکی نزدیک یہ امر باجتہاد مبتلی بہ چہوڑا گیا

اور یہی عمدہ اور مختار حضور والا ہی اور ظاہر ہی کہ رائی جتنی بہ حجت قطعی ہرگز
نہین ہوسکتی اول تو عوام الناس صاحب رائی اور تدبر ہی نہین ہوتی
اور نہ مراتب قوت وضعف کو پہچان سکتی ہین بلکہ جسقدر انکو کچھ رائی اور فہم
ہوتا ہی اوسمین بہی اعتماد اپنی فہم ورائی پر نہین کرسکتی اگلی رہی اصحاب رائی
وتدبر اونمین اسقدر اختلاف ہوگا کہ احصار نہو سکیگا سابقاً جو اختلاف ارای
اصحاب رائی مذکور ہوچکا ہی اسکو بہی اوسپر قیاس کرلو ؎ قیاس کن زگلستان
من بہار مرا ۔ الحاصل درمیان آپکی دونون کلامونکی تناقص ہوا ادہر تو حجت
قطعیہ کے طالب جو متعلق بوہمی ہی اور ادہر رائی جتلی بہ آپکی نظرمین عمدہ اور
مذہب مختار ؎ ادہر اللہ سی وصل اور ادہر مخلوق سی شامل ؛ خواص اوسی
برزخ کبری مین ہی صرف مشد دکا ۔ اور اگر یہ مراد ہی کہ ثبوت طہارت بموجب
115 قواعد شرعیہ اور موافق سنت سنیہ اور طریقہ محمدیہ کی چاہیئے تو وہ ماتحن فیہ مین
موجود ہی اور آپکے ایسی وسوسون سی نفی طہارت نہین ہوسکتی دیکھو صحیح مسلم
مین ہے عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم اذا وجد احدکم فی بطنہ شیئاً
فاشکل علیہ اخرج منہ شئی ام لا فلا یخرج من المسجد حتی یسمع صوتا او یجد ریحاً وفی
الصحیحین عن عبد اللہ بن زید قال شکی الی رسول اللہ صلعم الرجل یخیل الیہ انہ
یجد الشئی فی الصلوۃ فقال لا ینصرف حتی یسمع صوتا او یجد ریحاً وفی المسند وسنن ابی
داؤد عن ابی سعید ان رسول اللہ صلعم قال ان الشیطان یاتی احدکم وہو فی الصلوۃ
فیاخذ بشعرۃ من دبرہ فیمدہا فیری انہ قد احدث فلا ینصرف حتی یسمع صوتا او یجد
ریحاً ولفظ ابی داؤد وجد ریحاً بانفہ او سمع صوتاً باذنہ وغیر ذلک من الاحادیث
الصحاح والحسان لیکن اب آپکو ثابت ہوا ہوگا کہ حنفیہ کی ذمہ درصورت خلاف
کرنی ان احادیث صحاح کی جواب ہی لازم ہی اور نہ جنکی جواب محض بیکار

اور اب قلیل وکثیر مین جو فرق شارع علیہ السلام نے مقرر کیا ہے تو وہ مقدار قلتین
ہی جس سے غرض شارع کی یہ ہے کہ پانی مقدار قلتین مخالطت نجاست سے
درصورت عدم تغیر مکروہ ہوگا نہ نجس اور مقدار قلتین یا فوق قلتین جائز رہیگا
بلاکراہت کما مر مفصلا فتذکر **قولہ اسلیئے رائی مبتلی بہ پر کہنا الی آخرہ اقول**
درحالیکہ معیار قلت وکثرت کی شارع علیہ السلام نے تغیر اور عدم تغیر کو مقرر فرمایا
اور قلتین کو حد فاصل درمیان کراہت اور عدم کراہت کی مقرر کر دیا تو بادجود
ہونے نص کی رائی مبتلی بہ کا کیا اعتبار ہے کہ آب آمد و تیمم برخاست مثل
مشہور ہے سمجھنا کہ رائی مبتلی بہ بھی معتبر ہے لیکن جب ہی تک کہ موافق سنت کے
رہی کہ عشق سعدی تا بہ زانو آپ نے بھی سنا ہی ہوگا تو درصورت خلاف ہونے
سنت کی وہ رائی وسواس اور وہم ہوکر مردود ہو جاویگی جیسا کہ مثلاً اداے
جہاد میں تمیز مومن وکافر کی بموجب آپکے فرمانیکے رائی مبتلی بہ پر چھوڑی گئی 116
ہے تو اب اگر کوئی شخص مومنین ہی پر جہاد جاری کرنے لگی اور کہی کہ مجھکو شک
ہوگیا ہی کہ شاید ان مومنین کا دل کفر کیطرف پھر گیا ہو کیونکہ حدیث میں آیا ہے
ان القلوب بین الاصبعین من اصابع اللہ یقلبہا کیف یشاء۔ یا نماز جماعت کسی
امام مومن کی پیچھے نہ پڑھی اور جائز نہ بتلاوی اسی دستاویز سے کہ مبادا یہ امام
مرتد ہوگیا ہو کیونکہ حدیث میں آگیا ہے یا کوئی عورت کسی مرد مومن سے نکاح
نکری اسی شک اور دستاویز سے یا کوئی مرد کسی عورت مسلمہ سے اسی دستاویز
نکاح نکری تو ایسا شخص واہم اہل عقل کی نزدیک مخبط الحواس ورد وہمی شمار ہوگا
اب گذارش خدمتمین یہ ہی کہ اگر آپکے پاس کوئی ایسی دلیل ہو جس سے ہمقام
میں رائی مخلوط بالوسوسہ کا معتبر ہونا ثابت ہو تو لائیے اور بنیش کی جگہ بنیش
لیجائیے اور یہ بھی یاد رکھیے کہ وعدہ اصلی اور صادق تو وہی درس حدیث کا ہے

وحدیث یہ ہی اور باقی آپکی ہزلیات کا جواب ہی بلکہ بمقابلہ آپکے وعدون کے
ایہ ہر سی یہ وعدہ ہی کہ ع اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل ما را ، بخال ہندوش
بخشم سمرقند و بخارا را ، زیادہ دردہ اوسکا اثبات تو آپکی ذمہ باقی ہی ہی اور جو
اکثر اصحاب متون و شروح کتب حنفیہ نی اوسیکو لازم پکڑا ہی تو در صورت عدم
اثبات وثبوت کی التزام کرنا اوسکا بدعت حقیقیہ مین داخل تو اہل حق عامل بالحدیث
ہوا ونکی تقلید کے ترک کرنے مین عذر معقول و وجہ مقبول وہذا آخر ما اردنا ایرادہ فی
جواب الادلہ الاذلہ باصرار بعض الاحباب الاجلہ خصوصا المنشی عبد الرحمان
سلمہ المنان والحافظ عبد اللہ جعل اللہ عقباہ خیرا من اولاہ والحمد للہ رب العالمین
والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ وصحابہ اجمعین آمین یارب العالمین ـ

تاریخ ختم رسالہ مصباح الادلہ لدفع الادلۃ الاذلہ از جناب مولف صاحب مدظلہ

المنۃ للہ کہ مصباح ادلہ
شد ادہق از ہیچ ہمہ گردید اذلہ

شد ختم بفرمایش احباب اجلہ
تاریخ تمام از سر اخلاص عیان شد

ہر تاریخ باطل کہ بدارد قاسم محمود
با بیا جوید حق بلغ الہدی محجلہ

تاریخ طبع از طبع وقاد و ذہن نقاد حضرت مولف صاحب مدظلہ

اندنوں کیا فضل و لطف فالق الاصباح ہے
ہی شب قدر آج شب ان روز استفتاح ہے

کیونکہ مصباح الادلہ طبع ہوتا ہی جواب
ظلمت بدعت کا دافع کیا ہی یہ مصباح ہی

خانۂ سنت کا در جو کہولنا منظور ہے
اسکو لواہی اہل سنت یہ عجب مفتاح ہی

تہا ادلہ کاملہ بے شک ادلہ ناقص
در جواب اوسکی چہاپا یہ قوت ارواح ہے

نفس اماری کی سر کو کاٹ کر کہہ سال طبع
شتر بدعت کے لیئے احسن یہی اصلاح ہے

تمت تمام شد

الحمد للہ کہ تتمہ رسالہ مصباح الادلہ مسمی بجواب الالتماس عن ازالۃ الوسواس
از رشحات کلک ہدایت سلک جناب مولانا سید سند محمد احسن صاحب امروہوی

کل شئ من ظریف ہو ظریف

سنی مذہبا والقادری نسبا دام ظلہ العالی الی مدی الایام واللیالی 118

جواب الالتماس عن ازالۃ الوسواس ملقب بعبارت سامی معہ جواب تحقیقی و الزامی

جواب الجواب تو ہو چکی التماس وہ یادداشت ہی سن لیجیے ہمکو بالیقین آپکی تحریرات سے معلوم ہوا ہے کہ اگر کوئی شخص ٹھکانیکی بات کہتا ہے تو آپ مضامین شعریہ و خیالیہ کہکر ٹالدیتے ہین یا سوال پر سوال کرنی لگتی ہین اور اس بہانہ سی جواب سے سبکدوش ہوجاتے ہین چنانچہ آپ نی رسالہ ادلہ کاملہ (ہر عکس نہند نام زنگی کافور) مین اول سی آخر تک یہی انداز اختیار کیا ہی اور شروع سی انتہا تک سیکا بنا کیا بحکم انکہ سہ آغاز کردہ بہ سانش با نتہا ۔ اہل انصاف کو میری اس دعوی کی تصدیق کیواسطی یہ آپکا رسالہ ادلہ کاملہ اور نیز رسالہ مصباح التراویح ہردو شاہد عدل کافی ہین کہ جنمین محض بی تعلق اور بی تکی باتین ذکر فرمائی ہین اور اس

الناس مین تو آپنے بی تکی کو کمال ہی درجہ پر پہنچا دیا ہے وآہیات جاہلانہ تعصب
کرکے جواب لکہنی کو طبیعت نہین چاہتی تہی کہ ع جواب جاہلان باشد خموشی
اور یہی وجہ ہے جو ارشاد ہوا کہ واذا خاطبہم الجاہلون قالوا سلاما لیکن باصرار
و فرمایش محبی و شفیقی مولوی عبدالحق صاحب مولف رسالہ تقریر دلپذیر برادر
زادہ مولانا عبید اللہ صاحب مصنف تحفۃ الاخوان و تحفۃ الہند وغیرہما من الرسایل
المفیدۃ چار و ناچار کچہ یہان بہی گذارش کرتا ہون خیر اوقات تو ضایع ہوگی
سے ہمین جینا بناچاری جو آگی تہا سواب بہی ہی ہی ۃ او ہنین کار دل آزاری
جو آگی تہا سواب بہی ہی ۃ اور غور سی دیکہی تو آپ نی پہلی ہی سی یہ انداز
اختیار فرمایا ہی بہلا جس بات کا آپ سی کوئی سائل ہو تو موجب قانون مناظرہ
اور داب مباحثہ کی دلیل اپنی دعوی کی کیون نہین دیتی اور خلاف قانون
مناظرہ سوال پہ سوال کیون کرتی ہو ہیچ فرمایا مولانا محمد حسین صاحب لاہوری ۱۱۹.
مدظلہ نے کہ یہ لوگ (یعنی مقلدین) اسی غرض سی (یعنی تاکہ کوچہ جواب الات
مطلوبہ مین قدم رکہنی کی نوبت بہ سون تک نہ پہنچی) ان بی تو نین بات کو ٹلاتی ہین
اور حیلہ و بہانہ سی جوابدہی سی جان چہڑاتی ہین ورنہ کوئی تو انہین سی بجواب
سوالات اشتہار کوئی آیہ قطعی الدلالت یا حدیث صحیح صریح پیش کرتا اور بحث مقصود
کیطرف متوجہ ہوتا اور اس بات کا آجتک کسی نی فضلائی پنجاب و ہندوستان و
خراسان و عربستان سی حوصلہ نہ پایا اور باوجود اسکی کہ ایک سال سی زیادہ مدت
انکا تعاقب کیا گیا اور اشتہار رسائل عشرہ کئی دفعہ جابجا ایک ایک کی گہر پہنچا کسی نے
جواب مطلوب نہ لکہا اکثرون نی تو سوال پہ سوال کرنیکو ہمیشہ کہیشہ بنایا اور جہان انکو
جگہ نہ ہی وہان سب و شتم و طعن و تشنیع کی سپر کو آڑ بنایا اور بعضون نی احادیث
ضعیفہ موضوعہ و روایات غیر متعلقہ کو پیش کیا الغرض مطلب کی بات ایک نی نہ لکہی

انتہی کلام مولانا مدظلہ العالی اور آپنے تو یہ سب چالین چلین ہین اور جوش وخروش
ہم بیچاروں پر اسکی علاوہ لیکن اس سے کیا ہوتا ہی کرے برہان قوی باید و
معنوی ٭ نہ رگہای گردن بحجت قوی ٭ آپ اپنی گہر کی خبر کیون نہین لیتے
کہ اجڑا جاتا ہے اور شجرہ تقلید شخصی جس نے دین اسلام کی رونق وتازگی کو
کہو دیا تہا وہ اب جڑ سے اوکہڑا جاتا ہے سنت نبوی پہیلی جاتی ہی زمین تقلید
شخصی کی دہلی جاتی ہی اگر آپ کی پاس حدیث صحیح متفق علیہ نہین ہی تو لیت ولعل
سے کیا فائدہ صاف کہدو بندہ چاہی سائل بنکر مطالب مشار الیہ کی لئی احادیث
موصوفہ بوصف مذکورہ ہمسی درخواست فرماؤ - اور ہماری جگر کو دیکہو کہ باوجود
اس تمہاری اولٹی چال کی بہی ہمنی اپنی احادیث محتج بہا کی کچہہ تشریح کردی تا ہم
اگر آپ کچہہ نکر سکیگے تو ہم بہی انشاء اللہ تعالی کچہہ نکر سکیگے مگر عبد اللہ و برای خدا جو کچہ
آپ کریں فہم وانصاف سے کریں اور سمجہوں اور شروع ہموںنکو مقدمہ دین مین ۱۲۰
دخل ندین اور تعصب کو چہوڑیں اور اس نارسائی پر خود رائی سے منہ موڑیں
مقام تحیر ہے کہ مسئلہ عاشر کے جواب مین آپ نے بے اصل ہونیکا اقرار کرکے
پہر کچہ انکار سا کردیا ہے قسمت کی خوبی ہی کہ کہاں ٹوٹی ہی کمند ٭ دو چار ہاتہہ
جبکہ لب بام رہگیا ٭ ورنہ ہمکو آپکی اس ظاہر پرستی اور خود رائی اور تقلید جہل
فی الجدید سے یہ اندیشہ ہے کہ آپ کسی نسخہ محرف فقہ اکبر مین لکہا دیکہکر متشابہات
تک پہنچین گے اور ید اللہ فوق ایدیہم اور الرحمن علی العرش استوی کے بہروسے
خدا کو نعوذ باللہ مجسم بتانی لگین گے کیونکہ مبین کتاب الہی جو سنت رسول ہے
کہ السنۃ قاضیۃ علی الکتاب اوسکو تو واجب العمل جانتے ہی نہین اور ایک وقت
آپکو اندیشہ ہی کہ منیۃ کنز قدوری مین کہین اسکی تفسیر لکہی نہین اور ہمکو یہہ بہی
اندیشہ ہے کہ آیہ فما استمتعتم بہ منہن فاتوہن اجورہن کو متعۃ النکاح پر محمول کرو

کیونکہ جیسے احادیث قرارت فاتحہ خلف الامام وغیرہ کو نہین مانتی تو جو حادیث
انس آیہ کی مفسر دیبین ہین اونکو کب مانوگے اور مین جانتا ہون کہ آپ اپنا
کام کر چکے ہین کیونکہ ہرچند یہ بات بالخصوص آپکی نسبت نہین سنی گئی پہ یہ
شور تو ایک مدت سی ہے کہ حضرت صاحب ہدایہ نی تجویز متعہ کی نسبت یہ
کہدیا ہے وقال مالک ہی جائزۃ اور قریب القیاس یہی ہے کیونکہ جب آپکی
نزدیک نکاح محرمات ابدیہ بہی منعقد ہوجاتا ہے تو نکاح متعہ نے کیا قصور کیا ہی
جو منعقد نہوا بد بہر عبداللہ بن مسعود وغیرہ کا منکر تحریم ہونا حدیثون مین مرقوم ہی
ہی اور آپ نی یہ انداز اختیار کرہی لیا ہے کہ احادیث منسوخہ اور آثار صحابہ
مرجوعہ عنہا کو احادیث مرفوعہ صحیحہ نصوص قطعیہ صریح الدلالۃ پہ مقدم اور مرجح
کردیتی ہو یہاں نیز بہی وہی انداز مختار رکہوگے اور کیون چہوڑوگے بقول شخصی
قول مردان جان دارد علاوہ یہ کہ جب افترا باندہنا ہی ٹہیرا تو امام مالک ہی کی 121
کیا خصوصیت ہے امام ابو حنیفہ سہی کل کو کوئی محشی ہدایہ کا یون لکہدیوےگا کہ اصل
عبارت ہدایہ کی یہ ہے کہ المتعۃ جائزۃ عند ابی حنیفۃ وقال مالک باطلۃ
اور مسائل فقہیہ کو کتاب وسنت پر عرض کرنیکا مسلک تو آپکا ہی ہی نہین جس سے
اصل حال معلوم ہو تو سب مقلدین اس طوفان بی تمیزی مین ڈوب جاوینگی
اور چونکہ آپ بفضلہ تعالی قوت اجتہاد رکہتے ہی ہین مسئلہ نفاذ قضاء قاضی
بشہادت زور اور مسئلہ انعقاد نکاح محرمات ابدیہ وغیرہما مین آپکا اجتہاد مسلم العموم
کالانعام ہے ہی تو یہ کب ہوسکتا ہے کہ یہ شور اوپر ہی اوپر رہے ۔ اور نیز یہ خوف
بہی مجہکو ایک مدت سی ہے کہ مبادا بعض مقلدین خدا کی ہاتہ پانونکو ایسا ہی
سمجہنے لگین جیسے ہمارے تمہارے ہاتہ پاؤن ہوتے ہین تامل رہیگا تو اتنا ہی
رہیگا کہ کاہیکے ہین چاندی کی یا سونیکی یا کاہی آہنی اور یہ خوف دو وجہ سے ہے

ایک تو بسبب وجوب تقلید شخصی کے کہ جتنی فرق باطلہ گمراہ ہوئی ہین اسی آفت تقلید
شامل ہوگئی ہین سچ فرمایا مولانا روم نے ۵ زانکہ تقلید آفت ہر نیکو یست ۃ کہ بود
تقلید اگر کوہ قویست ۃ اور دوسری وجہ خوف کی یہ ہے کہ کنز قدوری منیہ
صفات الہیہ کا کہین بیان نہین اور کتاب وسنت بمقابلہ تقلید کے ساقط الاعتبار
مین قیاس ہی قیاس رہگیا سو قیاس مین ایسے ہاتھ پاؤن آتے نہین جیسے ہمارے
تمہارے ہاتھ پاؤن کی مانند ہون - اور اس تقلید جبل فی الجید سے مجھکو یہی
اندیشہ ہے کہ آیات قرآنی اور تمام احادیث صحاح وحسان جنکا مضمون ہدایہ
مین مندرج نہین ہے اونکو معارض ہدایہ تصور کر کے پایہ اعتبار سے ساقط
فرماوینگی کیونکہ حدیث گو صحیح ہی کیون نہو پر کہین ہدایہ کو پہنچتی ہی حدیث مین تو احتمال
موضوع ہونیکا منکر ہونیکا مضطرب ہونیکا اور دیگر دس طرح کی احتمال ہین و اذا
جاء الاحتمال بطل الاستدلال بعد ان احتمالون کثیرہ کے اگر تہوڑی ایسی حدیثین باقی
بہی رہین تو اونپر عمل کیا جاوی یہ تو مثل مشہور ہی ہے کہ سو مین سے سٹہ
آدہے گئے بٹ یعنی چارون اماموین حدیثین بٹ ہی گئی ہین باقی دس
دس دلا دو گا دس کا دینا کیا اور فرض کیا کہ حدیث صحیح متفق علیہ نص قطعی
صریح الدلالت بہی ہو تو بہی احتمال ہے کہ منسوخ ہو خصوصًا جبکہ کچہ لحاظ ہٹ
دہرمی کا بہی رہے تو یہ بہی احتمال ہے کہ مخصص ہو یا مقید ہو یا مؤول ہو یا معارض
ہو وغیر ذلک من الاحتمالات الکثیرۃ التی تجری فی احادیث النبی الامی ولا تجری
فی اقوال المنقولۃ عن الامام الاعظم الاعلم بل فی غیر المنقولۃ عنہ ایضًا لا تجری
علاوہ یہ کہ کتاب وسنت کی رد ونفی کے واسطے قطع نظر ان احتمالات مذکورہ کے
جو گیارہ شبہات کہ حضور نے اسجگہ وارد کیے ہین یہی کافی ووافی ہین ایک تو
وہ احتمالات مذکورہ تہے ہی اور ایک یہ شبہات ہوئی تو اب ایک ودا ایک گیارہ

ہوگا

ہو گئیے اور پہر جب کہ اب تک اور بہی اعتراض اپنے ذہن نقاد اور طبع وقاد سے
پیدا کیے ہی ہونگے کتاب ہدایت المسلمین پادری عماد الدین کی آپکے پاس
موجود ہوہی گی جس سے اور شبہات بہت سے آپ لکھ سکتے ہین اور فارغ البال
نہین بیٹھ سکتے سے بیکار مباحث کچھ کیا کرئیے پڑے ہی اور پہر کر سیا کرئیے زندگی
کا کیا بہروسا ہے مبادا کل کو موت آجاوے اور اعتراض کرنا کتاب وسنت پر
باقی رہجاوے سے ساقیا یہان لگ رہا ہے چل چلاؤ ۔ جب تلک بس چل سکے
ساغر چلے ۔ اور یاد رکہیے کہ این ہمان سنگ است کہ بر سر من زدہ بودی آپ
آپ کے مقابلہ کو ہم بہی حاضر ہین بسم اللہ این گو واین میدان لکل فرعون موسی
آپ نے سنا ہی ہوگا اب آپکے کل وسواس بے اساس کو بعینہ نقل کرکے جواب
دیتا ہون وسوسہ اول از طرف حنفیہ اگر حدیثون اور روایات تواریخ سے
بہ نسبت قرآن شریف کفار کا ریب و تردد مین ہونا سمجہ مین آتا ہے تو قرآن مین ۱۲۴
لاریب فیہ فرماتے ہین جس سے بوجہ وقوع نکرہ فی سیاق النفی بالکل ریب و تردد
کا نہونا ثابت ہوتا ہے کسیکے دلمین کیون نہو مگر ان آپکو یہ کہنے کی گنجائش ہے
کہ قرآن شریف مین ریب کی نفی ہے احادیث و تواریخ مین یقین بطلان تواتر کا
مذکور ہے مگر اسکو کیا کیجیے کہ بہت سے ضعفا کو تردد ہی ہوا دوسرے نفی لاریب
ایسی ہے جیسی نہی لاتقل لہما اف جیسی اوس سے بدلالۃ النص ضرب وغیرہ
کے نہی نکلتی ہے ایسی ہی لاریب سے یقین بطلان کی نفی نکلتی ہے بہر حال
لاریب فیہ لاریب آپکی نگاہ ہو مین اکثر احادیث و تواریخ بلکہ مشاہدات کی نسبت
موجب ریب ہوگا ازالۃ الوسواس از جانب محمدیہ ارباب الباب پر پوشیدہ
نہو وہ واضح رہے کہ کوئی سوال ان گیارہ سوالونمین سے استحقاق جواب نہین رکہتا
کیونکہ سوال بمقابلہ سوال ہے اور نیز کوئی غرض صحیح قابل سماعت اہل انصاف

ان سوالونکی کرنیسے معلوم نہین ہوتی اور کوئی سلسلہ ان گیارہ سوالونمین سے
جواب سوالات عشرہ سے بہی بہ تعلق صحیح تعلق نہین رکہتا نہ تعیین مراد کے
غرض پر حمل ہوسکتے ہین نہ تمہید مقدمات ضروریہ بن سکتے ہین بلکہ فراغرض المناظر
سے تعلق رکہتے ہین اور اگر یہ غرض ہے کہ جیسی ان گیارہ سوالات کے
جواب ظاہر اور روشن ہین اسیطرح تمہارے دس سوالات کے جواب ظاہر
ہین تو یہ بات بہی بالکل غلط ہے عرصہ قریب دو برس کا ہوا اجتک کسی سے
ہمارے سوالات کا جواب نہین ہوسکا اور تمنی بہی اتنا پتا ہی تبلایا ہی
چنانچہ دیباچہ کتاب مین خود مقر ہو۔ اللہم الا ان یقال شاید آپکی یہ غرض ہو
کہ آیات اور احادیث مندرجہ سوالات یازدہ مین جسطرح تم تاویلات کرتی ہو
اوسیطرح ہم بہی مسائل عشرہ مین تاویل کرسکتے ہین اقول یہ قیاس آپکا محض
غلط اور مع الفارق ہے اولا تو باینوجہ کہ یہ شبہات آپکے فریقین کی نزدیک ١٢٤
مردود اور ہباء منثور کے مصداق ہین بخلاف مسائل عشرہ کے پہر اون اعتراضات
مسلم الرد فریقین کو آپ یہاں پر کیون وارد کرتے ہین وثانیا باینوجہ کہ ان آیات
اور احادیث مین جو تم ایراد تعارض کرتے ہو وہ ایسا ہی جیسا کوئی کہے کہ
بہت سی آیات سی تو نماز کی فرضیت پائی جاتی ہے اور لا تقربوا الصلوۃ
سے عدم فرضیت بلکہ حرمت اوسکی ثابت ہوتی ہے تو کلام الٰہی مین باہم
تعارض اور تناقض ہوگیا اور من عند اللہ نہوا۔ سو ایسا شبہ کرنا عقلا سے نہایت
بعید ہے اور ثالثا باینوجہ کہ بموجب مذہب اہل حق کے جسکو ہم دیباچہ رسالہ تنبیہ
در باب عمل بالکتاب والسنتہ مشرح و مفسر کرآئی ہین یہ سوالات کسیطرح وارد نہین
ہوسکتے ہین اور اولٹا کہ بموجب مسلک تقلید کے تم پر ہی عائد ہوتی ہین بلانہ
بموجب مسلک تحقیق کے بیچار و ناچار جواب مثل الماس سے اساس آپکے

کل وسواس کی کندہ کیجاتی ہے دیکھیئے اور سنیئے کہ یہ اول شک اور وسوسہ آپکا
بطور مثل ننکے ایسا ہی کہ کوئی اندھا وقت دوپہر کے دہوپ مین بیٹھہ کر کہے کہ
مجھکو تو آفتاب کی روشنی نظر نہین آتی اور وجود ضوء شمس مین مجھکو شک ہی اور
یہ جو حرارت دہوب کی مجھکو معلوم ہوتی ہی وہ شاید آگ کی حرارت ہو کیونکہ
ماننا مین فی کہ حرارت آفتاب کی ایک اثر ہے اوسکے آثار سے لیکن آثار کا موثر
سے عام ہونا اولہ کاملہ کے صفحہ ۴۴ سطر اول مین لکھا ہوا ہے جناب من
شک و ریب اوسکا کسی اہل عقل کے نزدیک سوائے آپکے ایسا نہین کہ اوسکا وجود
معتبر مانا جاوے اور بموجب مسلک اہل حق کے لاریب فیہ کے یہی معنی ہین کہ
قرآن شریف کا من عند اللہ ہونا بسبب سطوع برہان کی مانند آفتاب کی ایسا روشن
ہے کہ کوئی شخص بصیر و بینا بعد حاصل کرنے نظر صحیح کے اوسمین شک و ریب نہین
کرسکتا اور تعلق ریب کیطرف فی نفسہ وہ قابل نہین ہوسکتا اور اگر کسی اندھے کو ۱۲۵
یا جسکی نظر صحیح نہو اوسکا من عند اللہ ہونا نظر نہ آوے تو قرآن شریف مین کیا جرح
وقوع ہوا ـــ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ؛ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ ؛ اور لاریب فیہ کے
یہ معنی نہین ہین کہ اس قرآن مین کوئی شخص ہیچ کا بہولا ہوا بہی شک نکریگا
البتہ اگر یون ارشاد ہوتا کہ لا یرتاب فیہ احد من الاغبیاء ولن یشک فیہ واحد
من الاغبیاء تو یہ ایراد آپکا البتہ وارد ہوسکتا تہا ایسے لوگون کے شک و
ریب کا وقوع مین آنا تو آیت وان کنتم فی ریب مما نزلنا سے پایا ہی جاتا ہے
اور فاتوا بسورۃ من مثلہ سے تعلیم برہان مزیل شکوک اہل طغیان کا ارشاد
ہوا ہے جسکی تفسیر ہمنے درج دفعہ ماسبق مین کی ہی فتذکر اور پہر یہ گذارش
ہے کہ آپنے لاریب فیہ کو ہدی للمتقین سے قطعاً کیون علیحدہ کردیا یون ہی
سمجھ لیا ہوتا کہ لاریب فیہ للمتقین اور ہدی کو حال لازمہ ضمیر مجرور سے کرلیا تہا

اور عامل اوسکا ظرف کو جو صفت منفی واقع ہے سمجھ لیتے غرضکہ اہل حق آپکے
اس وسوسہ کے بہت جواب دندان شکن دے سکتے ہین لیکن چونکہ اس آیہ کی
تفسیر مین کوئی قول امام صاحب کا منقول نہین ہے تو مقلدین امام کو اسکے
جواب مین بڑی دقت واقع ہوگی کیونکہ اگر کوئی جواب دیا بھی تو اوسکی آپ
مطابقت تفسیر امام سے کیونکر معلوم ہو ہدایہ شرح وقایہ کا تو ذکر ہی کیا ہے
حضرت قاضیخان نے بھی تفسیر اسکی کہین نہین لکھی پس یہ ایراد آپہی پر وارد ہے
نہ ہمپر یہ الزام اہل حق پر لگانا محض خلاف نفس الامر ہے آپکو اس مقام پہ
بڑا سہو ہوا ایسا نہین چاہیئے ع خود فراموشی کند تہمت وبد اوستادرا ہو اپکے
یہ الزام اہل حق پر لگا کر اولٹے لینے کے دینے پڑ گئے ع مین الزام اونکو دیتا تہا
قصور اپنا نکل آیا ۔ وسوسہ دوم از طرف حنفیہ آگی فرماتی ہین ہدی للمتقین الخ
اختصاص اسجانب مشیر ہے کہ فاسقونکو ہدایت ہو نہ کافرونکو پہر تفسیر ان اللہ لا یہدی ۱۲۶
القوم الکافرین اسکے موافق بلکہ اس مضمون مین اوس سے بڑہکر اور اکثر احادیث
صحیحہ اور تواریخ معتبرہ اور اخبار متواترہ ہدایت کفار وفساق پر شاہد سو بوجہ نقیض
مشارالیہ بمقابلہ قرآن وہ احادیث واخبار کاہیکو مقبول ہونگی بلکہ مثل مذہب ہنود
کہ غیرونکی ہنود ہونیکی امید ہی نہین قطع امید ہدایت کی ہدایت ہوگی ۔ ازالہ
وسوسہ از طرف محمدیہ خاکبس جب زنگ تقلید دلپر دوڑ جاتی ہے تو پہر اوسکو
ہدایت کتاب وسنت کی نفع نہین دیتی ع آہنی را کہ موریانہ بخورد نتوان
برد از وصیقل زنگ ۔ اندرینصورت ہدایت بمعنی دلالت موصلہ الی المطلوب کیونکر
متحقق ہو جو ہدی للمتقین تو صادق نآوے اور ہدی للکافرین صادق آوے
بلکہ یہانپر تو ان اللہ لا یہدی القوم الکافرین ہی نے صادق ہوگا کیونکہ جب قفل
تقلید سے دلکو ڈہک لیا تو پہر اوسمین نور علم اور ایمان کا کیونکر پہنچے ختم اللہ علی

قلوبہم وعلی سمعہم وعلی ابصارہم غشاوۃ کے جو مصداق ہین وہ کیونکر مہدی اور
مہتدی ہو سکتے ہین ؎ بند آہن را توان کردن جدا ٭ بند غیبی را ندانم کس دوا
یہ تو وہ پردے ہین جو اللہ تعالی نے اہل تقلید کے دلونپر ڈال رکہے ہین
جو حق کے منکر اور اوسکے قبول کرنیسے متکبر ہین اور انہین پردونکی مثل کانونکا
بوجہہ اور آنکہونکی نابینائی اور چہپا ہوا پردہ ہے ان آیات مین قال اللہ تعالی
وجعلنا بینک وبین الذین لا یؤمنون بالاخرۃ حجابا مستورا وقال تعالی وجعلنا
علی قلوبہم اکنۃ ان یفقہوہ وفی اذانہم وقرا اور بعض دل تو بالکل اوندہی ہی
مخلوق ہوئی ہین واللہ ارکسہم بما کسبوا صاحب اس دل کا باطل کو حق جانتا ہے
اور ارباب باطل سے محبت کرتا ہے اور حق کو باطل سمجہتا ہے اور اہل حق سے
عداوت رکہتا ہے اگر آپکو اس میری گذارش مین شک ہو تو ذرہ حال بعض
۲۷ حضرات مقلدین کا ملاحظہ فرمائیے کہ گروہ اہل حق عامل بالحدیث سے کسطرح
پیش آتے ہین اور کیا کیا تشدد کسقدر شد و مد سے کرتے ہین اپنی ایسی حرکات
سے ایک زمانہ کو زیر و زبر کر رکہا ہے اگر بامعان نظر ملاحظہ فرماوینگے تو بالجزم
ثابت ہوگا کہ ہدی للمتقین بلام اختصاص ہی ٹہیک ہے اما اگر آپ ہدایت کو بمعنی
مطلق دلالت اور ارائۃ الطریق کے مراد لیتے ہین تو البتہ کلام اللہ تعالی کا
اس اعتبار سے سب کے واسطے ہدایت ہے مومن ہو یا کافر مقلد ہو یا محمدی
تو اس نظر سے ہدی للناس بہی فرما دیا ہے تخصیص متقین اس مقام پر اسوجہہ سے
ہے کہ اس دلالت سے انتفاع اہتدا اونہین کو حاصل ہوتا ہے اور غیر متقین
کو بسبب اڑ جانیکے تقلید کے بعوض شفا کے مرض اور خسارا زیادہ ہوا قال اللہ
تعالی وننزل من القران ما ہو شفاء ورحمۃ للمؤمنین ولا یزید الظالمین الا خسارا
وقال تعالی فی قلوبہم مرض فزادہم اللہ مرضا اور یہ بات تو بدیہی ہے کہ غذائے صالح

حالت صحت مین ہنے نفع دیتی ہے نہ حالت مرض مین آفتاب وچراغ سب کے
واسطے روشنی کا موجب ہے لیکن اندہا اوس سے مستثنے ہے مشہور مثل ہے

آنکس کہ چراغ نہ بیند بچراغ چہ بیند ولنعم ما قیل لیلی بوجہک مشرق وظلامہ

فی الناس ساری والناس فی سدف الظلام ونحن فی ضوء النہار ماشاء اللہ
ابتو آپکی طبع وقاد کی جولانیکی نوبت یہانتک پہنچی کہ بمقابلہ سوالات عشرہ
قیاسیہ کے کتاب سنت کے واجب الاذعان ہونمین شبہات ہونے لگے
مجھکو تو یہ خوف بسبب آپکی تقلید کے اول ہی سے تہا ؎ من ازان حسن روز
افزون کہ یوسف داشت دانستم ؛ کہ عشق از پردہ عصمت برون آرد زلیخا را ؛ آگے
رہی قطع امید ہدایت اوسکا یہ حال ہے کہ باوجود یاس کے بہی دعوت طرف عمل
بالسنت اور اتباع حدیث کی ہمیشہ رہیگی قال المولوی المعنوی مثنوی لیک دعوت
وارد است از کردگار ؛ با قبول وناقبول اورا چہ کار ؛ نوح نہصد سال دعوت مینمود ۱۲۸
دمبدم انکار قومش می فزود ؛ ہیچ از گفتن عنان واپس کشید ؛ ہیچ اندر غار خاموشی
خزید ؛ زانکہ از بانگ وعلالای سگان ؛ ہیچ واگردد ز راہی کاروان ؛ یا شب
مہتاب از غوغای سگ ؛ سست گردد بدر را در سیر تگ ؛ مہ فشاند نور وسگ
عوعو کند ؛ ہر کسے بر خلقت خود می تند ؛ ہر کسی را خدمتی دادہ قضا ؛ در خور آن
گوہر ش در ابتلا ؛ وسوسہ سوم قولہ اور بمقابلہ اذا قمتم الی الصلوۃ فاغسلوا وجوہکم
وہ احادیث جنسے ایک وضو سے کئی نمازونکا ادا کر لینا ثابت ہوتا ہے کیونکر
مقبول ہونگی انتہے ازالۃ الوساوس یہ اعتراض بہی آپ ہی کی مسلک پر وارد
ہوتا ہے چنانچہ جابجا واسطے محافظت وجوب تقلید شخصی کے کہین آیات قرآنی
کو واجب النفا جانتے ہو اور کہین احادیث صحاح کو ساقط الاعتبار گردانتے ہو
اور کہین دونون سے دستبردار ہوتے ہو اور ہدایہ کے فرمانبردار وخدمتگار ہو

مجبور ہوکر یہ کیا کہ احادیث صحاح صریح الدلالت کو مقابلہ آیت فاذا قرأ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا کے واجب الرد کر دیا علے ہذا القیاس باقی دفعات مین خصوصاً مسئلہ نفاذ قضا مین دونون سے ہاتہ دہو بیٹھے تیج فرمایا مولانا محمد حسین لاہوری مدظلہ نے وہو ہذا پس ایسے شیر بہادر روشنی یہ بہی بعید نہین کہ صاف کہدین کہ آنحضرت نے اس آیت کے معنی سمجھنے مین غلطی کی کہ مقتدیونکو قرارت فاتحہ کا پیچھے امام کے امر فرمایا فحوائے کلام اور مقتضائی مقام تو یہی ہے کہ سبہی حنفی جو آنحضرت کی حدیث کو صحیح مانکر قدح وجرح سے سالم جانکر اوسکے مقابلہ میں قرآن کی آیت پڑہ دیتے ہین بیشک یہی اعتقاد رکہتے ہین کہ آنحضرت نے اس آیہ کے معنی نہین سمجھے ورنہ حدیث کے مقابلہ مین کبہی قرآن نہ پڑہین بلکہ دونونکو باہم موافق کرین ولیکن چونکہ یہ بات صاف صاف عوام مین نہین کہہ سکتے ہین اسلیئے وہ ایک ٹٹی کی آڑ مین شکار کہیلتے ہین اور اس بری اعتقاد کو اس قاعدہ کے ضمن مین ظاہر کرتے ہین کہ آیت قطعی ہوتی ہے اور حدیث ظنی اور قطعی کے مقابلہ مین ظنی پر عمل جائز نہین ہے مگر چونکہ اس قاعدہ کے پابند نہین ہیتے ہین اور جہان اس قاعدہ پر چلنے سے مذہب امام کی پیروی چہوٹتی ہے وہان اس قاعدہ کو بالائی طاق رکہدیتے ہین اور بمقابلہ آیت قطعی کے حدیث ظنی بلکہ قول صحابی بلکہ رائی فقیہ سے تمسک کرتے ہین تو اس سی ثابت ہوتا ہے کہ وہ قاعدہ انکا محض انکار عمل بالحدیث کی لیئے آڑ ہے اور درحقیقت یہ قول امام کو حدیث پر مقدم سمجہتے ہین اور اوسکے فہم کو آنحضرت کی فہم سے اچہا جانتے ہین اب مین واسطی تصدیق اپنے دعویکے ایک مثال جس سے یہ ثابت ہوکہ قاعدہ انکا محض انکار کی آڑ ہے اور حقیقت مین وہ اوسکی پابند نہین ذکر کرتا ہون مسئلہ جمعہ قرآن مین یون ہے اذا نودی للصلوٰۃ

129

من یوم الجمعة فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع یعنی جب اذان ہو دن جمعہ کے تو
دوڑو طرف ذکر خدا کے یعنی نماز جمعہ کے اور سودا تجارت چھوڑ دو تو دیکھو یہ
صریح ہے اسمین کہ جمعہ کے واسطے بادشاہ یا شہر یا بازار ہونیکی کچھ شرط نہین
پھر حنفیہ اس آیہ کو نہین مانتے اور اوسکو بمقابلہ ایک قول صحابی کے بلکہ
بقول ایک عالم مذہب حنفی جسکا قول بالاتفاق حجت نہین ترک کر دیے ہین
اور کہتے ہین کہ جہان شہر نہین بازار وکوچہ نہین وہان جمعہ صحیح نہین چنانچہ
ہدایہ مین کہا ہے بعد نقل عبارات ہدایہ وغیرہ مولانا ممدوح فرماتے ہین کہ
ان عبارات مین غور کرکے انصاف سے کہنا چاہیے کہ بیان قرآن پر سے
عمل کہان چلا گیا اور اس قاعدہ کو کون لیگیا اس سے معلوم ہوا کہ یہ پابند قاعدہ
کے نہین ہین بلکہ پابند تقلید امام کے ہین پس اگر اسکی محافظت قرآن کو اخذ
کرنے نہین دیتی ہے تو اوسکو ہاتھ مارتے ہین اور اگر وہ تقلید حدیث پر عمل ۱۳۰
کرنےسے قایم رہتی ہے تو اوسکی طرف دوڑتی ہین یہانسے صدق کلام امام
رازی کا معلوم ہوا جو اوسنے کہا ہے کہ مذہب حنفی قانون مستقیم پر مبنی نہین ہے
کبھی قرآن کیطرف رجوع کرتے ہین کبھی قیاس کیطرف کبھی حدیث کیطرف
دوڑتے ہین کبھی آثار کیطرف الی آخر ما نقل کلام الرازی ثم قال اور یہ طریق
انکا خلاف طریق سلف صالحین صحابہ وتابعین وائمہ مجتہدین خصوصًا امام ابوحنیفہ
کے ہے بلکہ ارشاد آنحضرت کے جو سب اماموں کے امام ہین نیز مخالف ہے آنحضرت
صلعم کے قول سے ثابت ہے کہ حدیث وجوب اتباع مین مثل قرآن ہے اور ائمہ دین
سلف صالحین سے ماثور ہے کہ حدیث قرآن مجید سے وجوب اتباع مین سبقت
رکھتی ہے نہ اسوجہ سے کہ رتبہ آنحضرت کا رتبہ جناب باری سے بالا ہے اور نہ
اسوجہ سے کہ پایہ ثبوت حدیث کا ثبوت قرآن سے اعلی بلکہ اسوجہ سے کہ قرآن و حدیث

اجمال وابہام ہوتا ہے اور حدیث اوسکی مفسر و مبین بنتی ہے اسلیئے اونہون نے
یہ اتفاق کرکے کہا ہے کہ السنۃ قاضیۃ علی کتاب اللہ ولیس کتاب اللہ بقاض
علی السنۃ یعنی حدیث قرآن پر حاکم ہے اور قرآن حدیث پر حاکم نہین انتہی کلام
مولانا الحاصل ہمارے مسلک کی بموجب جو حتی الوسع اور ما امکن توفیق اور
تالیف مین الادلہ ہے یہ اعتراض تمہارا ہرگز وارد نہین ہوتا کیونکہ یہانپر امر
صیغہ امر کو واسطے ندب اور استحباب کے لیتے ہین حالت وجود طہارت مین بلکہ
اذا قمتم الی الصلوۃ کو جو مطلق ہے مقید کرتے ہین ساتھ قید محدثین کے اور
وہ احادیث جنسے ایک وضو سے کئی نمازونکا ادا کرلینا ثابت ہوتا ہے وہی
اس مطلق کیواسطے موجب تقیید واقع ہونگی موجب ہمارے مسلک کے
وسوسہ چہارم اور حدیث ان المومن لا ینجس انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس
۱۳۱۰ کے بعد بھی اسلیئے کیونکر لائق قبول ہوگی کہ اہل بیت جنمین بدلالت لفظ اہل بیت
خود حضرت رسول اللہ صلعم بھی داخل ہین چہ جائیکہ اور کاملان وقت زمرہ
اہل ایمان سے نعوذ باللہ خارج ہین ازالۃ الوسواس یہ اعتراض بھی
مسلک مقلدین کے بموجب اونپر ہی عائد ہوتا ہے کیونکہ پانی مستعمل اہل
مومن کا امام کے مذہب مین نجس ہے اندرینصورت تمام مومنین نعوذ باللہ
نجس ہونگی کیونکہ بغیر نجس ہونے مومن کے پانی مستعمل اوسکا کیونکر نجس ہوگا
تو تمام اولیا و صلحا و تابعین و صحابہ و اہلبیت حتی کہ رسول اللہ صلعم مقلدین کے
نزدیک نعوذ باللہ نجس ہوئے اور حدیث ان المومن لا ینجس قول امام سے منسوخ
ہوگی اور آیۃ انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس امام کے قول سے مؤید یا یون کہو
کہ یہ تمام کمل مومنین زمرہ اہل ایمان سے خارج ہونگے لاکن جبکہ قلادہ تقلید شخصی
کو توڑ ڈالا جاوے اور مذہب تحقیق و مسلک عمل بالکتاب والسنۃ اختیار کیا جاوے

تو یہ اعتراض ہرگز ہرگز وارد نہین ہوتا اور درمیان آیت اور حدیث کے کچہ تعارض
نہین کیونکہ حدیث مذکور مین حالت جنابت کا مذکور ہے اور نجاست جنابت کی
نجاست حکمی ہے کہ شارع علیہ السلام نے ساتہہ اوسکے حکم کیا ہے اور غسل اوسپر
واجب کیا ہے اور ظاہر ہے کہ جنابت سے آدمی خواہ مومن ہو یا کافر حقیقتاً
نجس نہین ہوجاتا ہے اور اسلیئے پسینا اور جہوٹا جنبی کا پاک ہے اور مصافحہ
اور اوٹہنا بیٹہنا ساتہہ اوسکے اور مخالطت کرنا اوس سے بھی جائز ہے اب واسطے
تصدیق اس بیان کے دیکہو کل حدیث کو جسکا ٹکڑا متنی بطور بحث ربود کے
ذکر کیا ہے عن ابی ہریرۃ قال لقینی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا جنب
فاخذ بیدی فمشیت معہ حتی قعد فانسللت فاتیت الرحل فاغتسلت ثم جئت
وھو قاعد فقال این کنت یا ابا ہر فقلت لہ فقال سبحان اللہ ان المومن لا ینجس
ھذا لفظ البخاری ولمسلم معناہ وزاد بعد قولہ فقلت لہ لقیتنی وانا جنب فکرہت ۱۳۶
ان اجالسک حتی اغتسل وکذا البخاری فی روایۃ اخری فان قیل کہ جب کافر
جنبی بہی بسبب جنابت کے مثل خنزیر وغیرہ کے موجب تمہارے قول کے
نجس نہین ہوتا ہے تو اس حدیث مین تخصیص مومن کی نہین فرمائی اقول
تخصیص مومن کی اسواسطے فرمائی ہے کہ حدیث مذکورہ مین بیان مصافحہ
اور ملاقات کا ہے اور کافر مین ایک قسم کی نجاست یعنی نجاست اعتقادی ہے
کہ جسکے سبب سے مومنین کو اوس سے اجتناب کرنا چاہیئے جیسا کہ نجاسات سے اجتناب
کرتے ہین اور مصافحہ اور معانقہ اور مخالطت کرنا اوس سے جائز نہین لہذا
حضرت علیہ السلام مومن کو تخصیص کرکے فرماتے ہین کہ المومن لا ینجس حاصل
یہ کہ مومن مین نجاست اعتقادی بہی نہین اور بسبب جنابت کے بہی جسم اوسکا نجس
نہین ہوتا تو معانقہ اور مصافحہ اوس سے کیون جائز ہو بخلاف کافر کے کہ اگرچہ

بسبب جنابت کے وہ بہی نجس نہین ہوتا لیکن بسبب خبث عقاید کے بحکم انما المشرکون نجس ای منزہ اور مصافحہ و معانقہ وغیرہ بہی نہین تو حدیث مذکور مین وجہ تخصیص مومن کے ساتہ ذکر کے ظاہر ہے پس حدیث سی اتنا ہی ثابت ہوا کہ جنابت سے مومن نجس نہین ہوجاتا ۔ اور آیہ مین رجس سے مراد بموجب مسلک اہل حق کے رذائل اور گناہ کی باتین ہین جو نفس کی ناپاک کرنیوالی ہین اور مثل نجاست کے واجب الاجتناب ہین اور اونکا ذکر اللہ تعالی نے قبل اس آیہ کے فرمایا ہے فلا تخضعن بالقول وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاہلیۃ الاولی بعد تخلیہ رذائل کے تحلیہ بفضائل کیطرف اشارہ فرماتی ہین کہ واقمن الصلوۃ واتین الزکوۃ واطعن اللہ ورسولہ بعد اسکے ارشاد ہوتا ہے کہ انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا غرضکہ بموجب مسلک اہل حق کے آیہ مین جنس نجاست اور رجس کا ثبوت پایا جاتا ہے حدیث مین اوسکی ۱۳۴
نفی نہین اور حدیث مین جنس نجاست کی مومن سے نفی ہے آیہ مین اوسکا ثبوت نہین پایا جاتا تو تعارض وتناقض ہو تو کیونکر ہو ہان البتہ بموجب مسلک مقلدین کے دو بلاؤن اور آفتون مین سے ایک بلا اور افت کا وقوع ضرور ہے چنانچہ اوپر ہم لکہہ آئے ولنعم ما قیل ؎ واذہب عن التقلید فہو ضلالۃ * ان المقلد فی سبیل الہالک * وسوسہ پنجم اور بمقابلہ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ احادیث دال مغفرت کبار صحابہ جو بالیقین پہلے مشرک تہے کیونکر پایہ اعتبار کو پہنچین گے بلکہ مشرک کی مغفرت کی امید ہی منقطع کیجاویگی گو تائب ہوکر مسلم ہی کیون نہو جاوی اور پہر اسوجہ سے بد ضم ضمیمہ جلالہ شرک کا موجب نہین حضرت آدم علیہ السلام کی مغفرت مین بہی تامل ہوا ان لآلوسوسہ آپ نے ہر جگہ آیات اور احادیث مین دعوی تعارض کرتے ہین اور کسی دلیل سے

تعارض کو ثابت نہین کرتے بعی بنکر اپنے دعویکو بے دلیل چھوڑ دینا کیسی
ہٹ دہرمی کی بات ہے مین دریافت کرتا ہون کہ اہل حق کا وہ کونسا تکلم
ہے جسکے بموجب یہ شبہ آپکا وارد ہوتا ہے اہل حق تفسیر قرآن کی یا تو خود قرآن
سے ہی کرتے ہین کہ ع تصنیف را مصنف نیکو کند بیان ٭ یا حدیث سید الانس
والجان کو مفسر اور مبین اوسکا مانتے ہین اور قول صحابہ و تابعین کو بھی بیان
قرآن جانتے ہین اور اظہر من الشمس ہے کہ موجب اس مسلک کی احادیث
اور آیات مین تعارض و تناقض ہرگز ہرگز قیامت تک آپ ثابت نکر سکینگے
ولو کان بعضکم لبعض ظہیرا کتاب و سنت مین ایسے ایسے وسواس بی اساس
پیدا کرکے مصداق حدیث ذیل کیون ہوتی ہو عن زیاد بن جریر قال قال عمر
ہل تعرف ما یہدم الاسلام قلت لا قال یہدمہ زلۃ العالم وجدال المنافق بالکتاب
وحکم الائمۃ المضلین رواہ الدارمی عوام لوگ تو آپکے ایسے ایسے وسوسے اساس ۱۳۴
دیکھکر آپکی نسبت طرح طرح کے گمان فاسد کرتے ہین اور خواص کو آپکے ان
سوالات بی محل پر ہنسی بھی آتی ہے اور افسوس بھی آتا ہے خیر بہرحال
آپکے اس وسوسہ کو موجب مسلک اہل حق کے دفع کرتا ہون سنیئے کہ بدلائل
کتاب و سنت یہ بات ثابت ہے کہ توبہ سے جملہ معاصی کفر و شرک تک سب
مغفور ہو جاتے ہین قال اللہ تعالی قل للذین کفروا ان ینتھوا یغفر لہم ما قد سلف
وایضا قال اللہ تعالی ہو الذی یقبل التوبۃ عن عبادہ ویعفو عن السیئات
وانی لغفار لمن تاب وجاء فی الحدیث التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ وایضا
لو اخطاء احدکم حتے ملاء ما بین السماء والارض ثم تاب تاب اللہ علیہ وغیر ذلک
من الآیات الکثیرۃ والاحادیث التی یطول ذکرہا تو بموجب ان آیات اور
احادیث کے جو کافر و مشرک کفر و شرک سے توبہ کرکے اسلام مین داخل ہو جاوے

اور تقلید آبائی کو چھوڑ کر اقتدائے سنت نبی کو اختیار کرے تو پہلا کفر و شرک اسکا
سب مغفور ہو جاویگا آگے رہا وہ کافر و مشرک جو آخر عمر تک تائب نہین ہوا
تو وہ کافر و مشرک البتہ مغفور نہوگا اور اوسکا شرک ہرگز نہ بخشا جاویگا سو ایسے
مشرک کے حق مین ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ فرمایا ہے اور اہل حق کی
نزدیک تخصیص عموم کتاب کی ساتھ خبر واحد کی بھی جائز ہے چہ جائیکہ خود
نصوص کتاب اٰلہی مخصص واقع ہوئی ہون اب عرض یہ ہے کہ کبار صحابہ
جو پہلے مشرک تھے آپکے نزدیک تائب عن الشرک تھے یا نہین بشق اول
شرک سابق اونکا بعد توبہ مغفور کیون نہوگا اور اطلاق لفظ مشرک یا کافر کا
بعد توبہ اونپر آپ کس قاعدہ سے کرینگے بینوا توجروا اور بشق ثانی وہ صحابہ
ہی نہین ہیں جو اندر نعمت اطلاق لفظ صحابہ کا آپ اونپر کسطرح کرینگے۔ آگی
جو ضمیمہ ذمیمہ مین ارشاد ہوتا ہے کہ (بعد ضم ضمیمہ جعلا لہ شرکا عجب نہین کہ
حضرت آدم کی مغفرت مین بھی تامل ہو) مین پوچھتا ہون کہ آپنے حضرت آدم
کا شرک کونسے کلمہ سے ثابت کیا ہے اگر صیغہ تثنیہ جعلا نے آپکو اس وسوسہ
مین ڈالا ہے تو پھر صیغہ ضمیر جمع یشرکون کو آپ کیا کیجیئے گا اور مرجع اوسکا
کسکو قرار دیجیئے گا آدم و حوا کے سوا تیسرا شخص کہانسے لائیگا جو صیغہ جمع
صادق آوے اگر اونکی اولاد مین سے تیسرا شخص لوگے تو آپکا مقابل بھی
یہ کہہ سکتا ہے کہ جعلا لہ شرکا کے معنی جعل اولادہما شرکا ہین بطریق حذف
مضاف اور اقامت مضاف الیہ کے مقام مضاف کے جو محاورات عرب وغیرہ
مین کثیر الاستعمال ہے تو اسصورت مین شرک حضرت آدم کا کہان ثابت
ہوا جو آپکا دعوی ہے اور اگر یہ وسوسہ آپکو اس حدیث سے پیدا ہوا ہے
روی سمرۃ عن النبی صلعم قال لما ولدت حوا طاف بہا ابلیس کان لا یعیش لہا

ولدًا فقال سمّيه عبد الحارث فانه يعيش فسمّته فعاش فكان ذلك من وحي الشيطان
وامره رواه الحاكم وقال صحيح والترمذي وقال حسن غريب تو عرض یہ ہے کہ اس
حدیث مین شرک کرنا حضرت آدم کا کہان مذکور ہے یہ تو آپکی طوفان بندی
ہی ہے البتہ حضرت حوّا کی نسبت یہ مذکور ہے کہ اونہون نے فرزند کا نام
عبد الحارث رکہا پہر یہ گذارش ہی کہ عبد الحارث رکہنا شرک فی العبادۃ کسطرح
ہوا اسکو ثابت کیجیئے تب یہ شرک موجب دخول نار ہوگا البتہ اگر آپ یہ بات
بنقل صحیح ثابت کرین کہ حضرت حوا نے حارث کو اپنا رب اور معبود اعتقاد کیا
تہا تب بہی فقط حضرت حوّا کا اشراک ثابت ہوگا نہ حضرت آدم کا جو نبی معصوم
عن الشرک تہی۔ پہر یہ گذارش ہے کہ ہمنے کوئی اقرار نامہ لکہدیا ہے جسکی
سبب ہمکو ضرورت واقع ہو کہ ان آیات کا نزول حضرت آدم اور حوا کی نسبت
ہی اعتقاد کرین کیون نہین جائز کہ یہ آیات سوائی حضرت آدم اور حوّا کے ۱۳۶
کسی اور کے حق مین نازل ہوئی ہون قال فی البیضاوی ویحتمل ان یکون
الخطاب فی خلقکم لآل قصی من قریش فانهم خلقوا من نفس قصی وکان لها
زوج من جنسها عربية قرشية وطلبا من الله تعالى الولد فاعطاهما اربعة
بنين فسمياهم عبد مناف وعبد شمس وعبد قصي وعبد الدار ويكون الضمير في
يشركون لهما ولاعقابهما المقتدين بهما انتهى اور پہر یہ گذارش ہے کہ ہمکو کونسی
ضرورت واقع ہے جو نزول ان آیات کا کسی خاص شخص کی ہی حق مین
معہ جملہ خصوصیات مندرجہ آیات کے مانا جاوے کیونکہ مقامات کثیرہ مین
پروردگار نے تقدیرا ایک صورت فرضی کی کرکے صور جزئیہ بغرض بیان احکام
ارشاد فرمائی ہین اور تحقیق جملہ خصوصیات اون صور مذکورہ کا مقصود مطلوب
نہین ہے کما قال الله تعالى كمثل حبة انبتت سبع سنابل في كل سنبلة مائة حبة

دیکھو یہاں پر لازم نہین کہ جب اِین صفت موصوف ضرور ہی پایا جاوے بلکہ مقصود
پروردگار عالم فقط زیادت اجر کی تصویر ہے اگر اتفاقاً کوئی صورت ایسی پائی
جاوے جسمین کل وہ خصوصیات یا اکثر اوسکے متحقق ہووین تو فبہا وقال تعالیٰ
من ہذا القبیل وَوَصَّینا الانسان بوالدیہ احساناً حملتہ امہ کرہا ووضعتہ کرہاً الآیہ وقال
تعالیٰ واذا قیل لہم ماذا انزل ربکم قالوا اساطیر الاولین الایہ وقال تعالیٰ
وقیل للذین اتقوا ماذا انزل ربکم قالوا خیرا وقال تعالیٰ ضرب اللہ مثلاً قریۃ
کانت امنۃ مطمئنۃ الایہ وغیر ذالک من الایات الکثیرہ چنانچہ موجب اس
بیان مذکورہ کے مولانا شاہ ولی اللہ صاحب فائدہ ترجمہ مین ارشاد فرماتے
ہین این تصویر ہست حال آدمی را کہ نزدیک ثقل حمل نیت اخلاص درست کند
وچون فرزند بوجود آید آنرا فراموش سازد و در تسمیہ اشراک کند و ازینجا دانستہ
شد کہ شرک در تسمیہ نوعیست از شرک چنانکہ اہل زمان ما غلام فلان وعبد فلان
نام می نہند انتہی پس بموجب مسلک اہل حق کے آپکا اعتراض ہرگز وارد
نہین ہوتا اب مین دریافت کرتا ہون کہ اس آپکے وسوسہ کا دفع بطور مذکور
امام صاحب سے تفسیر آیت مین منقول ہے یا نہین بشق اول مضامین مندرجہ
جواب آپ پر واجب التسلیم ہین ورنہ تقلید ٹوٹ جاویگی اور بشق ثانی سے
درصورت وجوب تقلید شخصی آیت کی تفسیر وتطبیق مذہب حق سے بغیر نقل
اقوال امام صاحب کے آپ کیسی کرینگے اندرینصورت آپ ایمان سے ہاتھ دھو
بیٹھین گے اور مورد اس اپنے اعتراض کے آپہی رہینگے اب اختیار بدست
مختار ہے چاہیئے ایمان سے دست بردار ہوجیئے چاہیئے وجوب تقلید سے
اگر مجھسے مشورہ لیتے ہو تو بحکم من ابتلی ببلیتین فلیختر اہونہما کے وجوب تقلید
ہی کو جانے دیجیئے اور یہ خوب یاد رکھیئے کہ اس قسم کے جسقدر سوالات

اور شبہات پیدا کرینگے اپنی تقلید ہی کی رسوائی ہویدا کرینگے و نعم ما قیل لعلم
ملکے بر سر شاخ دین می برید ﴿ خداوندان بستان نگہ کرد و دید ﴿ بگفتا گر این مرد
بد میکند ﴿ نہ با من کہ با نفس خود میکند ﴿ وسوسہ ششم اور بمقابلہ ومن یقتل
مؤمنًا متعمدًا اون احادیث کی آپ کا ہیکو سنینگے جن سے لا الہ الا اللہ
کہنے والونکی مغفرت نکلتی ہے ازالۃ الوسواس ہمارا کام تو یہی ہے کہ
آیات قرانی کو بھی سنین اور احادیث رسول مقبول سے تمسک کرین و انکار
سے رغم الحسود۔ اگر کسیطرح کا تعارض بظاہر بینہما معلوم ہو تو توفیق اور تلفیق دیکر
سب ادلہ پر حکم اعمال جاری کرین نہ تمہاری طرح حکم الغا و اہمال چنانچہ مسلک
ہمارا رسالہ مصباح الادلہ اور ملاحظہ دیگر رسائل سے بخوبی واضح و لائح ہو گا اور
اگر آپکو مضامین توفیق بین الادلہ مندرجہ رسائل بسبب قوت حافظہ یاد نہین
رہی ہون تو یہان پر سنلیجیے کہ صیغہ من یقتل اگرچہ عام ہے مستحل اور غیر مستحل کو
لیکن بدلائل کتاب و سنت ہماری نزدیک مخصوص ہے ساتہ مستحل کے یعنی جو شخص
مومن کے قتل کو حلال جانکر قتل کرے تو وہ مستحل قتل مستحق وعید مذکور کا ہی
اور وجہ تخصیص یہ ہے کہ تخصیص عام کتاب کی ساتہ خبر واحد کے اہل حق کے
نزدیک جائز ہے کما مر مرارًا ارشاد الفحول مین ہے اتفق اہل العلم سلفًا و خلفًا
علی ان التخصیص للعمومات جائز ولم یخالف فی ذلک احد ممن یعتد بہ وہو معلوم
من ہذہ الشریعۃ المطہرۃ حتی قیل انہ لا عام الا وہو مخصوص الا قولہ واللہ بکل شی
علیم۔ اور پہر یہ گذارش ہے کہ ہجگہ پہ تعلیق کرنا قتل کا ساتہ وصف مومن کے
مشیر اور مشعر ہے علیۃ کو یعنی من یقتل مومنًا لاجل ایمانہ اور ظاہر ہے کہ قتل کرنا
مومن کا بوجہ اُسکے ایمان کے محض کفر ہے تو بہی قاتل مومن اسوجہ سے مستوجب
وعید مذکور کا ہوا لیکن آپ اپنی فرماتیے آپنے تو ادلہ کاملہ مین وہ چال چلی

اختیار کیا ہے جسکے سبب ان کل اپنے اعتراضونکے مورد خود ہی ہوگئے ہو
اور ہمکو اور سوالونسے فارغ البال کردیا ہے ؎ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد
؂ خمیر مایہ دکان شیشہ گر سنگ است ؂ جبکہ آپ تخصیص عموم آیہ واذا قرا القرآن
کے ساتھ احادیث صحاح کے جائز نہین رکھتے تو پہانیز آپ اس مذاز کو کب
چھوڑینگے اور اون احادیث کو کاہیکو سنینگے جنسے لا الہ الا اللہ کہنے والونکو
مغفرت نکلتی ہے حالانکہ آیت واذا قرا القرآن کے بعد مخصص متصل بہی اوسکا
موجود ہے یعنی واذکر ربک فی نفسک الایہ اگر اب بہی اس بند تقلید کو توڑ دو
تو سب ایرادون سے محفوظ رہو جیسے فرمایا شیخ علیہ الرحمۃ نے ؎ ز تقلید اندیشہ بسیار
واجب است ؂ کہ تقلید پابند ہر طالب است ؂ وسوسہ ہفتم اور بمقابلہ آیہ لا بیع
فیہ ولا خلۃ ولا شفاعۃ احادیث شفاعت کس شمار مین ہونگی ازالۃ وسوسہ
اگر مراد آپکی شفاعت سے شفاعت بلا اذن ہے تو حدیثو نمین اوسکا ثبوت کہان
ہے اور محدثین شفاعت بلا اذن کے کب قائل ہین جو آپ کہتے ہین کہ احادیث
شفاعت کس شمار مین ہونگی اور اگر مراد شفاعت باذن ہے تو قرآن شریف
مین اوسکی نفی کہان ہین۔ الا لمن اذن لہ الرحمن وقال صوابا۔ ومن ذا الذی یشفع
عندہ الا باذنہ وغیر ذلک من الآیات موجود ہین جو بطور تفسیر و بیان کے واقع
ہوئی ہین واسطے آیہ لا بیع فیہ ولا خلۃ ولا شفاعۃ کے اور مثل مشہور ہے
تصنیف را مصنف نیکو کند بیان پس جامین آپ الزام کے مورد ہم نہین ہوسکتے
قصور حاف لا تقربوا الصلوۃ پر عمل کرنا وانتم سکاریٰ کیطرف نظر نکرنا یہ تو کام آپکا
ہی ہے محدثین نے تو علم تطبیق و توفیق مین خوب ہی بحث کی ہے جس سے
اونی درجہ کے طالب کتاب سنت کو توفیق و تطبیق بین الادلہ معلوم ہوجاتی
ہے اور منافات ظاہری سب رفع ہوجاتی ہے۔ بموجب قواعد اوصولکے

کہین عام کی تخصیص ہے، اور کہین مطلق کی تقیید اور کہین تعدد حادثہ پر محمول و غیر
ذالک من التوجیہات اگر شک ہو تو تفاسیر اور شروح مصنفہ اہل حق کا ملاحظہ
کر لیجیے اگر یہ بہی میسر نہو تو رسائل مصنفہ اہل حق جو مسائل مختلف فیہا مین مولف
ہوئی ہین دیکہہ لیجیے اور یہ بہی میسر نہو تو اسی رسالہ مصباح الادلہ کو بشہود قلبت
والقائی سمع سنیئے اور دیکہیے اور باقی مسائل محدثین کو مشتی نمونہ از خروارے
قیاس کر لیجیے اور اگر انداز صم بکم عمی کا ہی مختار ہے تو پہر بجز فہم لا یرجعون
کے کیا توقع کیجاوے خیر انا للہ وانا الیہ راجعون وسوسہ ہشتم اور بمقابلہ
مثنیٰ و ثلث و رباع حدیث اخبار تسعہ ازواج مطہرات ساقط الاعتبار ہونگے
یا نعوذ باللہ دشمنان نبوی صلعم کو مرتکب کبیرہ شنیعہ و مصر علے الکبیرہ او جاہر
بالکبیرہ تصور فرماوینگے ازالہ وسوسہ اہل اسلام مین سوائی آپکے کونسا
فرقہ ہے جو حضرت کے مخصوصات کا قائل نہین اور ہمارا کونسا مسلک ایسا ہے
جس سے یہ الزام ہمپر عاید ہوتا ہے اور یہ افترا ہو رہا ہے ذرا اس حدیث کو خیال
کر لیا کرو ولا تا تو بہتان تفترونہ بین ایدیکم و ارجلکم اول تو جو مخصوصات نبی
علیہ السلام کی احادیث سے ثابت ہین وہ بہی ہماری نزدیک واجب القبول ہین
خصوصًا باب النکاح کے مخصوصات وہ تو خود پروردگار عالم نے اپنے کلام پاک
مین منصوص کر کے بیان فرما دیئے ہین حیث قال تعالی وامراۃ مومنۃ ان
وہبت نفسہا للنبی ان اراد النبی ان یستنکحہا خالصۃ لک من دون المومنین
اگر اب بہی کچہہ شک ہو تو سیاق و سباق آیت کو دیکہہ لو ہان البتہ بموجب
آپکے مسلک کے یہ اعتراض آپہی پر وارد ہوتا ہے و تقریرہ ہذا کتاب النکاح
مین ہدایہ وغیرہ کے حضرت علیہ السلام کی ازواج تسعہ مطہرات کے واسطے
امام ابو حنیفہ صاحب نے کہین جواز نقل نہین کیا اگے یہی کتاب سنت سوا سیر

عمل کرنا ہوتے ہدایہ کے جائز نہین تو بالضرور حدیث اخبار تسعہ ازواج مطہرات
آپکے نزدیک ساقط الاعتبار ہونگے خصوصاً جبکہ یہ لحاظ کیا جاوے کہ حنفیوں کے
نزدیک سائر مومنین کا نکاح بصیغہ ہبہ بھی منعقد ہوجاتا ہے حالانکہ عند اہل الحق
مخصوصات نبی علیہ السلام سے ہے تو جیسے انعقاد نکاح بلفظ ہبہ عند الحنفیہ
مخصوصات حضرت سے نرہا حالانکہ خالصۃ لک من دون المومنین صریح اوسپر دال
ہے تو تزویج ازواج تسعہ کی تجویز نسبت نبی علیہ السلام کے جو ہدایہ وغیرہ مین امام
ابوحنیفہ صاحب سے کہین منقول نہین آپ کب تسلیم کرینگے اور نعوذ باللہ دشمنان
نبوی صلعم کو مرتکب کبیرہ شنیعہ و مصر علی الکبیرہ اور جاہر بالکبیرہ تصور فرماوینگے
وتعالی شان النبی المعصوم عن ذلک کلہ وسوسہ نہم اور بمقابلہ یوصیکم اللہ
حدیث نحن معاشر الانبیاء لانورث مثل شیعہ دیوار سے ماری جاویگی ازالہ وسوسہ
اس سوال سے اگر یہ غرض ہے کہ آیت یوصیکم اللہ نص صریح قطعی الدلالہ قطعی
الثبوت ہے اور حدیث نحن معاشر الانبیا اگرچہ نص صریح قطعی الدلالۃ ہے لیکن
قطعی الثبوت نہین بلکہ ظنی الثبوت ہے تو بموجب مسلک اشتہار مولانا مشتہر کے
آیت مذکورہ حدیث مسطورہ پر مقدم رہیگی بسبب قطعی الثبوت ہونیکے اور حدیث
ساقط الاعتبار ہوگی بسبب ظنی الثبوت ہونیکے اور بظن غالب ایسا جانا جاتا ہے
کہ ان سوالات کے کرنے سے آپکی یہی غرض ہے سو گذارش خدمت عالی مین
یہ ہے کہ وقت تعارض کے ترجیح اور تقدیم نص صریح قطعی الدلالہ کے اوپر مقابل
و معارض اوسکے یعنی اوس حدیث پر جو نص صریح قطعی الدلالت نہو مسلم ہے
اہل حق کا مسلک یہی ہے جس بنا پر سوالات [illegible] نہین جبکہ حدیث
مخالف نہین نص صریح قطعی الدلالۃ صحیح متفق [illegible] ہے بخلاف جناب
موافق کے چنانچہ تحقیقات ماسبق سے [illegible] انکے ہی ترجیح اور

تقدیم حجت قطعی الثبوت کے علے الاطلاق اور بطور کلیہ کے اوپر حجت ظنی الثبوت
کے سو عرض بحث مین یہی ہماری نزدیک کلیہ اوسکی ثابت نہین کیونکہ ممکن
ہے کہ حجت قطعی الثبوت اور خبر واحد ظنی الثبوت مین تطبیق و توفیق کیجاوے
توضیح مین ہے اعمال الدلیلین واجب ما امکن فیعمل بکل واحد فی مورده الا ان
لا یمکن ہماری نزدیک تو جسطرح کتاب اللہ واجب العمل ہے حدیث رسول صلعم بھی
واجب العمل ہے اتبعوا ما انزل علیکم من ربکم جیسے کتاب کو شامل ہے بسبب
عموم اپنے کے سنت کو بھی شامل ہے وما اتاکم الرسول فخذوه کتاب و سنت
دونونکو عام ہے اور مخصص کوئی موجود نہین اور تبیت القران مسئلہ معہ خود نبی
علیہ السلام نے فرمایا ہے تو قطعی الثبوت ہوئیں آیت یوصیکم اللہ کو باوجودیکہ
ظنی الدلالہ ہے انبیا کے حق مین واجب العمل ٹھیرانا اور حدیث نحن معاشر الانبیاء
کو بسبب ظنی الثبوت ہونیکے باوجودیکہ قطعی الدلالہ ہے پایہ حجت و اعتبار سے ١٤٢
ساقط کرنا یہ آپکا ہی مسلک ہی ہمارا نہین چنانچہ قرارت فاتحہ خلف الامام مین
آپ نے بھی مسلک برتا ہے اور دیگر صدہا مقاموں پر واسطے رد کرنے حدیث
و سنت کے علم اصول مین ایسی ایسی ہی بعضے قاعدہ اور اصول سلجھے مین
ڈالے ہین اگر آپکو وہ یاد نرہے ہونگے اور مجھسے دریافت فرماوینگے تو
مشتی نمونہ از خروارے نہین کتابونسے جو مدرسہ دیوبند مین پڑہائی جاتی ہین
ثابت کردونگا انشاء اللہ تعالے بالجملہ مورد اس اعتراض کے تم ہی ہو نہ ہم
یاد رکھو جسقدر اعتراض اہل حق پر کروگے خود آپ ہی اونکی مورد بنوگے صدق اللہ
تعالی یخربون بیوتہم بایدیہم وایدی المؤمنین وسوسہ دہم اما بقابلہ
ائمہ اربعہ [illegible] ہوگی ازالہ وسوسہ صدق قولہ
ان اہل و ہو لاء [illegible] رد کرنا احادیث کا شغل روافض کے آپ ہی کا

چال چلین ہے اپنی ادلۂ کاملہ کو بہی اگر بنظر انصاف نظر ثانی فرماوینگے تو گذارش
احقر کی راست پاوینگے بل الانسان علی نفسہ بصیرۃ ولو القی معاذیرہ ناظر
منصف سے طلب انصاف وداد ہے کہ حضرت قاسم العلوم نے بمقابلہ ایک قیاس
فاسد کے سوال تاسع کے جواب مین نہ آیت الزانیۃ والزانی کی شنوائی کی
ہے اور نہ حدیث رجم کی شنوائی اور سماعت فرمائی وطی محرمات ابدیہ کو حد زنا سے
خارج کر ہی دیا حالانکہ تعریف زنا کی یہی ہے ایلاج فرج فی فرج مشتہی طبعا محرم
قطعاً جو وطی محرمات کو بہی شامل ہے لیکن حضرت قاسم العلوم نے بمقابلہ
کتاب وسنت کے یہی فرمایا کہ علت فاعلہ موجود علت قابلہ موجود تراضی ممکن
پہر نکاح نہو سکنے کے کیا معنی علت فاعلہ کا ثبوت تو اس سی زیادہ کیا کہ خدا
قادر علی الجماع ہے اور علت قابلہ کا ثبوت اس سی زیادہ اور کیا ہوگا کہ
عورت محل پیداوار مرد نہین جو اس توقع کی گنجایش نہو غرض جو باتین اور عورتون ۱۴۳
سے متصور ہین یا اور مردون سے متصور ہین وہی باتین مردونکو اپنے محارم
سے متصور اور ظاہر ہے کہ اصل مقصود نکاح جو بدلالت نساءکم حرث لکم اولاد
ہا ہنوجہ کہ اتنی ہی بات پر موقوف ہے محارم سے بہی متوقع انتہی از صفحہ ۱۲
ادلہ کاملہ ونعوذ باللہ من ہذا القول مثل البول ایسے قیاس فاسد کے مقابلہ مین
کتاب وسنت کو بالائی طاق رکہدینا آپہی کا کام ہے ؎ انکار از تو آید و مردان
چنین کنند ہ اور ہم تو درمیان اس آیت اور حدیث رجم کے یون ہی تطبیق
کرینگے کہ انہا مخصوص بخبر الرجم فان قیل فیلزم تخصیص القران بخبر الواحد قلنا
بل بالخبر المتواتر لانہ منقول بالتواتر کما ثبت فی محلہ وایضا فقد بین فی اصول الفقہ
ان تخصیص القران بخبر الواحد ایضا جائز ۔ اگر آپ بہی تقلید شخصی کو ترک فرماوینگے
تو اس سرگشتگی اور گمراہی سے نجات پاوینگے وما علینا الا البلاغ وتتمہ ما قیل

۵ عبادت بے تقلید گمراہی است ؛ خنک رہروے کہ آگاہی است ؛ دستو یازدہم

اور بمقابلہ فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوٰة ان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا
اور حدیث کو آپ کیا سمجھین گے جس سے بحالت امن منیٰ مین باوجود مجمع کثیر
کفار رسول اللہ صلعم کا قصر کرنا ثابت ہے ازالہ وسوسہ اولاً آپکو یہ بات ثابت
کر لینی ضرور تھی عند المحدثین کہ کلمہ ان شرطیہ مفید ہے اس امر کو کہ وقت عدم
شرط کے عدم مشروط بھی لازم ہے اور ہم تو اس امر کو منع کرتے ہین اور کہتے ہین
کہ کلمہ ان خفتم فقط اس بات کو مقتضی ہے کہ وقت حصول خوف کی رخصت
قصر جائز ہے اور اسبات کو مقتضی نہین کہ وقت عدم خوف کے رخصت قصر جائز
نہو اندرینصورت آیت مذکورہ بیان حکم حالت امن سی ساکت رہے نہ نفی کرتی
ہے نہ اثبات اور حالت امن مین رخصت کا اثبات خبر واحد سے ہے تو خبر
واحد نے اثبات اوس امر کا کیا جس سے قرآن شریف ساکت ہے پس اندرین ١٤٤
صورت کیا قباحت ہے بینوا اور تقیید حالت خوف کے ساتھ جو فرمائی وہ باعتبار
غالب اسفار نبی علیہ السلام کے ہے کیونکہ اکثر اسفار نبی علیہ السلام کے خوف
عدو سے خالی نہ تھی تو باعتبار غلبت اور اکثر کے اللہ تعالیٰ نی اس شرط کا ذکر
فرمایا ہے اور یہ جو گذارش ہے کہ نسبت قصر کے معنے یہ کیا قرار دیا ہے کہ آیا
کہ مراد اس سی وہی ہو جو آپکے ذہن عالی مین آئی ہو کیون نہین جائز کہ مراد
قصر سے یہ ہو کہ بعوض رکوع اور سجود کے ایما اور اشارہ ہی کافی ہے اور ظاہر ہے
کہ صلوٰة کذائیہ وقت شدت خوف کی ہی مخصوص ہے پس تعارض کدہر ہے
البتہ حضرات احناف نے ہرجگہ خلاف کتاب وسنت وہم خلاف قیاس کیا ہے
وہ یہ کہ عند الاحناف قصر کرنا واجب ہے اگر مسافر قصر نکریگا تو آثم اور عاصی ہوگا
حالانکہ یہ یعنی قول بالوجوب خلاف کتاب وسنت وہم خلاف قیاس ہے

اما الکتاب فبقولہ تعالے لاجناح علیکم ان تقصروا من الصلوۃ مشعر بعدم الوجوب
لانہ لا یقال لاجناح علیکم فی اداء الصلوۃ الواجبۃ بل ہذ اللفظ انما یذکر فی رفع توہم
ذلک الشئی فاما ایجابہ علی التعیین غیر مستعمل فیہ الا نادراً ومجازاً ولا یصار الیہ
بغیر ضرورۃ واما السنۃ مارویٰ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت عتمرت مع
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من المدینۃ الی مکۃ فلما قدمت مکۃ قلت یا رسول اللہ
بابی انت وامی قصرت واتممت وصمت وافطرت فقال احسنت یا عائشۃ
وما عاب علی وکان عثمان یتم ولا یقصر وما ظہر انکارہ من الصحابۃ علیہ وغیر ذالک
من الاحادیث واما القیاس پس ظاہر ہے کہ تمام رخص شرعیہ علی سبیل التخییر
مشروع ہوئی ہیں نہ علی سبیل التعیین جزماً وجوباً فکذا ہہنا - اب میں صرف
انہیں دس گیارہ سوالوں پر جو آپکے مسلک اور مذہب کے بموجب آپ ہی پر
١٤٥ وارد ہوتی ہیں اور ہیچ کشی شجرہ تقلید کی کرتے ہیں اکتفا کرتا ہوں تاکہ العشر
بالعشر ہوجاوے اور لدینا مزید کی دہمکی اور بڑہ جاوے آپ اور کچھ رقم فرماوینگے
تو ہم بہی اوسکو آپ ہی پر لوٹا وینگے بحکم آنکہ ؎ اینجہان کوہست فعل ما ندا
بازمی آید ندا را صدا ۔ اور اوسیکو آپکی تقلید کی خدمت گذاری کے لیئے
بطور نذر پیشکش لاوینگے والسلام علی من اتبع خیر الہدی ہدی محمد صلی اللہ
علیہ وسلم وترک شر الامور محدثاتہا وہو التقلید الذی شل السم وآخر دعوانا
ان الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحابہ اجمعین
تم بالخیر اب آگے ضمیمہ ذمیمہ کا بہی جواب باصواب خواب خرگوش سے بیدار
ہوکر سنلیجیے اور اوسکو تتمیہ واسطے دفع اپنے مرض تقلید ذمیمہ کے تصور کیجیے
؎ گوش خر بفروش دیگر گوش خر کین سخن را در نیابد گوش خر

تتمیہ کریمہ دافع ضمیمہ ذمیمہ لقلب عبارت فخیمہ

حضرت سلامت اس ضمیمہ نمبر ثالث کے ملاحظہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپکا یہ
کار انجام ہوا ہے کہ تسلیم کرنی تو عمدہ اصول فقہ سے جنکی توضیح تلویح وغیرہ مین ہے
ہمارے مقابلہ مین آپ انکار کرنے لگے اور نیز قبول کرنے اصول مسلمہ فریقین سے
جنکا انتخاب شرح نخبہ وغیرہ مین ہے آپ دست بردار ہوگئے آپنی سوچ لیا
کہ ان الزامات سے بچنے کی تدبیر سوا اسکی اور کچھ بھی نظر نہین آتی ہی انکار
کی آڑ لیجیے حضرت اس طرح سپر کا ڈالدینا آپکی شجاعت قاسمی سے بہت بعید
ہے ایسا نہو کوئی یون کہے کہ دلکی دلہی مین ہی بات نہونے پائی تو ہم
بھی اوس سی ملاقات نہونے پائی ہا ابھی تک تو ہمنے آپکی اصول موضوعہ پر
کوئی اعتراض نہین کیا جو پہلے سے پہلے توضیح کی اصول سے دست بردار ہونے
لگے بحکم آنکہ آب نا دیدہ موزہ از پا کشیدہ اور ایسی لامذہبی اختیار کرنے لگو
کہ شرح نخبہ کو بھی پس پشت ڈالنے لگے اس زیادتی کا وبال فرمائیے ۱۴۶
کسکی گردن پر رہا اتنی بات پر ستا تو سنی دامن چھوڑنا نچاہیے ہم تو اصول
توضیح پر ابھی کچھ اعتراض نہین کرتے اور اگر کسی نے کسی اصل کو اوسکی اصول
مین سے نمانا تو بسبب مخالفت کتاب و سنت کے نمانا ہوگا تسپر بھی آپکی
خاطر ہمارا یہ قول ہے کہ جس کسی نے بھی یہ کیا اچھی فضول کیا پر یہ تو فرمائیے
حضور سے سند کا طلب کرنا کیون نچاہیے اگر آپ صور مندرجہ اشتہار مین تقلید
شخصی کے قائل ہین تو طلب سند کیون بیجا ہی نہین تو آپکو لامذہب بننا
پڑیگا اور اگر شغل خفا [?] رآمین کے اخفا مذہب بھی مقصود ہے تو ہان یہ بات
ہی پر یہ عذر معقول وہان کام آتا ہے جہان اخفا مقصود ہو یہان تو ہمارا
اور کاملہ اور اشتہار اظہار الحق مقصود ہے اور ہم تو جہان مانگتے ہین بعض
مسائل حنفیہ کی سند مانگتے مین جسکے آپ واجب العمل ہو چکے مگر مین اور ہم

اونکے مانع اور یہ وہ بات ہے جسکی بڑی عقل آپ ذمہ کش ہین علاوہ برین انکی
اقرار ونمین وعدہ بہی موجود ہے کہ روایات کا اتا پتا بتا ہی دیتا ہون غیر
ذلک من المواعید العرقوب ؎ کانت مواعید عرقوب لہا مثلا ٭ وما مواعیدہا الا
الا باطیل ٭ مگر ہان آپ نے یہ بڑی بہت سنائی کہ (نخبہ اور توضیح کی تقلید کی
نسبت ہمارا کونسا اقرار نامہ موجود ہے) با این ہمہ ہمکو اس سے بہی سروکار
نہین کہ آپ توضیح وغیرہ کو مانئیے یا نہ مانئیے پر سند مسائل جو آپکے نزدیک
واجب العمل ہین بڑی انصاف آپ پر واجب الادا ہے مگر آپ کی ان چال
سے یہ خیال ہوتا ہے کہ شاید آپ اور کوئی بلٹی کہا مین اور یہ پیام وسلام الگا
جائین کیونکہ بیان پہر آپکو اصول فقہ سے بہی بیزاری ہوگئی اور اصول حدیث
سے بہی دست برداری نہ شرح نخبہ کو تسلیم کرتے ہو نہ توضیح وتلویح کو اسلیئے
حسرت آئندہ کے لیئے بطور مثل ہشگی یہ شعر پڑھے دیتا ہون ؎ عاشق ہوئے ۱۴۷
ہین یار کے ہم کس امید پر جز آہ نارسا کوئی سامان ہی نہین ٭ باقی آپکی یہ
تدبیر کہ گفتگو کرونگا تو پردۂ محمود مین ہی بیٹہہ کر کرونگا خدا جانے کس بنا پر ہے
شاید آپ نے اس شہرت غیر مقبول پر جسکا سبب زہد خشک ہے دہوکہا کہا یا ورنہ
یہ تو آپ بہی جانتے ہونگے کہ کتاب بینی مین جو باعث کمال علمی ہے آپ
مشہور نہین اور اکثر مسائل اپنے قیاس ہی اساس سے مثل شعرائی نازک خیال
خیال سے گہڑ دیتے ہین پہر آپکو اس حجاب ونقاب سے کیا مطلب کہتا اگر
تو اٹہ حجاب مین ہی ہو قبلہ مشاہیر علما کو تو بسبب آپکی اس قلت نظر کے
کتب پر گفتگو کرنیمین عار ہونا لازم ہے اور اغلب یہین وجہ مولانا شمس نے
اسکے جواب اور کلام مین تاخیر کی ہے اب تو آپ ہم ہی جیسو نپر قناعت فرمائیے
اور کچہہ ہنر ہو تو دکہلائیے اور بہی کچہہ نہین تو ہماری سب باتونکا جواب دیجیئے

اور یہ بھی ارشاد کیجیے کہ یہ صورت کہ ایسی نماز کی جسمین نہ رفع یدین ہو اور نہ نماز جہریہ

جہر بالتامین اور نہ وضع یدین علی الصدر اور نہ قرأت فاتحہ خلف الامام غیر

ذالک من الامور المسنونۃ کونسی حدیث صحیح یا آیت سے ثابت ہے آپ اس

امر ضروری کے اثبات سے فارغ ہولین گے تو پھر ہم اور کچھ پوچھین گے والسلام

علی من اتبع خیر الہدی ہدی محمد صلی اللہ علیہ وسلم وترک شر الامور محدثاتہا وہو

التقلید الذی مثل الشرک فقط

خلاصۃ الانظار فی تکذیب الاظہار

انی وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین۔ اما بعد

بندہ ضعیف ونحیف محمد حنیف المیرٹھی خدا بخش صاحب سلمہ اللہ الواہب ساکن

عمدۃ البلاد نجیب آباد وارد حال دیوبند دون ہدی اللہ اہلہا الی الطریق المسنون

بخدمت اہل علم ذوی الانصاف دور از اعتساف گذارش کرتا ہے کہ اشتہار 148

مسائل عشر کے جواب مین اوّلًا تو حضرت مولانا محمد قاسم صاحب مدظلہ نے ایک

رسالہ بجواب اسم محمود حسن دیوبندی تالیف فرمایا اور ثانیًا جواب دہی مین

کہین وجوب اتباع قرآن اور اقتدائی سنت نبی الانس والجان کی منکر ہوئے

اور کہین ہماری ضد مین پیشاب کا پاک ہونا تجویز فرمانے لگے اور کہین باوجود

اقرار بے اصل ہونے مسئلہ کے اثبات بے ثبات اوسکا کرنے لگے جو سست

از خانہ عنکبوت ہی اور صفحہ ۲۸ مین طرح طرح کے بہتان اور افترا اہل حق کے

ذمہ لگانے پر مستعد ہوئے اور کہین جواب نفاذ قضا مین محض خیالی مضامین

خسیس مثل دبیر وامیس کے گھڑنے لگے اور کہین پر اولٹی طلب دلیل

مولانا مشتہر سے فرمائی اور کہین پر چند آیات اور احادیث مین بزور اپنی قوت

متخیلہ اور طاقت واہمہ کے تعارض وتناقض درمیان آیات اور احادیث کی

ثابت کیا غرضکہ اس کشمکش مین پڑکر ہر جگہ اپنی اوقات کا خون کرتے رہی باوجود
ارتکاب ایسے فعل کبیرہ کے مطلب کی بات ایک نہ کہی اور کسی جگہ اپنے وعدہ کا
ایفا نفرمایا جو بصفحہ ۴ سطر اول کیا تہا اور پہر اسپر نام رسالہ کا کہین ادلہ کاملہ
اور کہین اظہار الحق تجویز فرمایا اب اہل انصاف دور از اعتساب امور مذکورہ آ بعینہ
کا ملاحظہ فرماوین جو کل رسالہ کا منتخب ہے اور انصاف سے ارشاد کرین کہ کسی ایک
سوال کا جواب بہی اوس سے نکل سکتا ہے کلا بلکہ محض بے تعلق باتین بمصداق
شعر مشہور مین قال الشاعر ؎ لوگو مرے مجنونکو کوئی جیخ پہ ڈہونڈو یا شیرین
کی یہ فریاد تہی کالکتہ مین سب سے ✽ اب بعد مولوی صاحب مدظلہ کے سجادہ نشین
انصاحب علم و یقین یعنی حضرت خیر خواہ مسلمین ناصر الدین بحکم انکہ اگر پدر نتواند
پسر تمام کند اپنی تقاریر کے جواہر زواہر کو معرض اظہار مین لاکر گوہر افشانے
١۴٩٠. فرماتے ہین جسکا خلاصہ یہ ہے جواب اول یہ اشتہار واسطے اغوا اور تضلیل
عوام کالانعام کے شائع کیا ہے جواب ثانی مولوی صاحب مشتہر کو احادیث
صحاح ستہ کی خبر نہین جواب ثالث مسائل خلاف وضد اونکی کو آپ بطرح
ثابت فرما دیجیے جواب رابع مسئلہ تین طلاق کو جو ایک طہر مین دی گئی ہون
ایک طلاق ٹہیرانا ثابت کر دیجیے اور سو روپیہ انعام لیجیے جواب خامس
ایک حکایت پر از شکایت دور از کار روبی بیل شعر جواز و عدم جواز نماز دربارہ
نقل فرمائیے جواب سادس مشتہر کو اس اشتہار سے اپنی تشہیر مقصود ہے
جواب سابع اثنائی تقریر مین فرماتے ہین کہ انکی جواب مین اسیقدر کافی
ہے یہہ دفع دخل ہوا سوال مقدر کا جواب ثامن آخر مین ارشاد ہوتا ہے
نسبت جوابہائی مذکورہ کے کہ واسطے اطلاع عوام اہل اسلام کے مجمل جواب اشتہار
تحریر ہوا یعنی ادلہ کاملہ تحریر ہوا ہے واسطے خواص اہل اسلام کی جواب تاسع

ایسے مولوی صاحب اشتہار کی صحبت سے عوام کو چاہیئے کہ احتراز کرین اور اونکے
قول وفعل پر اعتماد نکرین جو اب عجائب شمرا ارشاد ہوتا ہے نسبت نہین جوابہای
مذکورہ بالا کے کہ وما علینا الا البلاغ المبین - اقول انا للہ وانا الیہ راجعون ؎
وزیری چنین شہریارا چنان ٭ جہان چون نگیرد قراری چنان ٭ صاحبو یہ دس
جواب مین اشتہار رزین مسائل ہے کے جو مسمی بہ بلاغ مبین ہین منجانب حضرت خیر خواہ
مسلمین ناصر الدین خلیفہ وسجادہ نشین پہلوی حضرت قاسم العلوم صاحب علم
ویقین پہلے تو ملاحظہ ادلہ کاملہ کا فرماؤ جو طرح طرح کے مضمون اور اسرار ون سے
مملو اور مشحون ہے اور پھر اس اظہار کے جوابونکا تماشا دیکھو کیسے کیسے جواہر
زواہر نصائح کا مضمون ہے اور بعد ملاحظہ دونونکے جواب مسائل عشرہ کا
دو دونونسی نکال لو گستاخی معاف ہے پہلے تو روغن گل ہمنیس کے انڈسے نکالا
پھر دواجتنی ہے کل بہنیس کر انڈسے نکال ٭ اور غور تو کرو کہ حضرت خیر خواہ
مسلمین بجناب حضرت قاسم العلوم کیسا کچھ اتحاد رکھتے ہین ؎ غنی یکرنگئے
معشوق وعاشق دیدنی دارد ٭ نگاہ بر سر طوطی وبرگ نیشکر دارم ٭ اور جو
انداز جوابدہی اور طرز مناظرہ حضرت قاسم العلوم کا تہا حضرت خیر خواہ مسلمین
نے اوسکو کیسا نباہا ہے ونعم ما قیل ؎ بسیار دیدہ ام کہ یکے را دو کرد تیغ
شمشیر عشق بین کہ دو کس را یکے کند ٭ مین بہی اس اظہار کا جواب ترکی بترکی
لکہہ سکتا تہا بحکم آنکہ الا لا یجہلن احد علینا ٭ فنجہل فوق جہل الجاہلینا ٭ لیکن
اسمین چند طرحکا نقصان تصور کرتا ہون ایک تو تضیع اوقات ہوگی اور دوسرے
بسبب درازگی کتاب کے زر طبع بڑہجاویگا اور تیسرے ملالت طبع سامعین
کا بہی اندیشہ ہے اور ناظرین اہل انصاف تو حق مین مظہر خیر خواہ مسلمین کے
خود بخود بہی یہ شعر ارشاد فرمادیویگے ؎ زبان لاف رسوا میکند ناقص کمالانرا ٭

گرد و برخاک مالد ہیر فشانی بستہ بالا مزاج اور مسئلہ تین طلاق کی تحقیق جسکو
منظور ہووہ اغاثۃ اللہفان کا ملاحظہ فرمالیوے یہ تقریر مختصر اوسکی تشریح
کی متحمل نہین ہوسکتی اور اگر حضرت مظہر حسب الوعدہ سو روپیہ سرکار مین
جمع فرما دیوین تو اسکا بہی کچہ مضایقہ نہین ہم اوسکی توضیح کرکے بہی اور
سو روپیہ سے چہپوا سکتے ہین لیکن مخاطب صحیح درکار ہے ورنہ یہ شعر تو
مشہور ہی ہے ؎ چو استعداد نبود کار از اعجاز نکشاید ✽ مسیحا کے تواند
کرد بروشن چشم موزان را ✽ تمت بالخیر

ہذا ما اقتضی بہ الفواد فی جواب الاظہار بتوفیق اللہ الملک الغفار ولو شئنا لاکثرنا
الحق کل الانتصار وفیما ذکرنا کفایۃ لاولی الابصار واللہ الہادی الی سبیل الحق
والصراط المستقیم وانہ ہو الغفور الرحیم والصلوۃ والسلام علی نبیہ الکریم -

۱۵۱ تقریظ منجانب جناب مولانا و بالفضل اولانا حضرت مخدومنا مولوی محمد عبید اللہ صاحب مصنف تحفۃ الہند

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی آلہ وصحابہ
واتباعہ اجمعین اما بعد فقیر محمد عبید اللہ ایک مدت سے بعد ملاحظہ تحفۃ اثنا عشریہ
کے اشتیاق زیارت جناب مولانا سید محمد حسن صاحب مد ظلہ العالی مدی الایام
واللیالی مصنف رسالہ مذکور کا بہت رکہتا تہا اب آخر ماہ ذیقعدہ ۱۲۹۵ھ ہجری
مین بقصد زیارت جناب ممدوح اور بعض دیگر احباب کے دیرہ مین پہنچا اور
وہان سے واسطے استفادہ بعضے مسائل کے رسالہ دوسرا نیز بادیکہا اور
مین اکثر تین روز مولانا ممدوح کی خدمت بابرکت مین رہا اس عرصہ مین
باوجود مشغلہ امور دیگر کے مولانا صاحب ممدوح نے رسالہ مصباح الادلہ
لدفع الادلۃ الاولہ جو جواب مین ادلہ کاملہ کے تحریر فرمایا ہے جسقدر ہوسکا

مجھکو سنایا اور اکثر مقامات اوسکے مین نے غور کے ساتھ سنے تو اس
فقیر نے اوس رسالہ کو کلام محقق اور مدلل اور مطابق عقائد اہل سنت کے
اور موافق مذہب سلف صالح کے پایا اور جامع بہت مضامین اور اکثر مسائل
ضروریہ کا اگرچہ اوسکے بعض مقام مین مثل مولف رسالہ ادلہ کاملہ کے کلام
شجاعانہ اور ظرافت آمیز فرمایا ہے ہر چند کہ یہ امور ادلہ اربعہ شرعیہ مین داخل
نہین ہین لیکن بیشک اوقع فی النفوس ہوتے ہین چنانچہ سعدی علیہ الرحمۃ
نے فرمایا ہے ؎ بہ پرویزن معرفت بیختہ * بشہد ظرافت در آمیختہ * مین
بے تکلف اور بلا مبالغہ اس رسالہ کی تقریظ مین لکھتا ہون کہ اگر ناظرین
انصاف پسند بلکہ خود جناب مولف ادلہ کاملہ بھی اس رسالہ کو بنظر انصاف
اور غور و تامل کے بلا تعصب اور جانب داری اور پاس سخن اور نفسانیت اور
تقلید فاسد کے اوسکو ملاحظہ فرماوینگے تو انشاء اللہ تعالے اوسکو کلام حق ١٥٢
اور مدلل اور خالی از افراط و تفریط و غلو و جامع مضامین و مسائل مفیدہ
پاوینگے اور اس سے بہت منفعت اوٹھاوینگے اور اسکے جواب کی لکھنے
مین بیباکانہ قلم نہ اوٹھاوینگے واللہ اعلم بالصواب ۔ فقیر محمد عبید اللہ عفی عنہ

تقریظ ثانی بزبان عربی از طرف مولانا محمد نجیب اللہ صاحب ساکن گنج پورہ

اللہ اللہ ما انور ہذا المصباح بل وما اضوأ ذالک الصباح * منور بانوار الآیات و
اضواء الاحادیث الصحاح سمعت اکثرہا من المصنف العلام بسمع الالتفات * فوجدتہا
رافعۃ للشکوک والشبہات * اقسم باللہ ان ہذا کتاب انیق * ونظم رشیق *
یدعو کل اناس الی صراط مستقیم * وذالک بفضل اللہ العظیم * ولکن الذین لجوا
فی التقلید الفاسد عن الصراط لناکبون * وفی طغیانہم یعمہون * فعلیکم یا اولی الالباب

بسماعت ہذا الکتاب وقرائتہ عند ذوی الابصار ۔ لانہا خزینۃ الاسرار للابرار
وموجب اسف للغاوین والاشرار ۔ وما نقل المجیب المحقق فیہ من کتب
الحدیث الشریف وغیرہا فہو عین حق حقیق بان یقبلہ الناظرون ۔ وما
ردہ من اقوال القاسمیۃ التی ہی کسراب بقیعۃ احق بان ترد ولا یغتر
بہا العالمون ۔ ومن جنح مع ہذا الی اقاویل القاسمیۃ بالعدوان ۔ القی
فی مواقف الخزی والخذلان ۔ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ہدیتنا وہب لنا
من لدنک رحمۃ انک انت الوہاب واللہ اعلم بالصواب ۔

حررہ فقیر محمد نجیب خان عفی اللہ عنہ فی العشرۃ الثالثۃ من شہر رمضان سنہ ۱۲۹۵ھ

۱۵۳ تقریظ وتاریخ تالیف طبع ہر سہ از جودت طبع مولانا مولوی قاری محمد غلام اکبر خان صاحب متخلص بمسلم سلمہ ربہ

زلاف حمد ونعت اولی است بر خاک ادب خفتن
سجود میتوان کردن درود میتوان گفتن

ارباب خبرت واصحاب بصیرت پر مخفی نہیں ہے کہ جناب فضیلت مآب جامع معقول ومنقول سرغنار علما فحول زبدۃ المحدثین قدوۃ المحققین علامۃ الشہیر فخر المشاہیر وحید زمان فرید دوران فہامۂ زمن مولانا مولوی محمد احسن صاحب مد ظلہم کی یہ کتاب مستطاب کہ مولوی محمد قاسم صاحب کے رسالہ ادلہ کاملہ کا جواب ہے ۔ الحق نہایت جواب باصواب ہے ۔ جواب دندان شکن جو مشہور ہے اگر کوئی پوچھے کسی کہتے ہیں ۔ تو ہر شخص اس جواب بے دھڑک صاف کہہ سکتا ہے کہ اسی کہتے ہیں ۔ اس کتاب لاجواب نے ادلہ کاملہ کا بے حقیقت ہونا ثابت کر دکھایا ۔ محض بے اعتبار کر دیا الخ

نظر کی نظر سے گرایا - اللہ مولوی محمد قاسم صاحب جیسا عالم مشہور عالم
اور یہ پوچ کلام - ثابت ہوا کہ حضرت کا نام ہی نام ہے - اور کچھ بھی
نہین مفت کا غوغائے عوام ہے - اچھا ادلہ کاملہ لکھا جسمین بلا فہمی
سخن سازی چالاکی دھوکہ بازی کے سوائے کوئی کام کی بات نہین -
بکی سب بیہودہ گوئی کوئی فقرہ بھی ایسا نہین جو مزخرف و خرافات نہین
ایک تکبندی ہی لایعنی - مضامین کیسی بڑہی فضول بی معنی واہ جی واہ خوب
میان دوا بیون نے حضرت کو بنایا ہے - پیران نمی پرند مریدان می پرانند
بے پرونکی کہالئے کہان تک اوڑایا ہے - کیا خوب مفت کی لنبی چوڑی
بہلا سوالات عشرہ دیکھو اور ادلہ کاملہ کہان وہ فاضلانہ پختہ سوالات
اور کہان صاحب ادلہ کاملہ کے ٹوٹے پہوٹے کچے جوابات - چرب بافی
اور ہوتی ہے اور حق بیانی اور - کیون اب کیسے خاک اوڑے ہ لینے کے
دینے پڑے - اوہ جواب اہل حق لکھو - مزا چکھو - اب جو کوئی مصباح الادلہ ١٥٤
کو دیکھیگا اور انصاف کو کام فرمائیگا وہ ادلہ کاملہ کی مزخرفات پر قہقہہ
لگائیگا - واہ جناب مولنا محمد حسین صاحب خوب ہی شرقًا و غربًا ہل من مبارز
کا نقارہ بجایا - متعصب مقلدونکو بہکایا - کہ کسی کو فضول بکنے اور سوال پر
سوال کرنیکے سوا رسوالات عشرہ کا جواب شافی میسر نہ آیا - جسی جواب
دہی کی ٹھہرائی - لایعنی بکا سوال پر سوال کرکے چہرہ کی کہائی - اب تو وہ
مقلدین جو انصاف پسند ہین حق کا حق ہونا پہچان گئے ہونگے - اس معرکہ
سوال جواب مین اہل حق کی شمشیر تحقیق کا لوہا مان گئے ہونگے - اب چاہیئے
کہ ہر کوئی مصباح الادلہ کو مطالعہ فرمائی - کہ تا ادلہ کاملہ کی ابتری کا لطف
اوٹہائی - سبحان اللہ اس رسالہ کو اگر ہدایت کا مقالہ لکھون تو سزا ہی - اور اگر

کتاب بتحقاق انتساب کہوں تو بجا اسکے ہر لفظ سے اعلاء کلمۃ اللہ پیدا ہے
اور اسکے ہر کلمہ سے اشاعت سنت رسول اللہ ہویدا احیاء سنت کی قواعد
اسمیں عیاں ہیں - اور اماتت بدعت کے ضوابط نمایاں - یہ کتاب ہے
باگل تحقیق کا - گلستان ہے - رسالہ ہے یا چمن الحدیث کا چمنستان ہے
خوبی اس حدیقہ تحقیق کی جاویدان ہے - اور بہار اسکی بہار بیخزان -
اسکی تقریر پر فصاحت و بلاغت پر صد حبذا - اور اسکی تحریر سنجیدہ در بیتات
پر ہزار مرحبا - اسکی ہر بات لائق تحسین و آفرین ہے - کیا بیان کیجیے اسکی
بیان کرنیکے لیئے گویا دہن میں زبان نہیں ہے - کیا کتاب ہے ماشاء اللہ
اور کیا جواب لاجواب ہے بارک اللہ - الحمد للہ علی ذلک حمدا کثیرا -

تاریخ تالیف رسالہ ہذا ۔ قطعہ

سال تالیف اس رسالہ کا سنو	وہ کہ ہوا عدا کا جس سے رنگ فق
مصرع موزوں یہ ہاتف نے پڑھا	پانچ دندان شکن ہے از اہل حق

ولہ ایضاً قطعہ تاریخ طبع رسالہ ہذا

صاحبو مت پوچھو مصباح الادلہ دیکھکر	یوں بسال طبع دروازہ کھلا تقریر کا
بی تامل بی تفکر بی تردد بالبدیہہ	بولا ہاتف چھپ گیا رد قاسمی تحریر کا

۱۵۵

تمت

۱۵

صحت نامہ متن رسالہ مصباح الادلہ لدفع الادلۃ الاذلہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۱	ہہا	بہا	۳۲	۲۱	فضلای	فصحای	۶۵	۲۱	یکوبہم	بکوبہم
۸	۱۷	فصیح	افصح	۳۳	۱۰	بالفعل	بالفعل ہی	۶۹	۶	چہوڑنا	چہوڑانا
״	۳۰	باعتبار	باعتراف	۳۵	۱۷	استعظامیت	عدم استعظامیت	۷۰	۳	ہو	ہوا
۱۴	۱۲	بالعقاب	بالاجتناب	۴۱	۲	فرمائے	فرمائے	״	۲۱	زور	روند
۱۵	۱۱	ہودی	ہوئی	۴۳	۱۱	مخفی	تقلید مخفی	۷۲	۵	حال	جال
[illegible]	[illegible]	ثابتہ	الثانیۃ	״	۱۵	سنت	کتاب وسنت	״	۹	امر	امرِ
۲۰	[illegible]	شذود	شذوذ و	״	۱۶	ہو	ہوا	۷۳	۸	قال	قاتل
״	۲۱	قسطلانی	عسقلانی	۴۴	۲۰	توفیقی	توقیفی	۷۷	۵	حکم کی	کی حکم
۲۲	۲۰	صحبت	صحت	۴۵	۱۹	غمت بود	غت بود	۸۰	۹	کہ	کو
۲۳	۷	یام	بام	۵۰	۱۴	کاایان	کایان	۸۱	۷	یا	با
״	۱۵	روایۃ	روایۃ	۵۲	۱۴	لبصراء	البصراء	۸۲	۱۵	خیر	خبر
״	۲۰	ثین	بین	״	״	الاغنثی	الاغنثی	۸۳	۱۵	بعید	بقدر
״	۲۱	بالدلالۃ	الدلالۃ	״	۱۹	اورد	ورد	۸۵	۲۱	نشارع	الشارع
۲۶	۱۲	مریہ	سریہ	״	۲۱	عوضکہ	عرضکہ	۸۶	۱	نہ	از
۲۷	۱۹	او	اور	۵۴	۱۱	الشی	التشی	۸۷	۹	تسامحوا	تسامحوا
۲۸	۸	بغیر	بغیر	۵۶	۱۶	التقضاء	التقضاء	۸۹	۹	اس	لیکن اس
۲۹	۱۳	بصائر	بصائر	۶۳	۱	شود	سایہ شود	״	۱۱	الزوجین	الزوجین
۳۰	۱۶	بانکار	بانکار	״	۵	کر	اور	״	۱۳	مجہلا	مجلا
۳۱	۲	فاسعو	فاسعوا	۶۴	۳	نہایت	نیابت	۹۰	۷	بغیر	مبطور
	۱۰	قوت	قوت	۶۵	۱۷	تقاضی	التقاضی	۹۲	۱۴	للنسائی	وللنسائی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹۲	۲۰	رہتہا	رہتیہا	۱۳۱	۱۰	یجبس	یحبس	۱۵۰	۱۹	درازگی	درازی
۹۸	۲۱	احتماع	اجتماع	۱۳۲	۱۱	جنت	جنب	۱۵۱	۹	طبع	[illegible]
۱۰۲	۱۸	تیغبر	تیغیر	//	۱۳	ہنین	کیون	//	۱۰	س	بیت
۱۰۴	۱۸	۱ر	مار	۱۳۳	۷	فلاتخصعن	فلاتخضعن	//	۱۲	سجود	سجودی
۱۰۶	۱۵	الحنابۃ	الجنابۃ	۱۳۵	۱۷	یقسل	یقبل	//	//	درود	درودی
۱۰۷	۱	سی	سی ہی	//	۱۸	والی	وائی	تمت			
۱۰۸	۲۱	ہوجاوینگے	ہوجاوینگی ورنہ	//	۱۹	احطار	اخطار	صحت نامہ حاشیہ			
۱۰۹	۲۱	باگہ	ناگہ	۱۳۶	۵	رکہنا	نام رکہنا	۲۳	۳۹	می	ـ
۱۱۰	۴	حدیث	حدیبت	۱۳۹	۷	واذکر	واذکر ربک	۲۵	۱۴	کمرتا ہے	کرتا ہے
//	۶	شکہائی	پشکہائی	۱۴۱	۲۰	صحیح	جو صحیح	//	۲۸	غایت	خلف
۱۱۳	۴	ہر	نہر	۱۴۳	۹	سالت	سالکت	۳۰	۲۰	کہا	کیا
//	۱۷	استفراقی	استغراقی	//	۱۲	اغلت	اغلب	۳۲	۲۵	اگر	اگرچہ
۱۱۷	۱۳	۹۳	۹۳/۹۴	//	۱۹	اضاف	اخناف	۳۴	۴۹	اسرات	اثبات
۱۲۲	۵	مین	ہین	۱۴۵	۶	اقطرت	افطرت	۴۱	۴۸	یقطع	للقطع
//	۱۲	کیا	کرا کیا	//	۷	نماب	عماب	۴۷	۱۰	۰	اور وقت عصر
//	۱۸	اقوال	الاقوال	۱۴۹	۳	حو	جو	۵۱	۱۵	است	اسنت
۱۲۶	۱	طرف	ظرف	//	۲۰	محل	مجمل	//	۱۷	الاحی	الوحی
۱۲۸	۲۰	الغا	الالغا	۱۵۰	۵	دین	دس	۵۶	اخیر حاشیہ	۰	سی ایک

جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا فی الواقع یہ رسالہ حق ثبوت محقق اقتدا سنت احق کی کاملی ہے اور موافق مذہب کے واقعی حررہ محمد عبد الرؤف مہدانوی عظیم آبادی محمد لطف حسین

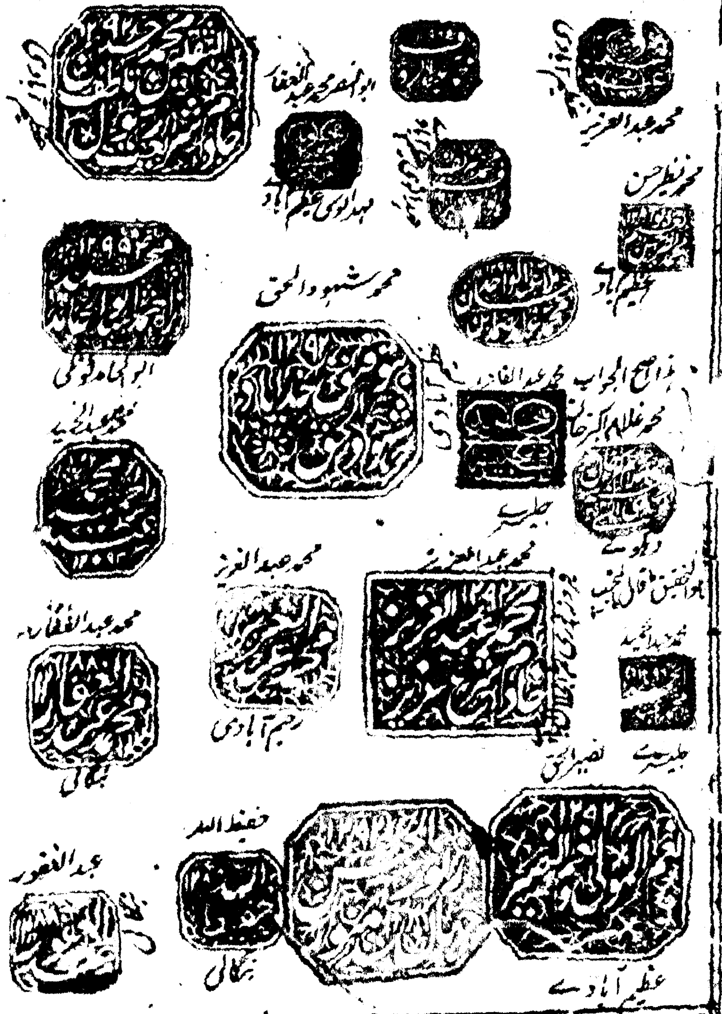

محمد امیر علی عفی عنہ لکھنوی	محمد قاسم عفی عنہ شاہ آبادی	محمد عبد السبحان مونگیر آبادی	محمد عبد الحق پنجابی
نور محمد ملتان	محمد عبد الاحد سیالکوٹی خانپوری	محمد نجم الدین مرشد آبادی	محمد جمیل ضلع اعظم گڑھی / محمد سعید گنجابی

محمد اکبر خان جونپوری

محمد سیف اللہ بنگالی

محمد حسین ... ساکن ... متعلقه	محمد ...	رحیم الله عفی عنه مئوی	علی حسن خان ...	عبد الهادی الاسلام آبادی
محمد امیر حسن البهاری عظیم آبادی	محمد ... الرحیم نصیر آبادی	محمد حسین ... سلطانپوری	محمد گلزار حسین عفی عنه	... محمد الموی الاعظم ...
محمد عبد العزیز ... آبادی				حافظ الله ...

غلط نامه متن وحاشیه

صفحه	سطر	غلط	صحیح
٢	١٦	لطلب	حلب
٢	١٩	حالواجب	فالواجب
٣	٥	بین	بین داخل ہونی بلا ... اور باعث فرحی
٤	١٥	بهم سالم	بهم سایم
٤	١٦	ما القیمنا	ما القینا
٤	١٤	گزشته	گذشته
٤	١٩	گزشته	گذشته
٥	٤	ابن ابی ...	ابن اسحٰق
٥	٦	حقیقت	حقیت
٥	١١	محقق	محقق
٦	١٥	الی السلام	الی الاسلام
٦	٢	شبرا شبیرا	شبرا شبرا
٦	١١	مذهبی	مذهب
٦	١٤	حب لبد	حب لبد

صفحه	سطر	غلط	صحیح
حاشیه نمبر ٣ متعلقه صفحه ١	١٣	نه زضایع	نه ضایع
حاشیه متعلقه صفحه ٢	١١	و اسطر	و سطر
حاشیه نمبر ١ متعلقه صفحه ٢	٥	...	اور ... آپ ... بس ...
حاشیه نمبر ١ متعلقه صفحه ٢	٣٠ و ٣١ و ٣٢		
ایضاً	٦٠	قرآن	کتاب الله
ایضاً	٦١	وه جو	وه چیز جو
ایضاً	٦٦	قرآنکا	کتاب الله کا
ایضاً	٨٩	مسائل	مسایل

حسب الفرمایش مقبول الکونین مولوی محمد لطف حسین صاحب عظیم آبادی ومولوی محمد یوسف صاحب بهاری ومولوی محمد نظیر حسن صاحب العظیم آبادی

مطبع چشمهٔ فیض دہلی واقع محله پیپل مهادیو میں حلیه طبع پہنا